حصہ اول

اعظم الکلام

فی

ارتقاء الاسلام

یعنی اُردو ترجمہ

پروپوزڈ پولٹیکل، لیگل اینڈ سوشیل ریفارمز انڈر مسلم رول

مصنفہٗ

نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی مرحوم فنانشل وریونیو سکرٹری دولت آصفیہ

مصنف الجہاد، رزلٹ او پرافٹ، حیدرآباد انڈر سر سالار جنگ اور اسلام کی دنیاوی برکتین وغیرہ وغیرہ

جسمین

علامہ مصنف نے بزبان انگریزی ۱۸۸۳ء مین ایک یوروپین عالم ریورنڈ ملکم میکال کے اس اعتراض کی تردید مین کہ "مذہب اسلام مانع ترقی ہے" قرآن، حدیث، فقہ اور تاریخ سے نہایت عالمانہ تحقیق پر ثابت کیا ہے کہ اسلام روحانی، اخلاقی، اور دماغی ترقی کا حامی، تغیرات زمانہ کے ساتھ نئے تمدن وسیاست کا ساتھ دینے والا اور زندہ ضروریات کے مطابق ہر قسم کے قوانین کی بنیاد بننے کی [illegible] رکھنے والا مذہب ہے، اور اسکی فطرت جمود و خمود کے منافی ہے اسی ضمن مین اسلام کے متعلق دوسرے یوروپین مصنفین مثلاً سر ولیم میور اور باسورتھ اسمتھ وغیرہ کی غلط بیانیون کی اصلاح بھی مشرقی اور مغربی حوالون سے کیگئی ہے اور صدہا اسلامی مسائل متعلق معاشرت وسیاست پر عالمانہ مجتہدانہ بحث کیگئی ہے۔

مترجمہ مولانا عبد الحق صاحب بی۔اے (علیگ)

شائع کردہ مولوی عبد اللہ خان حیدرآباد دکن کتب خانہ آصفیہ

مطبع مفید عام آگرہ مین اہتمام سے محمد قادر علیخان صاحب کے چھپا

بار اول دو ہزار جلد — سنہ ۱۹۱۰ء — جملہ حقوق محفوظ ہین

اعظم الکلام فی ارتقاء الاسلام

فہرست مضامین

حصہ اول

سیاسی و قانونی اصلاحین

حصۂ اوّل

سیاسی و قانونی اصلاحین

تمت بالخیر

تمہید

۱- ان اوراق کے لکھنے کا باعث یہ ہوا تھا کہ ریورینڈ مسٹر ملکم میکال نے رسالہ "کنٹمپوری ریویو" اگست سنہ ۱۸۸۱ع میں ایک آرٹیکل اس مضمون پر لکھا تھا کہ "آیا مسلمانوں کی حکومت میں اصلاحیں ممکن ہیں"؟ اُسی سال کی آخر سہ ماہی میں یہ کتاب لکھی گئی تھی، اور اب اُن اہل یورپ اور انگریزی مصنفوں کے لئے، جو مجھے افسوس ہے کہ اس دھوکے میں ہیں کہ اسلام میں کسی طرح کی سیاسی، قانونی، یا معاشرت کے متعلق اصلاحیں عمل ہونا ممکن نہیں ہیں، یہ کتاب مشتہر کی جاتی ہے۔

انگریزی گورنمنٹ سب سے بڑی اسلامی سلطنت ہے

۲- انگریزی مصنفین کے یہ بہت نازیبا ہے، کہ وہ ایک ایسے معاملے میں جس سے انگلینڈ کی بہت بڑی غرض متعلق ہے، کم واقف رہیں۔ دنیا بھر میں سلطنت انگریزی سب سے بڑی اسلامی سلطنت ہے، یعنی ملکۂ انگلستان وقیصرۂ ہند کی عملداری سب بادشاہوں سے زیادہ، خصوصاً اعلیٰ حضرت سلطان روم سے بھی زیادہ مسلمانوں پر ہے[۵]

[۵] مسلمانوں کی تعداد انگریزی ہندمیں سات سے چار کروڑ تخمینہ کی جاتی ہے، اور سلطان المعظم کی عملداری میں

یورپین لوگون کو اسلام کی نسبت بہت کم واقفیت ہے

۳۔ یہ خیالات کہ اسلام اصلاً بہت سخت ہے، اور تبدیل پذیر نہین ہے، اور اس کے مذہبی سیاسی، اور معاشرتی احکام ایسے خاص اُصول پر مبنی ہین کہ جن مین نہ اب کچھہ زیادہ کیا جاسکتا ہے، اور نہ کچھہ اس مین کمی ہوسکتی ہے، اور نہ ترمیم ہوسکتی ہے، کہ ان کو اب کے بدلے ہوئے حالات کے موافق کرلین، اور اس کا انتظام ملکداری من جانب اللہ ہے، خلاصہ یہ کہ یہ خیالات کہ اسلام کے قوانین کا مجموعہ ناقابل تبدیل اور ناقابل ترمیم ہے، یورپین کے دماغ مین ایسے متمکن ہوگئے ہین کہ وہ اس مضمون پر زیادہ باخبر ہونے کو گوارا نہین کرتے۔ یورپ کے مصنّف اسلام کی بنیادون کی گہری تلاش نہین کرتے، اور اس وجہ سے ان کی معلومات نہ صرف نہائت سطحی ہوتی ہین، بلکہ غیر معتبر اُصول پر مبنی ہوتی ہین۔

اسلام مین تمدنی اور اخلاقی اصلاحون کی صلاحیت ہے

۴۔ مین نے اس کتاب مین یہ ثابت کرنا چاہا ہے، کہ مسلمانون کے مذہب مین، جیسا کہ ان کو حضرت پیغمبر عربی صلعم نے سکھایا ہے، اس امر کی کافی گنجایش ہے کہ وہ اپنے آپ کو معاشرت اور سیاست کے اُن انقلابون کے، جو اُسکے گرد وپیش ہوتے ہون، موافق بنانے کے قابل ہوجائے، مسلمانون کا "کامن لا" یعنی شریعت یا فقہ (اگر اسے کامن لا کہہ سکین، کیونکہ مسلمانون کے ہان کوئی اسٹیچوٹ لا نہین ہے) کسی طور سے ناقابل تبدیل و ترمیم نہین ہے۔ مسلمانون کا یا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۔ یورپ، ایشیا، اور افریقہ ملا کے جملہ ایک کروڑ اکسٹھہ لاکھہ اڑسٹھہ ہزار مسلمان ہین۔ ای، ایچ کین نے ایشیا کے متعلق ایک کتاب لکھی ہے، اسکو سر آر ٹمپل نے چھاپا ہے اس کے صفحہ ۵۰۳ مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۸۲ء مین لکھا ہے کہ ہندوستان کے مسلمان، جو عموماً سُنّی ہین، اور اُن مین شیعون کا بھی چھوٹا سا باوقعت گروہ ہے، عموماً بنگالے، ممالک مغربی و شمالی اور پنجاب مین رہتے ہین، اور ان کی تعداد ساڑھے چار کروڑ ہے، پس قیصر ہند، بہ نسبت اور مشرقی بادشاہون کے، سب سے زیادہ مسلمانون پر حکومت کرتی ہے۔

۵۔ مقصود یہ ہے کہ قانون یا شرع کی، جس کو انگریزی مین "لا" کہتے ہین، دو قسمین ہین، ایک "کامن لا" جو ملک کے رسم و رواج کا مجموعہ ہوا کرتا ہے، اور دوسرا "ری ویلڈ لا" یعنی وحی۔ پس مسلمانون کا فقہ تو

اسلام کا دینی قانون قرآن ہے، اور صرف قرآن ہی ہے جس کو ریورینڈ ملکم میکال بھی قبول کرتے ہین کہ وہ مسلمانون کے "کامن لا" (مجموعۂ فقہ) کے مقابلے مین، ترحم اور صداقت کا مجموعہ ہے۔

اسلامی قوانین کی جمہوریت

۵- اسلامی سلطنتون کا طرز انتظام "تھیوکراٹک" (آسمانی من جانب اللہ) نہین ہے، اور اسلامی شریعت جمہوری اصول پر مبنی ہونے کی وجہ سے خود مختار مسلمان بادشاہون پر ایک بڑی روک ہے۔ ابتدا کی چار پانچ خلافتین، ہر ایک وضع مین خالص جمہوری تھین۔ اور قانون جب ابتدا مین بنا تھا تو اُس مین بادشاہ اور امیر بلکہ شریف آدمیون کے لیئے بھی، پہلے کی طرح، کوئی تفریق قایم نہین کی گئی تھی۔ (یعنی سب مساوات کے درجہ مین تھے)۔ خلفاء راشدین کی حیثیت اور حکومت اس کے مشابہ تھی جیسے روم قدیم کی جمہوری سلطنت مین "ڈکٹےٹر" ہوتے تھے۔ سلطنت روم کو نہ تو دعویٰ ہے اور نہ دعویٰ کر سکتی ہے کہ وہ "تھیوکراٹک" (آسمانی من جانب اللہ) سلطنت ہے، جیسے کہ مسٹر میکال ثابت کیا چاہتے ہین۔ سر ھنری الیٹ سفیر انگریزی متعینہ باب عالی نے اپنے مراسلہ مورخہ بست و پنجم مئی ۱۸۷۶ء مین "سُفتون"[۵] کے باب مین لکھا ہے کہ "وہ قرآن کی آیتین اس غرض سے شایع کی گئی ہین کہ وہ طرز سلطنت جو اُن آیتون مین مجاز کیا گیا ہے جمہوری ہے"۔

مختلف فقہی مذاہب

۶- جیسے جیسے مسلمانون مین معاشرت اور سیاست کے متعلق تبدیلیان ہوتی گئین، ویسے ہی تشریع احکام کے لیئے مختلف اور متعدد مذہبون کی بنیاد پڑتی گئی، تاکہ مسلمانون کی ترقی پذیر حاجتون اور تبدیل ہوتی ہوئی حالتون کی مناسبت سے فقہی احکام کو اور بھی زیادہ موافق بنائین۔ مگر اُن متعدد فقہی مذاہب مین سے کوئی مذہب بھی قطعی نہ تھا سب ان مین سے یقیناً تدریجی تھے، یعنی درجہ بدرجہ ترقی کرتے جانے والے، اور وہ سب کے سب

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲ بمقابلہ "کامن لا" کے ہے، اور قرآن "رٹن یا ویلڈ لا" کی تقسیم مین آتا ہے۔ اور "اسٹیچوٹ لا" اوس قانون کو کہتے ہین جس کو کوئی خاص جماعت قانون ساز پاس کرے۔

[۵] مسجدون کے مدارس کے جوشیلے طلبا۔ یہ فارسی لفظ "سوختہ" سے نکلا ہے۔

مذہب (یا مذاہب) مسلمانون کے یعجس لیشن (تفقّہ) تشریع احکام (قانون بنانے) کی نیتار یا جولان گاہ کی، بجاے خود، ایک ایک منزل تھے۔ بہت سے مذہب یا اجتہاد کے طریقے جو ابتدا مین قایم ہوئے اِن کی تفصیل یہ ہے۔

نمبر شمار	نام بانی مذہب	تاریخ وفات	نمبر شمار	نام بانی مذہب	تاریخ وفات
۱	عبداللہ ابن مسعود	سنہ ۳۲ھ	۱۱	سفیان الثوری	سنہ ۱۶۴ھ
۲	عبداللہ بن عمر	سنہ [illegible]ھ	۱۲	امام لیث	سنہ ۱۷۵ھ
۳	حضرت عائشہ ام المومنین	سنہ ۵۸ھ	۱۳	امام مالک	سنہ ۱۷۹ھ
۴	مجاہد	سنہ ۱۰۰ سنہ ۱۰۴ھ	۱۴	سفیان ابن عیینہ	سنہ ۱۹۸ھ
۵	عمر بن عبد العزیز	سنہ ۱۰۱ھ	۱۵	امام شافعی	سنہ ۲۰۴ھ
۶	الشعبی	سنہ ۱۰۳ یا ۱۰۴ھ	۱۶	اسحاق ابن یعقوب ابن راہویہ	سنہ ۲۳۸ھ
۷	عطا بن ابی رباح	سنہ ۱۱۵ھ	۱۷	امام احمد بن حنبل	سنہ ۲۴۱ھ
۸	الاعمش	سنہ ۱۴۷ یا ۱۴۹ھ	۱۸	امام داؤد ابو سلیمان	
۹	امام ابو حنیفہ	سنہ ۱۵۰ھ		الظاہری	سنہ ۲۷۰ھ
۱۰	اوزاعی	سنہ ۱۵۷ھ	۱۹	محمد بن جریر طبری	سنہ ۳۱۰ھ

نئے حالات کے لئے نئے فقہ کی ضرورت

۷۔ یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ جیسا کہ مسلمانون کی بادشاہت مین ضرورتین بڑھتی جانے سے کئی ایک مذاہب فقہیہ کے قایم کرنے، اور قرآن سے استنباط احکام یا استدلال بالکتاب کے مختلف طریقے نکالنے، اور حدیثون کی تنقیح اور ان کی استناد کے قاعدے بنانے کی ضرورت پڑتی گئی، ایسے اب بھی حال کے بسر برد معاشرت اور سیاست (سوشیل اور پولٹیکل) کے مقتضا سے، اور دیگر حالات زمانہ کی تبدیل سے، جیسا کہ روم اور ہند مین پائے جاتے ہین، ایک نیا طریقہ تمثیلی دلیلون سے قایم کیا جائے، اور اس مین صرف اصول مندرجۂ قرآن ہی کو (جو کہ اب تک ہادی مجرد اور حاوی جمیع ضروریات نہین سمجھا جاتا) بہت مضبوطی

سے پکڑے رہین۔ قانون بنانے کا علم (یا فقہ) ایک ایسا علم ہے جو تجربے اور استقرا سے متعلق ہے، نہ کہ منطقی قیاس اور تمثیل یا قیاس فقہی سے۔ ملکون کی طبیعتون کے اختلاف اور اہل ملک کی خصوصیات، اور اُن کے گزشتہ حالات کا ضرور لحاظ رکھنا چاہیئے، اور اون کی حاجتون اور خواہشون اور اون کی معاشرت اور سیاست کے قرائن حالات پر بھی نظر رکھنی چاہیئے، اور انہین سب باتون کی رعایت مسلمانون کے اوایل زمانہ کی ترقی پذیر سلطنت کی فقاہت کی بہت سی منزلون یا مقامون مین رکھی گئی تھی۔

مختلف فقہی مذاہب اصول مذکورہ بالا پر مبنی ہین۔ اقتباس از مسٹر سیل۔

۸۔ چارون مجتہدون یا صاحبان مذہب نے جن کا اب رواج ہے، اور اُن مذاہب کے امام یا مجتہدون نے جو اب معدوم ہوگئے ہین، انہین اُصول کو جو اوپر بیان ہوئے ہین مدنظر رکھا تھا اور مزید برآن یہ بھی کہ ان کے مذاہب تعمیل کے لئے محض مختص المقام تھے، اور اس وجہ سے مسلمانانِ ہند یا مسلمانانِ ٹرکی (روم) پر واجب العمل نہین ہین۔

ریورنیڈ مسٹر اڈورڈ سیل نے لکھا ہے کہ:-

" پکے مسلمانون کا عقیدہ یہ ہے کہ چارون امامون کے بعد کوئی ایسا مجتہد نہین ہوا ہے جو اون کا
" سا اجتہاد کرے۔ اگر کوئی ایسی صورت پیش آوے جس مین فتویٰ دینے کی ضرورت ہو تو لازم
" ہے کہ فتویٰ دینے والا اُس مذہب کے موافق فتوے دے جس کا وہ مقلد ہے۔ اِس سے
" بالکل تبدیل یا اصلاح کی ممانعت پائی جاتی ہے، اور نئی بات نکالنے کی ممانعت، خواہ وہ بات
" بُری ہو یا بھلی، اسلام کو ایک حال پر ٹھیرا ہوا چھوڑ دیتی ہے[1]"

تغیر و تبدل کی ممانعت نہین۔

۹۔ مگر پکے مسلمانون کے ایسے عقیدہ کے لئے کوئی شرعی یا دینی حجت نہین ہے، اور نہ عام مسلمانون پر ایسی تقلید فرض ہے۔

اوّل، تو چارون مذہب کے بانیون نے اپنے مذہب یا فتوون کے لئے ایسی قطعیت

---

[1] " دی فیتھ آوف اسلام " (عقیدہ اسلام) مصنفہ ریورنڈ ای۔ سل، فیلو مدراس یونی ورسٹی، صفحہ ۲۳۔ ۱۸۸۰ء۔ طبع اس کتاب کا اُردو مین ترجمہ ہوگیا ہے۔

کا دعویٰ نہین کیا - وہ اس سے بہت دور تھے، کہ اپنے تمثیلی استنباط یا قیاسات کو اپنے ہمعصرون پر واجب العمل ٹھیراتے، چہ جائے کہ اپنے مذہب کو اس کثیر الوسعت اسلامی بادشاہت کی آیندہ پشتون پر بہی واجب العمل ٹھیرا جاتے -

مقلد

۱۰- دوسرے، یہ کہ ایک ہی مجتہد یا مجتہد ان چارون امامون کے مذہب کو البتہ بڑی وقعت کی نظر سے نہین دیکھتا - صرف مقلدین، یعنی تقلید کرنے والے جو چارون مذہب مین سے کسی ایک کی تقلید آنکہ بند کرکے کرتے ہین، اور اپنی رائے بصیرت اور بہلے برے کی تمیز یا علم کو دخل نہین دیتے، ایسا خیال رکھتے ہین کہ چارون امامون کے بعد پہر کوئی ایسا مجتہد نہین ہوا ہے جو نیا مذہب قایم کرے اور تقلید کے بارے مین اُنہین کا وہ قول ہے جو مسٹر سیل نے "نہایت المراد" اور تفسیر احمدی، سے نقل کیا ہے - اِن کتابون کے مصنّف سخت ترین مقلد تھے، اور مسٹر سیل شاید مقلدون اور غیر مقلدون مین کچہہ فرق نہ سمجہہ کے مقلدون کی تحریرون سے آئمہ اربعہ کی تقلید پر سند لاتے ہین، اور اسی کے ساتھہ اِن کے مذاہب کی قطعیّت تمام جہان کے مسلمانون پر، جن مین غیر مقلد اور اہل حدیث اور دیگر مجتہدین بہی داخل ہین، لازم کرتے ہین - مگر اُن مقلدون کی رایون اور مسائل کا کچہہ لحاظ نہین کرنا چاہیئے -

اجتہاد معدوم نہین ہوا

۱۱- حنبلی مذہب مین، کہ وہ بہی اِن چارون مذاہب مین سے ایک مذہب ہے، اس بات پر بہت اصرار ہے کہ ہر زمانے مین ایک مجتہد ہونا چاہیئے - پس وہ مقلد جو اب اجتہاد کو معدوم سمجہتے ہین، اور کسی اور مجتہد کے قایم ہونے کو امکان سے خارج سمجہتے ہین، اور اِن مقلدون کے حامی مسٹر سیل بہی اپنی غلطی پر تعجب کرین گے -

بحر العلوم کا قول

۱۲- مین یہان مسٹر سیل کو مولوی عبد العلی بحر العلوم کی کتاب کا حوالہ دیتا ہون - یہ صاحب اکثر اور آخر عمر مین مدراس مین رہے، جہان سیل صاحب بہی ہین "مسلم الثبوت" کی شرح "فواتح الرحموت" ہین، جو مسلمانون کے اُصول فقہ مین ہے، مولوی صاحب نے لکہا ہے کہ:-

" یہ جو بعض ایسا کہتے ہین کہ فقہ مین اجتہاد	ان من الناس من حکم بوجوب الخلو من بعد العلامۃ

النسفی، واختتم الاجتہاد بہ، وعنوا الاجتہاد فی المذہب، واما الاجتہاد المطلق فقالوا اختتم بالائمۃ الاربعۃ، حتیٰ اوجبوا التقلید واحد من ہولاء علی الامۃ، وہٰذا کلہ ہوس من ہوساتہم، لم یاتوا بدلیل ولا یعباء بکلامہم، وانما ہم من الذین حکم الحدیث انہم افتوا بغیر علم، فضلوا، واضلوا، ولم یفہموا ان ہٰذا اخبار بالغیب فی خمس لا یعلمہن الا اللہ تعالےٰ "فواتح الرحموت"، مطبوعہ نولکشور، لکھنؤ، صفحہ ۶۲۴

فی المذہب علامہ نسفی کے بند ہوگیا ہے اور اجتہاد مطلق تو چاروں اماموں پر ختم ہو چکا ہے، اب صرف ان میں سے ایک کی تقلید ہی اُمت پر واجب ہے، یہ سب محض واہیات ہے، نہ اس کی کوئی دلیل ہے اور نہ ان کے کہنے کا کچھ لحاظ کرنا چاہیئے۔ یہ لوگ اُن لوگوں میں سے ہیں جن کی نسبت حدیث میں یہ حکم ہے کہ وہ بے جانے بوجھے فتویٰ دیتے ہیں، خود بھی گمراہ ہوے ہیں، اور اوروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں، اور یہ لوگ یہ نہیں سمجھتے کہ ایسا دعویٰ کرنا گویا آیندہ کی خبر دینا ہے، جو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا، جیسا کہ قرآن میں ہے

لا تدری نفس ما ذا تکسب غدا، (سورہ ۳۱-۳۴ آیت ۳۴) یعنی سوائے خدا کے کسی کو معلوم نہیں کہ کل وہ کیا کرے گا"

مذہب اربعہ کی کیفیت

۱۳- ان چاروں قسم کے طریق ترتیب ادلہ واستنباط مسائل باطرز اجتہاد مروجہ حال کی (جس کو عموماً مذہب بولتے ہیں، اور انگریزی میں اس کو "اسکول آف جورس پروڈینس" کہتے ہیں) خصوصیات پر نظر کرنے سے معلوم ہوجاتا ہے کہ ایک بھی ان میں سے صاحب مذہب کے نزدیک "الہی الاصل" یا قطعی نہ تھا۔

فقہ حنفی

۱۴- حضرت امام ہمام ابو حنیفہ نے اپنے استخراج احکام فروعی کو کثر احادیث پر مبنی کیا ہے،

۱۵- کرنل آس برن نے غلط کہا ہے کہ امام ابو حنیفہ کا طریقہ فقاہت انفراداً اور انحصاراً قرآن ہی پر مبنی تھا، اور بذریعہ استنباط بالقیاس منطقی طور سے قرآن پر متفرع ہوا تھا (دیکھو کتاب "اسلام بزمانہ خلفائے بغداد" صفحہ ۴۲ و ۵۲ مطبوعہ لندن ۱۸۷۸ء)۔ حنیفوں کا طرز اجتہاد یا ترتیب دلائل وطریق استنباط و فقاہت کو میں نہیں سمجھتا کہ وہ قیاسات حسب المنطق مستخرج از قرآن ہیں، بلکہ ان کا

اور اپنے طرز اجتہاد مین اٹہارہ حدیثون کو قطعی قبول کیا ہے - اون کا طرز فقاہت رائے
اور قیاس پر مبنی تہا - ان دونون اصول کو مدنظر رکہہ کے اُنہون نے اور اُن کے شاگردون

بقیہ حاشیہ صفحہ ۷ - نظام فقہ و طرز ترتیب دلائل و استنباط مسائل رائے اور
قیاس پر مبنی ہے، جس سے قرآن و سنت اور قدیم امامون کے اقوال ایک طرف رہ جاتے
ہین، اور قیاس شرعی جو دیگر مذاہب فقہیہ مین ہے وہ قیاس منطقی نہین ہے - بلکہ استدلال
بالتمثیل ہے -

امام ابوحنیفہ کی فقاہت اور اجتہاد ملک عراق یا اہل عراق کے لئے تہا، اور شک نہین ہے
کہ ان کا مذہب یعنی ان کا طریق ترتیب دلائل و استنباط مسائل اور رائے و قیاس بہت مناسب تر
اور بلحاظ مکان و زمان و حالات و عُرف موافق تر تہا - قانون کے واسطے ایسا ہی ہونا چاہیئے - اور
اور یہ جو اُنہون نے حدیثون اور روایتون اور اقوال صحابہ اور تابعین پر اپنے فقہ کی بنیاد نہین رکہی
بہت ہی درست کیا، کیون کہ یہ تو ظاہر ہے کہ جناب پیغمبر کے زمانہ مین تو یہ فقہ نہین تہا، اور نہ
جناب پیغمبر نے فقہ مین، کہ جیسا اب ہے، کوئی کتاب لکہنی یا لکہوانی ضرور سمجہی تہی، ورنہ مثل قرآن کے
حجم مین اس سے بیشتر، ایک کتاب فقہ مین ہی لکہواتے - بعد مین جب ملک کے لئے، بلکہ مختلف
ملکون اور قومون کے لئے، ایک قانون کی ضرورت ہوئی، تو امام ابوحنیفہ نے اپنے طرز اجتہاد کو اپنی رائے
اور قیاس پر رکہا جس مین ضرور ہے کہ عامۂ ناس کے عمل درآمد اور عُرف اور اُن کی حاجتون اور ضرورتون
کے لحاظ اور تغیرات زمانہ کا پاس مدنظر رکہ کے مسائل فروع مین فتوی دیا، اور بجائے خود کچہہ اصول ہی بنا کے
اور پیش نظر رکہے - کاش بعد مین علماء حنیفہ اسی طریق کو قائم رکہتے، مگر جب سے کہ لوگون کو احادیث جمع
کرنے کا شوق ہوا (حالانکہ وہ بہی واجبات سے نہ تہا، ورنہ جناب پیغمبر خود ہی اپنی احادیث جمع کرا دیتے)
اور حدیثون مین بہت اختلاف نکلا، اور مختلف غرضون سے لوگون نے جہوٹی حدیثین بنائین، اور غلط
تو بہت ہی ہوگئی تہین، تب اِن کے پرکہنے کے قاعدے مقرر ہوئے، اور اُنکو چہانا گیا - اس وقت بہت
سے مسائل حنیفہ صحیح حدیثون کے خلاف پائے گئے، اور باوجودے کہ حدیثون کی صحت ہی اصطلاحی تہی

نے ایک پورا نظام فقہی بنایا، مگر حضرت امام ابوحنیفہ کی تعلیم زبانی ہوتی تھی، اُنہون نے کوئی کتاب نہین لکھی - جملہ اصول مسائل، و قیاسات، و استدلالات، و تخریجات، و تفریعات

بقیہ حاشیہ صفحہ ۸ - اور کوئی بھی ان مین سے قطعی نہ تھی، کیون کہ وہ اخبار احاد تھین جو مفید علم نہین ہوتین، مگر بناچاری یا زبردستی موجب عمل سمجھی جانے لگی تھین - اِس وجہ سے حنفیون کو بہت وقت پیش آئی، کیون کہ حدیثون کی عظمت اور اون کے موافق عمل کرنے کا رجحان اور میلان عامہ ناس مین بھی بہت ہو چلا تھا - اور گو کہ فی الحقیقت حدیثون کے موافق عمل کرنے کے لیے اور ان کو ہر ملک اور ہر قوم کے آدمیون پر واجب العمل ماننے کے لئے کوئی دینی حکم نہ تھا، اور نہ ایسا کبھی جناب پیغمبر نے ٹھیرایا تھا، ورنہ اس کا اہتمام اور بندوبست اُسی وقت ہوتا، اور یہہ تو صرف اہل شوق نے دُور دُور ملکون مین پھر کے زبانی اور تحریری روایتون کو کئی ایک واسطون سے جمع کیا، اور جمع کرنے کے بعد پھر اس کی تنقید اور صحیح و ضعیف کی تمیز کے قاعدے اٹکل پچو بنائے، مگر ان مین پوری کامیابی نہین ہوئی، کیون کہ ان احادیث کا درجہ ظن اور گمان سے صحّت قطعی تک نہین پہنچا، مگر حدیثون کی قبولیت عمومی اور شوقِ عامہ ناس کی وجہ سے، حنفیون نے بھی عُرف عام کی موافقت کی وجہ سے، صحاح کی حدیثون کو بظاہر قبول کرنا شروع کیا، مگر اِس کے لئے اُصول فقہ مقرر کئے، جس مین ہر ایک صحیح حدیث کو، گو وہ کیسی ہی اصح الصحیح ہو (یہ صحّت اصطلاحی ہے نہ یہ کہ اس معنی سے سچی حدیث یا یقینی فرمودہ جناب پیغمبر ہے) کئی طور سے ناقابل عمل ٹھیرایا - مثلاً یہہ کہ وہ حدیث عمل مکرر الوقوع ما یعم بہ البلوی کے خلاف نہ ہو، اور یہہ کہ راوی اصل حدیث فقیہ اور مجتہد ہو، تب تو قیاس کو چھوڑ حدیث قبول کرین گے، ورنہ اگر اس کی حدیث خلاف قیاس ہو تو قبول نہین کرین گے، اور ایسے ہی ایک قسم انقطاع باطنی ہے جس سبب سے احادیث کو ردّ کرتے ہین - پھر تقلید مذہب مخصوص کا رواج چوتھی صدی ہجری سے نکلا گیا، اور یون سمجھایا گیا کہ یہ حدیثین اکثر درست تھین تو امام صاحب نے کیون چھوڑ دین، اور معلوم نہین کہ اِن کے خلاف مین اور بھی حدیثین ہین یا نہین، اور یہ منسوخ ہین یا نہین، اور اِن سے وجوب کا حکم نکلتا ہے یا استحباب کا، یا خاص ہین یا عام ہین، لہذا وہی روایت

جو اُن کے شاگردوں اور شاگردوں کے شاگردوں نے نکالے، اور جو حضرت امام صاحب کے خواب وخیال میں بھی نہ گذرے تھے، وہ اب سب کے سب امام ابوحنیفہ کے سر تھوپے جاتے ہیں، اور اُن کا مذہب کہلاتے ہیں۔ امام ابویوسف اپنے فتاوے وقضایا میں روایتوں کو طرح دے جاتے تھے، اور مسائل فقہی کو قیاس واستنباط سے فیصل کرتے تھے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹ - جو قول امام ہے، یا امام کے مذہب پر نکالی گئی ہے ماننی چاہیئے اور صرف ایک ہی امام کی تقلید کرنی چاہیئے - اور پھر اس تقلید میں، جو کہ محض ناواجب تھی، یہ بھی سختی کی کہ اگر کوئی ایک مذہب کی تقلید چھوڑ کر دوسرے مذہب میں جاوے، حالانکہ وہ مذہب بھی انہیں چاروں سے ہو، اس کے لیئے سزا بھی تجویز کرتے تھے - اور اسی تقلید کے وجوب کے ساتھ یہ بھی اعتقاد کیا گیا کہ اجتہاد تو آئمہ اربعہ پر ختم ہو چکا ہے، اب کوئی مجتہد ہونے ہی کا نہیں، حالانکہ مجتہد بہت ہوتے آئے ہیں اور آیندہ بھی ہوں گے، مگر یہ سب مشکلات حضرات حنفیوں کو اسوجہ سے پیش آئیں، اور آتی رہیں گی، کہ اُنھوں نے تو اس طرز کو جو امام ابوحنیفہ نے فقاہت اور اجتہاد میں اختیار کیا تھا چھوڑ دیا، اور ایسا ہر مذہب اور ہر فن اور ہر صناعت یا ہر علم میں ہوتا ہے کہ بانی اور بادی کی اصل بات جاتی رہتی ہے، اور اس کی تخریجات اور تفریعات ہو کر صورت بدل جاتی ہے -

امام صاحب کی طرف سے یہ عذر بیان کیا جاتا ہے کہ امام ابوحنیفہ کے وقت میں حدیثوں کی تدوین اور تالیف ہو کر یکجا جمع نہیں ہوئی تھیں، اس لیئے ان کو حدیث کم ملی، اور مسائل میں خلاف حدیث رائے اور قیاس سے کام لیا، اس میں یہ توضیح ہے کہ امام صاحب کے وقت میں احادیث کی تدوین وتالیف نہیں ہوئی تھی، لیکن اگر حدیثوں پر قانون بنانا ضرور تھا تو حدیثوں کو تلاش کرنا اور جمع کرنا بھی امام صاحب پر فرض تھا، پس نہ اُنھوں نے ایسا سمجھا اور نہ ایسا کیا، اور نہ ایسا کرنا ضرور تھا، کیونکہ جناب پیغمبر کے فتاوے یا احکام، جو خارج از قرآن ہیں، وہ بھی تو رائے اور اجتہاد سے ہیں (انی انما اقضی بینکم برائے فیما لم ینزل علی الوحی - رواہ ابوداؤد) اس کو عامۂ امت کے لیئے

فقہ مالکی

۱۵- امام مالک کا اندازِ فقاہت وطرزِ اجتہاد اکثر رواجِ اہلِ مدینہ پر مبنی تہا - اون کے مذہب کو ٹہیک ٹہیک طور سے کہہ سکتے ہین کہ وہ "کامن لا" تہا جس مین رسم ورواجِ اہل ملک، جس مین وہ خود رہتے تہے، اور جن کے لئے اُنہون نے اب تک غیر قلمبند شدہ شریعت کو قلمبند کیا تہا شریک . . تہے - اُنہون نے اپنی کتاب "موطا" مین تین سو حدیثون سے استفادہ کیا ہے - اون کا مذہب عربون کے سادہ طرزِ بسر بردِ زندگی کے مناسب تر تہا، بہ نسبت حنفیون کے استنباطی غامض اور صناعتی فقہ کے - امام مالک کا مذہب، جو کہ رواجِ اہلِ مدینہ پر مبنی تہا، خالصًا مختص المقام تہا - جو احکام عربون کے ابتدائی تمدن اسلامی کے لیے کافی تہے، وہ دور ودراز ملکون کی جمع کثیر خلائق کی حاجات کے مقابلے مین عہدہ برآ نہین ہو سکتے تہے، مگر محض اتفاقات سے امام مالک کا مذہب بیشتر اسپین اور شمالی افریقہ مین بہت پہیل گیا -

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰ - قانون نہین بنایا -

اور یہ بہی معذرت مین کہا جاتا ہے کہ امام ابوحنیفہ نے حدیثون کی روایت قصدًا نہین ترک کی، بلکہ اُن کے نزدیک روائتون کی جانچ اور پرتال کے اصول بہت سخت وشدید تہے، اس لئے کم روائتین اُنہون نے قبول کین - کاش بعد کے علماء حنفیہ اس قاعدے ہی پر چلتے، اور ویسے ہی احادیث کی تنقید مین سخت نکتہ چینی کے اصول قرار دیتے، حالانکہ وہ تو صحابہ کی مرسل حدیثون کو، بلکہ دوسرے اور تیسرے قرن کے تابعین اور تبع تابعین کی مرسل روائتون کو بہی لے لیتے ہین (دیکہو توضیح، منار، منہاج، اور دائر)، بلکہ ان کو مسند پر تفوق دیتے ہین اور اس مین مبالغہ کرتے ہین -

خلاصہ یہ کہ مختلف قومون اور ملکون کے معاملات ومقدمات اور روزانہ حادثات کے باب مین یہ دقت گوارا کرنا کہ ان سب کے احکام قرآن وحدیث اور اقوالِ صحابہ وروایات آئمہ اور اجماعِ اُمت اور قیاس تمثیلی سے نکالنا چاہئین، ایک غیر ضروری تکلیف ہے، بلکہ ایک زمانۂ مابعد کا طریقہ ہے، جس کو بعض اہلِ شوق نے نکالا، اور دوسرون پر واجب العمل اور ضروری التقلید بہی نہین ٹہیرایا - اِس کو من جانب اللہ

۱۴ اور بحکمِ خدا نہین کہہ سکتے -

فقہ شافعی

۱۶- امام شافعی کا طرز انتخاب المذاہب تھا، انہون نے امام ابو حنیفہ اور امام مالک کے مذہبون پر اپنے مذہب کی بنیاد رکھی، مگر سب سے پہلے اُنہون نے ہی اصول مین کتاب لکھی۔

فقہ حنبلی

۱۷- امام احمد بن حنبل تو بالکل، فقہ مین، قیاس سے مسائل و احکام نکالنے کے خلاف تھے، ان کی کتاب "مسند" مین تیس ہزار حدیثین جمع ہوئی ہین - ان کا مذہب، الٰہیات اور فقہ مین، اُس زمانہ کے تہاون و منہیات کی کثرت کی نظر سے اوس کی مداہنت اور خلاف مین بہت شدید تھا- فقہائے حنفیہ حاضر باش دربار خلیفہ مامون کو، اُن آسانیون کی وجہ سے جو اون کو رائے اور قیاس[۵] پر عمل کرنے کی وجہ سے حاصل تھین، کچھ مشکل نہین

[۵]- مین نے اس کتاب کے صفحہ ۱۰ و ۲۳ (ان صفحات سے اصل انگریزی کتاب کے صفحے سے مراد ہین) مین بعض ایسی سحریہ آمیز رائے اور قیاس کی مثال لکھی ہے، اور ایک اور مثال کرنل آس برن نے اپنی کتاب "اسلام بزمانہ خلفای بغداد" کے صفحہ ۲۸ پر نقل کی ہے، وہ لکھتے ہین کہ:-

"قرآن کی دوسری سورت مین ایک آیت ہے "ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعًا"، یعنی جو کچھ
"زمین مین ہے خدا نے تمہارے لئے پیدا کیا ہے - حنفی فقیہون کو یہ آیت ایک دست آویز
"مل گئی ہے، جس سے اور سب کے حقوق ملکیت باطل ہو گئے - تم سے مراد البتہ مسلمان ہی ہین،
" اور تمام زمین انہین کے استعمال اور تمتع کے لئے پیدا ہوئی ہے، اور کل زمین کے اُنہون نے
" تین حصے کئے ہین -

" (۱) وہ زمین جسکا کوئی مالک نہین ہوا -

" (۲) جس کا کوئی مالک تھا مگر اُس نے چھوڑ دیا -

" (۳) کافرون کی ذات اور مال -

" اور اسی تیسری تقسیم سے اِن فقیہون نے غلامی اور غارتگری اور مسلمانون اور کافرون مین ہمیشہ
" جنگ و قتال کرتے رہنے کو مستخرج کیا ہے "

معلوم ہوتی تھی کہ قرآن کی اخلاقی تعلیم کو خود مختار حاکم کے متجاوز الحد فجور کے تابع کر دین۔
اور خلفاء اور امراء کی نفسانی خواہشون کے پورا کرنے کی تجویزین نکالین۔ اس بڑی برائی
کے روکنے کے لئے امام احمد بن حنبل نے جناب پیغمبر کی احادیث کو، جو مسلمانون مین
زبان زد تھین، اپنا متمسک بنایا۔ گو بیشتر یہ حدیثین ضعیف اور غیر معتبر تھین، مگر ان مین جمہوری
طرز حکومت کے اصول پائے جاتے تھے، اور اس وجہ سے "خلفائے جور" کی خلیع العذاری
کی تادیب اور توبیخ کے لئے بہت مناسب حال تھین۔

نقہ ظاہری

۱۸ - یہان مین ایک اور بھی مذہب حق یا طرز اجتہاد کا بیان کرتا ہون جس کی بنا ابو سلیمان
داؤد الظاہری اصفہانی نے ڈالی تھی، اور جو عموماً ظاہریہ کے نام سے مشہور ہے، اور یہ نام اس
وجہ سے پڑا کہ داؤد ظاہری نے اپنی فقاہت کی بنا آیات قرآنی اور احادیث نبوی کے صرف
ظاہری معنی یا دلالت پر رکھی تھی، اور اجماع، یعنی مسلمانون کے عام اتفاق، اور قیاس
فقہی کو، جو اصول فقہ کی تیسری اور چوتھی اصل ہے، رد کر دیا تھا۔ امام داؤد کی ولادت ۲۰۲ھ یا
۲۰۰ھ مین ہوئی تھی، اور وفات ۲۷۰ھ مین ان کا طرز اجتہاد حنفیون کے بالکل خلاف تھا،

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲ - مگر مین نے ایسے کسی خیالی استنتاج کو نہین
دیکھا، اور مین ایسا خیال نہین کرتا کہ غیر مسلمین کے اشخاص اور اموال "مانی الارض" کی تقسیم مین
آسکتے ہین۔ غالباً کرنل آس برن کو کوئی غلط اطلاع ملی ہوگی۔ عینی اور شامی نے اس آیت (سورہ بقرہ
آیت ۲۹) کو باب "استیلاء الکفار" مین نقل کیا ہے، اور لکھا ہے کہ "بعض صورتون مین مسلمانان غیر
غیر مسلمین کے مال پر از روئے حق فتح مندی قابض شرعی ہو سکتے ہین"، اور وہ اس آیت سے نکالتے
ہین کہ سب چیزین مباح یا بالاشتراک جملہ بنی آدم کے انتفاع کے واسطے مخلوق ہوئی ہین، اور صرف
مسلمانون ہی کے لئے مخصوص نہین ہین، الا یہ کہ کسی خاص شخص نے بطور جائز کسی چیز پر
قبضہ کیا ہو۔

کیون کہ یہ اجماع اور قیاس دونون کو رد کرتے تھے، اور ایک دوسرا استرجاع احمد بن حنبل کا تھا کہ ان کے مذہب مین بہی قیاس مردود تھا، اور اجماعِ مجتہدین بہی ایک وقت خاص مین ناممکن متصور تہا۔ ابن حزم اور ابن عربی، کہ یہہ دونون اسپین کے علما ءمین سے تہے، اور نیز نظام (المتوفی ۲۳۱ھ) اور ابن حبان (المتوفی ۳۵۴ھ) بہی اجماع کی حجیت کو، باستثنا ءِ اجماعِ صحابہ، باطل کرتے تہے۔

یہ مذاہب قطعی نہین

۱۹۔ اِن بعض بڑے بڑے اور اہم مذاہب فقہی کے بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی بہی ان مذاہب یا طریقہائے اجتہاد وفقاہت مین سے قطعی یا آلہی الاصل نہین بنایا گیا تہا، اور نہ اِن مذاہب کے بانیون مین سے کسی نے ان کی نسبت ایسا کہا، اور نہ اپنے مذہب کو دوسرے پر ترجیح دی۔ ہر ایک مذہب تدریجی، ناتمام اور قابل ترمیم تھا، اور اِن مین تبدیلیان اور اصلاحین جاری تہین اور نظام فقہ مین وہ قیاساتِ منطقی، اور قیاساتِ فقہی، اور استحسان، اور افکارِ عقلی، جو ابتدا مین بوجہ قلت معلومات برتے جاتے تہے، آخر مین متروک ہو گئے تہے، اور تخریج مسائل مین سب کا رجحان ومیلان اسی طرف ہو چلا تہا، کہ عامہ ناس کی ضرورتون اور خواہشون کا، اور نئی سلطنت مین معاشرت اور سیاست کی تبدیلیون کا لحاظ رکہا جائے۔ ہر ایک نیا مذہب یا فقاہت، علم تشریع احکام کو تجربی اور استقرائی بنانے لگا تہا، اور سابق کے استنباطی اور استنتاجی یا عقلی اور قیاسی طریقون کو چہوڑتا جاتا تہا۔ احمد بن حنبل، جو چارون امامون مین آخری امام تہے، استنباط اور قیاس کو، جو اصول فقہ کی چوتہی اصل تہی، بالکل غیر معتبر سمجہتے تہے۔ اور ایک صدی بعد ظاہریہ مذہب نے تیسری اصل اجماع کو بہی ایک زمانۂ خاص مین رد کر دیا تہا، کیون کہ کئی ایک مسائل فقہی پر جو اجماع پہلے ہوا تہا وہ زمانۂ مابعد کے حالات متبدلہ کے مناسب نہین تہا۔ ان وجوہ سے مسلمانون کے "کامن لا" کو، عدیم التغیر نہین کہہ سکتے، بلکہ برخلاف اس کے تبدیل پذیر اور وقتاً فوقتاً ترقی کرنے والا ہے[۵۷]۔

۵۷ یہان تک خود مصنف کا کیا ہوا ترجمہ ختم ہوا۔

فقہ کے ماخذون پر ایک نظر

۲۰ - مین نے اِن اوراق مین اسلامی فقہ کے مشہور اور بڑے بڑے مذاہب کا نہایت مختصر حال بیان کیا ہے - اب مختصر طور پر اسلام کے سیاسی و مذہبی قانون کے ماخذ پر ایک نظر ڈالتا ہون - اسلامی شرع کے تین بڑے عنصر ہین :-

(۱) قرآن،

(۲) احادیث پیغمبر اسلام اور آثار صحابہ،

(۳) اجماع، اُن مسائل پر جن کا پتہ قرآن و حدیث مین نہ ملتا ہو،

سب کے اخیر مین ایک اضافی جز قیاس بھی ہے، جس کی مدد سے قرآن و حدیث اور اجماع مین سے کوئی قاعدہ مقرر کر سکتے ہین -

(۱) قرآن -

۲۱ - قرآن ہمین تمدنی اور سیاسی (پولٹیکل) قانون نہین سکہاتا - بلکہ اس کی غرض و غایت یہ تھی کہ قوم عرب کو از سر نو زندہ کرے، اور عروج پر پہنچائے، یعنی بالکل کایا پلٹ کر دے - قرآن یا احادیث کا مقصد یہ نہین ہے کہ وہ سول لا سول لا سے دیوانی، فوجداری اور مالی قانون مراد ہے، اور ملٹری لا کو نہایت شرح و بسط کے ساتھ بیان کرے، یا فقہ کے عام اصول کی تشریح کرے - اس مین شک نہین کہ بعض امور سول اور پولٹیکل لا کے متعلق بیان کئے گئے ہین، لیکن یہ وہ مسائل ہین جن کا اس زمانے مین نہایت خراب استعمال کیا گیا تھا، مثلاً کثرت ازدواج، طلاق، غلامی اور لونڈیون کے رکھنے کا رواج، قرآن نے ان خرابیون اور نیز دیگر مذموم عادتون کی سخت ممانعت کی، اور اوس زمانے کی ذلیل شرمناک بداخلاقیون کو مٹایا - قرآن نے غیر مسلم اور بدوی عربون سے ان کے ضعف اور خامی کی بناء پر بعض سول اور سوشیل (تمدنی) امور مین چند مناسب و معقول اور بے ضرر رعائتین بھی کی ہین لیکن جب اُن کی حالت سدھری اور وحشیانہ حالت سے نکل کر اعلی اور ترقی یافتہ مدارج پر پہنچے تو یہ رعائتین بھی ممنوع ہوگئین -

قرآن سے استخراج نتائج -

۲۲ - اسلامی شریعت کے نہایت ضروری سول اور پولٹیکل مسائل، جو قرآن پر مبنی

ہین، وہ محض ایک لفظ واحد یا ایک ہی جملہ سے مستخرج و مستنبط ہین - بیجا لفظی تقلید کی پابندی، اور قرآن کے صحیح مطالب کی طرف سے بے توجہی، تفاسیر قرآن اور ہمارے فقہا کے استدلال کا ایک خاصہ ہوگیا ہے[۵۱] - بیان کیا جاتا ہے کہ چھ ہزار آیات قرآنی مین سے صرف دو سو آیتین دیوانی - فوجداری، مال، سیاست، عبادت، اور رسوم مذہبی کے متعلق ہین - اِن معدودے چند آیات احکام سے بھی قانون کے ماخذ اولین (قرآن) کا تیسوان حصہ ایسا ہے جس کا قطعی النص ہونا یقینی نہین ہے - یہ کوئی باقاعدہ اور مکمل قواعد نہین ہین - میرے خیال مین ان مین سے تین چوتھائی سے زیادہ صرف حروف واحد، الفاظ، اور ادھورے فقرے ہین، جن سے خلاف قیاس خیالی نتائج پیدا کیے گئے ہین، اور جس کو کوئی صحیح تعبیر قانونی جائز نہین رکھ سکتی[۵۲]

قرآن کی تفسیر

۲۳ - احکام اخلاق، تاریخی امور و قصص، اور پیشین گوئیون کے علاوہ قرآن کے قانونی اور

[۵۱] اسلامی الہام کچھ زیادہ قدیم نہین ہے، جو شخص پہلی بار قرآن کو پڑھے گا وہ مشکل سے یہ خیال کر سکتا ہے "کہ اس کا یہ منشا ہے جو مسلمان اقوام نے قرار دے رکھا ہے، یعنی اُنھون نے اپنے تمدن اور سیاسی "معاملات کی بنیاد اس پر قایم کی ہے - لیکن سب سے زیادہ اہم وہ نتائج ہین جو اس کے معانی سے پیدا "کیے گئے ہین، حال آن کہ کوئی قطعی قاعدہ اس مین ایسا نہین پایا جاتا کہ جس کا صحیح اطلاق کیا جا سکے "جہان کہین قطعی قواعد پائے جاتے ہین (اور وہ چھوٹے چھوٹے معاملات کی نسبت صرف چند ہی "ہین) ان کی پابندی بڑی سختی کے ساتھ کی جاتی ہے" (الی مینٹس آف لا مصنفہ ولیم مارکبی ایم اے "سکنڈ اڈیشن صفحہ ۳۷)

[۵۲] "بعض مسلمان فقہاؤ نے قانونی آیات کی تلاش کرنے مین بہت کوشش کی ہے اور الگ "کتابین لکھی ہین - جن مین ان آیات قرآنی کا خلاصہ درج کیا ہے - اور ان کو ملکی قانون کے "مختلف اقسام پر عائد کیا ہے اور فقہ کے طرز استنباطی اور خیالی طریقۂ استدلال کو خوب کام مین "لائے ہین -

عدالتی اصول کی تشریح کے لئے الفاظ اور جملے، اور اون کے طرقِ استعمال مفصلۂ ذیل چار حصون مین تقسیم کئے گئے ہین۔

(۱) الفاظ

خاص — عام — مشترک — ماوّل

(۲) جملے

ظاہر — خفی

ظاہر — نص — مفسر — محکم — خفی — مشکل — مجمل — متشابہ

(۳) لفظون اور جملون کا استعمال۔

حقیقت — مجاز — صریح — کنایہ

(۴) طرق استدلال۔

عبارت — اشارت — دلالت — اقتضا
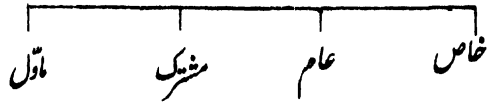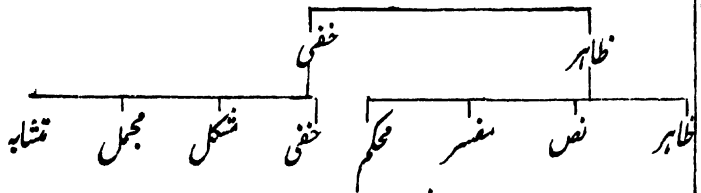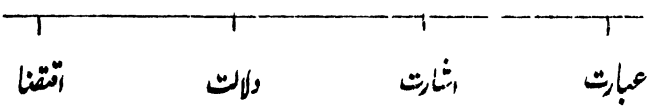
اس سے ظاہر ہوگا کہ یہ دوسو آیات قرآنی سول لا کے متعلق کوئی خاص تعلیم یا محکم قواعد نہین ہین، ان مین سے بہت سے نتائج الگل بچو معلوم ہوتے ہین۔

قران کوئی سول اور پولٹیکل قانون کا ضابطہ نہین ہے

۲ - مختصر یہ ہے کہ قرآن سیاسی قوانین مین مداخلت نہین کرتا، اور نہ اس نے سول لا کے متعلق کوئی خاص قواعد وضع کئے ہین۔ قرآن ہمین بذریعۂ وحی کے مذہبی اصول اور اخلاق کے عام قواعد سکھاتا ہے، اور اخلاق کے ضمن مین قدیم عرب سوسائٹی کے تمام معاملات آجاتے ہین۔ مثلاً اولاد کشی، کثرتِ ازدواج، مطلق العنان طلاق، لونڈیون کا

رکھنا، شراب خواری، عورتون کی تذلیل، برے درجہ کی قمار بازی، سخت اور جابرانہ سود خوری، شگون اور استخارے کے توہمات، اور علاوہ اس کے اور بہت سے رسوم وعادات جو مذہبی توہمات اور ناپاک بت پرستی سے ملے جلے تھے۔ قرآن نے یا تو ان کے خلاف مین سختی کے ساتھ تلقین کی، یا ان کی اصلاح کی اور ترقی کے طرف توجہ دلائی، لیکن ان امور کو نہ سوسائٹی کا دستورالعمل بتایا ہے اور نہ ان کے لئے کوئی خاص قواعد قرار دئے ہین۔
مگر مسلمانون نے قرآن کی تعلیم کا اطلاق، جہان تک حالات نے اجازت دی، اپنی روزانہ معاشرت پر کیا۔ بعینہ اسی طرح جیسے عیسائی بائبل کی تعلیم کو کام مین لائے۔ کچھ عرصے سے ان کا رجحان اس طرف ہوا ہے کہ اس زمانے کی سوسائٹی کی ضروریات پر یہودی قانون کا اطلاق، بجائے کم کرنے کے، وسیع کرنا چاہیئے۔ عیسائیون مین تھوڑے زمانے سے اخلاق اور ملکی معاملات دینیات سے جدا کرلئے گئے ہین۔

سترہوین صدی کے آخر مین اخلاق کا دینیات سے قطع تعلق ہوگیا، اور پالیٹکس (یعنی ملکی معاملات) کا اٹھارہوین صدی کے وسط مین[۵۱]۔

ہندوستان اور ترکی کے مسلمانون نے بھی انیسوین صدی مین اس امر کی کوشش کی ہے، اور اس سے اُن کے مذہب مین کچھ فرق نہ آئے گا۔ سر ولیم میور کا یہ خیال کسقدر لغو ہے کہ:-

قرآن نے مذہب کو سوسائٹی کے قواعد اور رسوم کے ایسے سخت اور مضبوط شکنجے مین کس دیا ہے کہ اگر اوپر کا خول ٹوٹ گیا تو اوس کے ساتھ ہی اوس کی اصل حیات بھی جاتی رہے گی[۵۲]۔

(۲) احدیث یا سنت

۲۵۔ پیغمبر اسلام اور اُن کے اصحاب واخلاف کی احادیث وروایات کا ایک بحر ذخار ہے،

---

۵۱ "تاریخ تہذیب انگلستان" مصنفہ بکل، جلد ۱، صفحہ ۲۲۴، مطبوعہ لندن ۱۸۷۸ء۔

۵۲ "خلافت راشدہ اور اسلام کی ترقی"، مصنفہ سر ولیم میور، صفحہ ۲۶۔

جو تمدنی، سیاسی، ملکی، اور فوجداری کے مختلف مضامین کے متعلق ہین، اور مسلمانون کی کتب فقہ مین مندرج ہین - دراصل آپ کے اصحاب اور جانشین اُن احادیث کے قلم بند کرنے کے خلاف تھے، جو آپ کی حیات منزلی اور تعلیم عمومی کے متعلق تھین، لیکن جیسا کہ طبیعت انسانی کا اقتضا ہے پیغمبر اسلام کے تابعین کی گفتگو زیادہ تر آپ ہی کے متعلق ہوتی تھی - آپ کے اصحاب و تابعین نے اون کے افعال و اقوال پر نہایت جوش کے ساتھہ حاشئے چڑہانا شروع کئے، خصوصاً بعد کی نسلون نے اُن کو مافوق الفطرت صفات سے موصوف کیا - بعینہٖ یہی سلوک اناجیل کے ساتھہ کیا گیا تھا، نتیجہ یہ ہوا کہ احادیث کا سلسلہ نہایت تیزی سے بڑہنا شروع ہوا، اور یہہ سیلاب بہت جلد دریائے ناپیدا کنار بن گیا جہوٹ اور سچ، واقعات اور قصے، سب گڈمڈ ہو گئے - ضرورت کے وقت خلیفہ یا امیر کو خوش کرنے، یا اون کی مرضی کے موافق مذہبی و تمدنی اور سیاسی امور کے ثابت کرنے کے لئے زبانی احادیث کے حوالے پیش کئے جاتے تھے - مطلق العنان فرمانرواؤن کی نفسانی خواہشات اور جذبات اور اُن کی خوشی کو پورا کرنے کے لیے، یا ہر قسم کی لغویات اور کذب کی حمایت مین آپکا نام مطعون کیا جاتا تھا، مگر یہہ نہوا کہ احادیث کی تنقید اور چہان بین کے لئے کوئی معیار قایم کرتے -

احادیث کی تمیز تنقیدی اصول پر مبنی نہین

۲۶ - یہ بہت بعد کا زمانہ تھا جب ضعیف اور موضوع احادیث صحیح احادیث کے ساتھہ بالکل گڈمڈ ہو گئین، اور فرداً فرداً چند بزرگون کو احادیث کے اس بڑے انبار کی چہان بین کا خیال پیدا ہوا - صحاح ستہ[۵۱]، اسلام کی تیسری صدی مین مدون کی گئین، لیکن اُن کی تحقیق کا معیار ایسے تاریخی اور عقلی اصول پر نہین تھا جن کی بنا تحقیق و تدقیق پر قایم ہوتی ہے - احادیث

---

[۵۱] ۱ - محمد بن اسمٰعیل بخاری - متوفی سنہ ۲۵۶ھ - ۴ - ابو عیسیٰ محمد ترمذی - متوفی ۲۷۹ھ
۲ - مسلم بن الحجاج نیشاپوری - متوفی سنہ ۲۶۱ھ - ۵ - ابو عبدالرحمان نسائی - متوفی سنہ ۳۰۳ھ
۳ - ابوداؤد السجستانی - متوفی سنہ ۲۷۵ھ - ۶ - ابن ماجہ القزوینی - متوفی سنہ ۲۷۳ھ

کی تحقیق کا معیار یہ نہین تہا کہ اون کے مضمون پر غور کرتے، یا اون کی اندرونی یا تاریخی شہادتون پر نظر کرکے اوس کی صحت اور غیر صحت کا اندازہ کرتے، بلکہ اوس کے جانچنے کا طریقہ یہ رکہا کہ راویون کا سلسلہ پیغمبر اسلام یا آپ کے اصحاب تک پہنچتا ہے یا نہین۔ اور دوسرے یہ کہ راویون مین سے کسی کا چال چلن قابل اعتراض تو نہین۔ علاوہ اس کے دو ایک اور چہوٹی چہوٹی باتون کا لحاظ کیا جاتا تہا مضمون کی تحقیق اور عقلی وصحیح کا اطلاق دوسرون پر چہوڑ دیا گیا اسی لئے محققین کے نزدیک اخبار احاد کی پیروی لازم نہین۔

عقیدۃً احادیث کی پیروی لازمی نہین

۲۷۔ یورپین مصنّف مثلاً: میور، آس برن، ہیو، اور سیل اسلامی احادیث کا ذکر کرتے وقت اس امر کو بالکل نظر انداز کر دیتے ہین کہ اُصولاً اور عقیدۃً تمام احادیث کا تسلیم کرنا مسلمانون پر لازم نہین۔ یہ اُصول درحقیقت نقد کی بیخ کنی کر دیتا ہے۔ فقہا یہ کہتے ہین کہ گو احادیث مثل اخبار احاد کے مستند نہون، لیکن عملی طور پر ان کی پیروی کرنا مسلمانون پر لازم ہے۔ اِس کے یہ معنی ہوئے کہ بہرحال ہمین احادیث کی پیروی کرنا چاہیئے، خواہ ہماری عقل اور کانشنس (ایمان) ہم کو اس پر مجبور کرے یا نہ کرے۔ جن محققین نے احادیث کو جمع کیا اور اُن کی چہان بین کی ہے، اُن کا یہ قول ہے کہ عموماً کیسی ہی مضبوط اور محکم اسناد کیون نہون، احادیث پر اعتبار نہین ہوسکتا، اور نہ جو شئے اس مین بیان کی گئی ہے اوس کا یقینی علم اِس سے حاصل ہوسکتا ہے۔ اِس قول پر اگر خیال کیا جائے تو احادیث کے لئے معیار صداقت اور اصولِ عقلی کے قایم کرنے کی کوئی ضرورت ہی نہین رہتی، کیون کہ وہ بذات خود بالکل ناقابل اعتبار ہین۔

پیغمبر اسلام نے احادیث جمع کرنے کا کبہی حکم نہین دیا

۲۸۔ اگرچہ مسلمانون کے اکثر سول اور پولیٹکل قوانین احادیث سے اخذ کئے گئے ہین، لیکن یہ ظاہر ہے کہ وہ ناممکن التبدیل نہین ہین۔ صرف اِس وجہ سے کہ وہ یقینی اور محکم بنیادون پر مبنی نہین ہین۔ پیغمبر اسلام نے کبہی اپنے پیرون کو اپنے زبانی اقوال اور اپنے ذاتی وعمومی معاشرت کی روایات جمع کرنے کا حکم نہین دیا، اور نہ آپ کے اصحاب نے

خود کبھی اس کام کے کرنے کا خیال کیا - یہ امر مسلم ہے، اور کسی کو اِس مین کلام نہین، کہ آپ حتی الامکان کبھی ملک کے سول (ملکی) اور پولٹیکل (سیاسی) امور مین دخل نہین دیتے تھے سوائے اُن اُمور کے جو روحانی تعلیم اور اخلاقی اصلاح کے ضمن مین آجاتے تھے۔ یہہ ایک نہایت صریح اور پرزور ثبوت ہے اِس بات کا کہ وہ سول اور پولٹیکل مسائل جو ضعیف احادیث اور غیر معتبر روایات پر مبنی ہین، قطعی ہونے کا حکم نہین رکھتے، بلکہ ان مین تغیر و تبدل کی پوری گنجایش ہے -

(۳) اجماع

۲۹ - اجماع تمام اسلامی دنیا کے کل علماء کی متفقہ رائے کا نام ہے، جو کسی خاص زمانہ مین کسی ایسے معاملے یا مذہبی مسئلے کی نسبت لی جائے جس کے لئے قرآن و احادیث مین کوئی حکم نہو - اگر اُن مین سے کوئی ایک عالم بھی دوسرون سے اختلاف کرے تو وہ اجماع قطعی یا مستند نہین خیال کیا جاتا -

اجماع مستند نہیں

۳۰ - ہسپانیہ کے واجب التعظیم اور مسلم مصنف شیخ محی الدین ابن عربی (متوفی سنہ ۶۳۸ھ) اصفہان کے مشہور فاضل اور فقہ کے مذہب ظاہری کے بانی ابو سلیمان داؤد الظاہری، ابو حاتم محمد بن حبّان التمیمی الباسطی معروف بہ ابن حبان (متوفی سنہ ۳۵۴ھ)، ہسپانیہ کے مشہور عالم ابو محمد علی بن حزم (متوفی سنہ ۴۵۶ھ)، اور ایک قول کے بموجب امام احمد بن حنبل (متوفی سنہ ۲۴۱ھ) نے اصحاب رسول کے اجماع کے علاوہ دوسرے تمام اجماعون کے مستند ہونے سے انکار کیا ہے - اور ابن اسحاق ابراہیم ابن سیّا النظام البلخی معروف بہ نظام (متوفی سنہ ۲۳۱ھ)، اور ایک دوسرے قول کے بموجب امام احمد بن حنبل نے ہر ایک اجماع سے انکار کیا ہے، خواہ وہ آنحضرت کے اصحاب کا ہو یا دوسرے مسلمانون کا - امام مالک جو نہایت نامور فقیہ اور فقہ کے دوسرے مذہب کے بانی ہین، وہ صرف اہل مدینہ کے اجماع کو تو مستند خیال کرتے ہین، مگر دوسرے اجماعون کو مستند خیال نہین کرتے در حقیقت ان کے اصول فقہ اہل مدینہ کے رسوم و عادات پر مبنی ہین - امام شافعی جو تیسرے امام اور

ایک فقہی مذہب کے بانی ہین، جو اُن کے نام سے مشہور ہے، اُن کا قول ہے کہ اجماع کا اتباع اُس وقت سب پر لازم ہے جب کہ وہ زمانہ گذر گیا ہو، جس مین اجماع کرنے والے زندہ تھے، اور بشرطیکہ اون مین سے کوئی شخص بھی اپنی اوس راے سے جس پر وہ اجماع کے وقت قایم تہا، نہ ڈگمگایا ہو، کیونکہ اگر اِن مین سے کسی ایک شخص نے بہی اپنی زندگی مین کبھی اختلاف کیا تو وہ اجماع ساقط ہوجائے گا، اور مستند خیال نہین کیا جائے گا۔

اجماع کی اقسام

۲۱ - جب تمام علماء کسی شرعی مسئلے یا اُصول کی نسبت اپنا اتفاق ظاہر کرین، یا اگر قابل عملدرآمد ہو اور اُس پر عمل کرنا شروع کردین، تو اس اجماع کو "عزیمت" کہتے ہین - اور اگر علماء کسی مسئلے سے صراحتہً اپنا اتفاق ظاہر نہ کرین، بلکہ سکوت سے اِن کا منشاے عدم اختلاف معلوم ہوتا ہو، تو اس کو "رخصت"، یا "سکوتی"، کہتے ہین، لیکن امام شافعی ایسے اجماع کو معتبر نہین سمجھتے۔

امام ابوحنیفہ کا یہ قول ہے کہ اجماع صرف اوسی حالت مین مستند ہوسکتا ہے جب کہ قبلِ اجماع اِس مسئلے کی نسبت اختلاف نہو - کرخی نے بہی یہی بیان کیا ہے - امام محمد اِس مسئلے مین اپنے اُستاد سے اتفاق نہین کرتے - امام ابویوسف کے اس کے متعلق دو فتوے ہین - ایک مین تو اُنہون نے اپنے اُستاد سے اتفاق کیا ہے، اور دوسرے مین اپنے اُستاد بھائی امام محمد سے - جب کسی زمانے مین دو فریق ہون، اور اُن مین آپس مین کسی مسئلے کے متعلق اختلاف ہو، تو یہ جائز نہین رکہا گیا کہ بعد کے زمانہ مین اُن دونون رایون سے اختلاف کرکے کسی تیسری راے کے لئے اجماع کیا جائے - ایسے اجماع کو "مرکب" کہتے ہین۔

اجماع کے مشتہر کرنے کا طریقہ

۲۲ - آیندہ نسلون تک اجماع کی پوری کیفیت پہنچانے کے لئے یہ ضرور ہے کہ ہر زمانے مین اُس کے لکھنے اور مشتہر کرنے والے کثرت سے ہون، تاکہ اُس کی نسبت غلطی کا

احتمال ہو - اس طور پر اجماع کی جو کیفیت ہم تک پہنچتی ہے اُس کو "اجماع متواتر" کہتے ہین، لیکن اگر اس طور پر ہم تک نہ پہنچے تو اوس کو "اجماعِ احاد" کہتے ہین - پہلی قسم کے اجماع کی نسبت چون کہ خبر صحیح اور سچی ملتی ہے لہذا اوس کی پیروی سب پر لازمی ہے، لیکن دوسری قسم کے اجماع کا اتباع لازمی نہین، کیون کہ اوس کے سچ ہونے کا پورا یقین نہین، لیکن اوس کے ساتھ ہی اتفاق کرنا ضروری ہے -

اجماع کی نسبت مختلف رایون کا خلاصہ-

۳۳ - یہ ہے اجماع کی کیفیت، جو اسلامی فقہ کا تیسرا اُصول ہے، لیکن خود فقہا ہی نے اِس کی بنیاد کو متزلزل کر دیا ہے، کیون کہ:

اوّل، تو وہ ایسے اجماع کو سرے سے مانتے ہی نہین، اس لئے کہ وہ عملی طور پر ناممکن ہے

دوم، وہ اوس کی پیروی لازم نہین سمجھتے، سوائے اوس حالت کے جب کہ اصحاب رسول اوس مین شریک ہون -

سوم، بعض فقہا کسی اجماع کو نہین مانتے، خواہ وہ اصحاب رسول کا ہو یا دوسرے علماء کا -

چہارم، اگر یہہ فرض ہی کر لیا جائے کہ اجماع ہوئے، اور اُن کی پیروی تمام اسلامی دنیا پر فرض ہے، تو بھی یہہ ناممکن ہے کہ اون کی صحیح نقلین ہم تک پہنچین، اور ان کا اتباع ہم پر لازم ہو - اسکے فیصلہ پر پورا بھروسہ کرنا غلطی ہے، اگرچہ ہم یہ یقینی طور پر نہین جانتے کہ کوئی ایسا اجماع کبھی ہوا یا نہین -

اجماع کے متعلق مسٹر سیل کی رائے

۳۴ - مسٹر سیل نے اپنی کتاب "عقیدۂ اسلام" مین جو اس مضمون پر بحث کی ہے، اوس مین غالبًا اِن کو مغالطہ ہوا ہے - اس مضمون کے متعلق اون کے ماخذ اس قسم کے ہین - جو کسی طرح قابل اعتبار نہین ہو سکتے - وہ ذیل کی عبارت ایک کتاب سے نقل کرتے ہین جس کی نسبت وہ کہتے ہین کہ "وہ ہندوستان مین نہایت مستند اور معتبر خیال کی جاتی ہے"

وہ عبارت یہ ہے:-

"اجماع کا مطلب یہ ہے کہ سوائے آئمہ اربعہ کے کسی دوسرے کی تقلید نہ کی جائے"
(صفحہ ۱۹)

پھر اس کے بعد وہ بلا کسی مستند مذہبی کتاب کے حوالے[۵۱] کے لکھتے ہیں کہ:-

"آئمہ اربعہ کے اجماع کی تقلید سب اہل سنت والجماعت مسلمانوں پر فرض ہے" (صفحہ ۲۲)

لیکن یہہ بات فیصلہ طلب ہے کہ آیا کبھی کوئی اجماع ایسا ہوا تھا جس نے یہ تصفیہ کیا ہو کہ آنکھہ بند کرکے آئمہ اربعہ کی تقلید کی جائے، یا کبھی خود آئمہ اربعہ کا کوئی اجماع ہوا ہے - پہلے امر کی نسبت کوئی ثبوت نہیں، دوسرا امر صریحاً لغو ہے، کیونکہ آئمہ اربعہ ہم عصر نہیں تھے، پھر اُن کا اجماع کیونکر ہوسکتا ہے -

(۴) قیاس

۲۵ مسٹر سیل نے غلطی سے قیاس کو اسلام کا چوتھا رکن قرار دیا ہے[۵۲]، اور دوسری بڑی غلطی اُن سے یہ سرزد ہوئی ہے کہ اُنہوں نے قیاس کو عقیدے کی بنیاد بتلایا ہے - اصطلاح میں قیاس نام ہے اُن عقلی دلائل کا جو قرآن، حدیث یا اجماع پر مبنی ہوں - لہذا قیاس قانون کا کوئی مستقل بالذات ماخذ نہیں ہے، بلکہ استدلال بالقیاس میں جو "علت" مشترک ہو اوس کی بنیاد مذکورہ بالا تین ماخذوں میں سے کسی ایک ماخذ پر ہونا چاہیئے - یہ تمام قیاسی دلائل غیر یقینی ہوتی ہیں، اور اس لئے مستند خیال نہیں کی جاسکتیں - لیکن باوجود اس کے قیاس اسلامی شریعت ملکی (محمدن سول لا) کا ایک بہت بڑا ماخذ ہے، تو پھر ایک ایسا قانون (شریعت) کس طرح قطعی یا ناممکن التبدیل کہا جاسکتا ہے -

قیاس قابل استناد نہیں

۲۶ - ابن مسعود صحابی (متوفی ۳۲ھ)، امیر الشعبی کوفہ کے ایک تابعی (متوفی ۱۰۹ھ) محمد بن سیرین (متوفی ۱۱۰ھ) حسن البصری (متوفی ۱۱۰ھ)، ابراہیم النظام (متوفی ۲۳۱ھ)

---

[۵۱] اس مضمون کو مسلمانوں کی عقائد کی کتابوں سے کچھہ تعلق نہیں، اس کا تعلق فقہ یا اصول سے ہے، اور الٰہیات یا عقائد سے بالکل جدا ہے، آئمہ اربعہ صرف فقیہ کہلائے جاتے ہیں نہ عالم الہیات -

[۵۲] "عقیدہ اسلام" مصنفہ ریورنڈ سیل صفحہ ۲۷ -

داود بن علی اصفہانی بانی فرقہ ظاہری (متوفی سنہ ۲۷۰ھ)، اور اس کا بیٹا ابو بکر محمد علی ایک بہت بڑا عالم فقہ (متوفی ۲۹۷ھ)، اور ابو بکر ابن ابی آسن چوتھی صدی کا ایک مشہور فقیہ، ان سب نے قیاس کے مستند ہونے سے انکار کیا ہے، اور قیاسی طرز کو غیر معتبر ٹھیرایا ہے۔ حافظ ابو محمد علی بن حزم[۵۱] (متوفی سنہ ۴۵۶ھ) نے جو عام طور پر ابن حزم مشہور ہے

[۵۱] - مسلمانان اسپین میں سب سے بڑا عالم اور سب سے زیادہ قابل نامور ابن حزم ہے - ابن حزم قرطبہ میں سنہ ۹۹۴ء میں پیدا ہوا - وہ در اصل عیسائی نژاد تھا - لیکن اس نے اپنے سلسلہ نسب کو یزید بن ابی سفیان کے ایک ایرانی آزاد شدہ غلام سے ظاہر کیا ہے یزید بن ابی سفیان اسپین کے خاندان امیہ کے پہلے خلیفہ کا بھائی تھا ابن حزم کو جتنی اسلام سے دلچسپی تھی اسی قدر عیسائیت سے تنفر تھا اس کا باپ خلیفہ منصور بن ابی عامر کا وزیر تھا اور ابن حزم خود بھی سیاسی امور میں نہایت شغف رکھتا تھا اور اس خاندان کا بڑا طرفدار تھا اس کی عمر بیس سال کی بھی نہ تھی کہ عبد الرحمان خامس (۱۰۲۳-۱۰۲۴) کا وزیر اعظم ہو گیا - لیکن خاندان امیہ کے زوال کے بعد اس نے گوشہ نشینی اختیار کر لی اور علمی مشاغل میں بالکلیہ منہمک ہو گیا - ابن بشکوال اپنی کتاب الصلۃ فی اخبار ائمۃ الاندلس میں ابن حزم کا حال اس طرح لکھا ہے :-

"اہل اندلس میں بلحاظ عام معلومات اور اسلامی علوم کے ماہر ہونے کے ابن حزم سب سے بڑا شخص گزرا ہے وہ زبان عربی کا ایک جید عالم تھا وہ ایک بہت بڑا مصنف، شاعر، تذکرہ نویس، اور مورخ تھا"

اس کے بیٹے کے پاس اس کی تصنیف کی ہوئی (۴۰۰) جلدیں تھیں جنکی تعداد اوراق اسی ہزار تھی - (دیکھو ابن خلکان تذکرہ ابن حزم) تاریخوں میں لکھا ہے کہ ابن حزم یہ کہا کرتا تھا کہ "میں علوم کو اسلئے حاصل کرتا ہوں کہ دونوں جہان میں میرا درجہ بڑے عالموں میں شمار کیا جائے - ابن حزم کو اپنے ہمعصروں سے کچھ مدد نہ ملی - اس کا فرقہ ظاہریہ سے ہونا کوئی ایسی بات نہ تھی جس طریقہ سے

[illegible] جو ہسپانیہ مین مذہب اسلام اور فقہ کا ایک بڑا مصنف گذرا ہے، ایک رسالہ لکھا ہے جس مین اس نے راے، قیاس، استحسان (قیاس کی ایک ضمنی تقسیم)، تعلیل (علت غای کا دریافت کرنا اور اس سے نتایج نکالنا)، اور تقلید (ائمہ اربعہ مین سے کسی ایک کی آنکھ بند کرکے تقلید کرنا) کی تردید ہے۔

سول لا کے بعض حصے از سر نو لکھے جانے چاہئین

۲۷- اس مین کچھہ شک نہین کہ اسلامی فقہ کے بعض حصے ہر زمانے کی معاشرت اور ترقی کے بہت مناسب تھے، اور اب بھی باوجود اس قدر تغیر و تبدل کے وہ سوسائٹی کے نظام اور عمدہ گورنمنٹ کے مقاصد کے لئے بالکل کافی ہین۔ لیکن اسلامی فقہ مین بعض امور ایسے بھی پاے جاتے ہیں جو اسلام کی موجودہ ضروریات کے لحاظ سے، خواہ وہ ہندوستان مین ہون یا روم مین، مناسب نہین ہین۔ اسلامی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵- اس نے دوسرے فرقون کا [illegible] کیا ہے وہی اس کے حق مین مضر ہوا اور اس کے لئے کفر کے فتوے جاری ہوئے۔ لوگون کو تنبیہ کیا گیا کہ اس سے کچھہ سروکار نہ رکھین اور شہر سیوائل (اشبیلیہ) مین اس کی تصنیفات جلا دی گئے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ جب اس کی تصنیفات جلا دی گئی تو اس نے کہا:-

"گو یہ کاغذ جلا دیے گئے ہین لیکن ان کے مضامین نہین جلائے جا سکتے وہ میرے سینہ مین محفوظ ہین جہان مین جاتا ہون وہ میرے ساتھہ ہین اور اسی طرح میری قبر مین جائین گے" اس کے بہت سے صوبہ جات کے نکالے جانے کے بعد اس نے اپنے ایک متبوضہ دیہات مین رہنا اختیار کیا۔ اور آخری وقت تک وہین رہا۔ اُس کی تصنیفات سے بہت ہی کم کتابین باقی ہین۔ لیکن خوش قسمتی سے اس کی سب سے زیادہ قیمتی تصنیف کتاب الملل والنحل موجود ہے جو مصر مین چھپ گئی ہے۔ اس مین غیر اسلامی مذاہب یعنی یہودیون، عیسائیون اور زردشتیون کا اصول کلام کے موافق رد لکھا گیا ہے۔ اور فرقہ ظاہریہ کے مخالف عقیدون کا بھی رد لکھا گیا ہے۔ نیز فرقہ معتزلہ، مرجیہ اشیعہ

شرع کے بعض حصے مثلاً پولیٹیکل انسٹیٹیوٹ (اصول سیاست)، غلامی، لونڈیان رکھنا، نکاح، طلاق، غیر مسلم رعایا کی لاچاری، یہ سب ابواب ٹھیک ٹھیک تعلیم قرآن کے مطابق از سر نو تحریر کرنے اور ترتیب دینے چاہئیں۔ جس طرح کہ مین نے آیندہ اس کتاب کے آیندہ اوراق مین کوشش کی ہے۔

مختلف اقوام رعایا مین مساوات

۸۳۔ جس قدر ملکی، قانونی، اور تمدنی مساوات بعض سلاطین عثمانی کے فرامین سے عطا کی گئی ہے۔ اُس سے زیادہ آزادی عملی طور پر "شرعی" یعنی عدالت مذہبی مین دینا چاہیے[ه]

اور اسی طور پر اُن مسلمانون کے ساتھ بھی بعض قانونی امور مین رعایت کرنا چاہیے جو عیسائی سلطنت کی رعایا ہین۔ خواہ وہ روس میں یا ہندوستان میں یا الجزائر مین۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۶۔ ...خوارج کا رد لکھا گیا ہے۔ ماخوذ از ... (ہسٹری آف ایریبیا مصنفہ نکل سن) مطبوعہ لندن ۱۹۰۷ء۔

اڈیٹر۔

ه۔ ...سے قیاس کے ... سے شرعی یعنی مذہبی عدالت کے اور عدالتون مین ایک عیسائی کی شہادت جائز ہے، لیکن عملاً کسی عدالت مین بھی جائز نہین۔ (ملکم میکال کن ٹم پوریری ریویو صفحہ ...۹) جہان کہین غیر مسلم کسی ترکی عدالت مین شہادت دیتی ہے وہان انصاف معرض خطر مین آجاتا ہے۔ ایک بلگیرین کی جھوٹی شہادت پر اوسطاً پانچ پیاسٹر خرچ کرنا پڑتے ہین۔ یہی وجہ ہے کہ قاضی خالص مسلمانون کے مقدمات مین، جو از روے شرع اسلامی فیصل ہوتے ہین، اوس کو جائز نہین رکھتا۔ ناظرین کو یاد رہے کہ خالص عیسائی مقدمات مین مسلمانون کی بھی شہادت نہین لی جاتی۔"

"(ایسٹرن کویسچن ان بلگیریا" مصنفہ سن کلیر اور بروفی صفحہ ۲۷۲، مطبوعہ لندن ۱۸۷۷ء)

مجوزہ اصلاحون کو کون عمل مین لا سکتا ہے

۳۹ - اب خود بخود یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان مجوزہ اصلاحون کو، جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے، کون عمل مین لا سکتا ہے؟ مین بلا تامل اس کا یہ جواب دیتا ہون کہ اعلیٰ حضرت سلطان المعظم وہ اس امر کے مجاز ہین کہ قرآن کی سند سے سیاسی، قانونی، یا تمدنی اصلاحین عمل مین لائین - جیسے گذشتہ سلاطین نے، مذہب حنفی کے خلاف بعض مفید تجاویز کو قانونی اور سیاسی امور مین رواج دیا تھا جدید احکام جاری کرنے کا شرعی حق صرف سلطان کو حاصل ہے، کیونکہ وہ "خلیفہ خلفاے رسول اللہ،" "امیر المومنین" اور "صوت الحق" (اسلام کی زندہ آواز) ہین - بلا شبہ خلفاے راشدین کو قانون بنانے کا کامل اختیار تھا، اور وہ اپنے اجتہاد سے جب چاہتے اسلام کے اس قانون مین تغیر و تبدل کر لیتے تھے، جو اس وقت تک ناقص اور غیر مدون تھا - مسٹر ڈبلیو[۵۱] ایس بلنٹ کی راے کے مطابق قریش کا ایک ایسا خیالی خلیفہ غیر ضروری ہے جس کو خود مسلمان انتخاب کرین، اُس کا مستقر خلافت مکہ ہو، اور وہ روے زمین کے تمام علما، کو ایام حج مین جمع ہونے کی دعوت دے، اور ایک مجلس مین اس غرض سے ایک نئے مجتہد کا انتخاب کرے، کہ وہ شریعت مین بعض ایسی تبدیلیان عمل مین

۵۱ - "فیوچر آف اسلام" مصنفہ ولفرڈ ایس بلنٹ صفحات ۱۲۵ تا ۱۶۰ مطبوعہ لندن ۱۸۸۲ع -

لاسے، جو اسلام کی فلاح کے لئے ضروری اور احادیث سے مستنبط ہون۔
یہ امر معتبر اسناد کے ساتھ بیان ہو چکا ہے کہ ٹرکی کی اصلاح کے لئے بڑی ضرورت
اس بات کی ہے کہ بجاے فقہ حنفی کے قوانین سلطانی پر عمل کیا جائے۔ سلطان کو بحیثیت
سلطان، یا بحیثیت خلیفہ اس امر کا حق حاصل ہے۔ یہ خیال، کہ ایسا کرنے سے اسلام گورنمنٹ
کا مذہب نہین رہے گا محض بے بنیاد ہے۔ کیونکہ اسلام بحیثیت مذہب سلطنت ٹرکی
کے عمدہ انتظام کا مانع نہین ہے۔ سلطان بحیثیت خلیفہ، اوس فقہ حنفی کے اتباع پر مجبور
نہین ہین، جس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ زمانہ موجودہ کی ضروریات کے مناسب نہین ہے۔
تمام خلفاے راشدین فقہ حنفی سے پہلے گزرے ہین، اور اون کے بعد بھی اس کا رواج کامل
طور پر ہر جگہہ نہین ہوا، کیونکہ مختلف اسلامی ممالک مین مختلف قانون رائج تھے۔

مجوزہ اصلاحون کو شروع کیون کر کیا جاے اور کس سند سے

۴۔ مجھے کرنل آسن برن کی اس راے سے اتفاق نہین کہ کسی اسلامی مملکت مین
پالٹیکل اصلاح شروع کرنے سے پہلے مذہبی انقلاب کی ضرورت ہے۔ مین یہان اپنے وجوہ
کا اعادہ نہین کرنا چاہتا، کیونکہ مین پہلے بتفصیل بیان کر چکا ہون کہ تمدنی قانونی اور سیاسی
اصلاحین کیونکر دول اسلامی مین ہو سکتی ہین۔ یہان صرف مختصر طور پر یہ بحث کرون گا کہ ابتدا کیونکر
کی جاے، اور ہم اس کے لئے سند کہان سے حاصل کرین؟ مسٹر آسن برن کہتے ہین کہ
"اسلام کی تاریخ مین کوئی نقص یا جرم ایسا نہین ہے جس کا جواب عیسوی تاریخ مین نہ پایا جاتا
"ہو۔ عیسائیون نے غلطی سے مردہ رسوم کو زندہ مذہب سمجھ رکھا ہے۔ عیسائیون نے انجیل
"سے سخت سے سخت مذہبی ایذا رسانی کی اجازت ثابت کی ہے۔ عیسائیون نے انسانی
"سندون اور رایون کی رو سے اخلاقی اور عقلی قوت کے دبانے اور محدود کرنے مین بے انتہا
"کوشش کی ہے۔ لیکن سب سے قوی شہادت جو ان غلطیون کے خلاف پیش کی جا سکتی ہے
"وہ خود حضرت عیسیٰ ہین۔ ہر ایک مصلح جس نے ان بیجا کارروائیون کی مخالفت کی، وہ اپنے
"دعوے کی صداقت اور ثبوت مین، حضرت عیسیٰ اور ان کی تعلیم کی سند پیش کر سکتا تھا۔ لیکن کوئی

"مسلمان کثرت ازدواج، غلامی، قتل، مذہبی جنگ وجدل اور مذہبی ایذا رسانی کے
" خلاف اپنی آواز بلند نہین کر سکتا، جب تک کہ وہ خود پیغمبر کی ذات پر حملہ نہ کرے، اور ایسا کرنے
" سے وہ مسلمانون کے زمرے سے خارج ہو جائے گا" ۵۷

مین نے کثرت ازدواج، غلامی اور عدم مساوات حقوق کی مخالفت اس کتاب مین کی ہے، اور اپنے دعویٰ کے ثبوت مین قرآن اور پیغمبر اسلام کی تعلیم کو پیش کیا ہے۔ قتل، مذہبی جنگ، اور مذہبی ایذا رسانی کے متعلق مین نے اپنی ایک اور کتاب مین مفصل بحث کی ہے، اس کتاب کا نام ہے "محمد کی تمام لڑائیان خود حفاظتی تھین"۔

کتاب ہذا کے حصۂ اول کے تیرہوین فقرے سے سولہوین فقرے تک بھی ملاحظہ کرنا چاہیئے۔

تمام سیاسی، تمدنی اور قانونی اصلاحین جن کا ذکر اس کتاب مین کیا گیا ہے، ان کی بنیاد قرآن پر رکھی گئی ہے۔ مسلمانون نے قرآن کی تفسیر اس طور سے کی ہے کہ جس سے کثرت ازدواج، من مانی طلاق، غلامی، لونڈیون کے رکھنے اور مذہبی جنگ وجدل کی اجازت نکلتی ہے لیکن ان تمام غلطیون کے خلاف سب سے قوی شہادت خود قرآن ہے، کیونکہ قرآن کی تعلیم کثرت ازدواج، من مانی طلاق، غلامی، مذہبی جنگ وایذا رسانی، اور لونڈیان رکھنے کے خلاف ہے۔ مباحث مذکورہ بالا کے لئے قرآن کی مفصلہ ذیل آیات کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔

کثرت ازدواج کے خلاف:- النساء ۴ - آیت ۳، ۱۲۸-

من مانی طلاق کے خلاف:- البقرہ ۲ - آیت ۲۲۶ - ۲۲۷، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۷، ۲۳۸ - النساء ۴ - آیت ۲۳ تا ۲۵، ۳۸، ۳۹، ۲۷ تا ۱۲۹ - الاحزاب ۳۳ - آیت ۴۸ - الکہف ۱۸ - آیت ۲، ۵ - الطلاق ۶۵ - آیت ۱، ۲، ۷،

۵۷ "اسلام بزمانہ خلفائے بغداد"، مصنفہ آس برن صفحہ ۸۰-

مذہبی غیر مساوات کے خلاف :- الکافرون ۱۰۹، الغاشیہ ۸۸- آیت ۲۱ تا ۲۴ ق ۵۰- آیت ۴۵، ۴۴- الجن ۷۲- آیت ۲۱ تا ۲۴- النحل ۱۶- آیت ۳۷، ۸۴- العنکبوت ۲۹- آیت ۱۷- الکہف ۱۸- آیت ۴۰- الشوریٰ ۴۲- آیت ۴۷- البقرہ ۲- آیت ۲۵۷- التغابن ۶۴- آیت ۱۲- آل عمران ۳- آیت ۱۹- النور ۲۴- آیت ۵۳- التوبہ ۹- آیت ۶- المائدہ ۵- آیت ۹۳، ۹۹- الکہف ۱۸- آیت ۲۱- العنکبوت ۲۹- آیت ۱۶، ۱۷- الانعام ۶- آیت ۱۰۷- یونس ۱۰- آیت ۹۹-

غلامی کے خلاف :- البلد ۹۰- آیت ۸ تا ۱۵- البقرہ ۲- آیت ۱۷۷- النور ۲۴- آیت ۳۳- المائدہ ۵- آیت ۹۱- محمد ۴۷- آیت ۴- التوبہ ۹- آیت ۶۰-

لونڈیاں رکھنے کے خلاف :- النساء ۴- آیت ۳، ۲۹ تا ۳۳- النور ۲۴- آیت ۳۲- المائدہ ۵- آیت ۷-

چونکہ آخری آیت اس کتاب کے صفحہ ۱۰۴ (اصل انگریزی) میں نہیں لکھی گئی ہے، لہذا یہاں نقل کی جاتی ہے :-

"حلال کی گئیں تمہارے لئے ... مسلمان بیاہتا بیبیاں، اور جن لوگوں کو تم سے پہلے

احل لکم ... المحصنت من المؤمنت، والمحصنت من الذین اوتوا الکتب من قبلکم اذا اتیتموھن اجورھن محصنین غیر مسافحین ولا متخذی اخدان (المائدہ ۵- آیت ۷)	کتاب دی جاچکی ہے اون میں سے بیاہتا بیبیاں بشرطیکہ اون کے مہر اون کے حوالے کرو، اور تمہارا ارادہ (اون کو) قید نکاح میں لانے کا ہو، نہ کہ کھلم کھلا بدکاری کرنے کا، اور نہ چوری چھپے آشنا بنانے کا"

انتخاب از مسٹر لین پول-

۴۱- مسٹر اسٹینلی لین پول اپنے "انتخاب قرآن" کے دیباچے میں تحریر کرتے ہیں کہ :-

"اگر اسلام زمانہ آیندہ میں طاقتور ہونا چاہتا ہے تو معاملات تمدن کو مذہب سے بالکل

منزل بہت
"الگ کر دینا نہایت ضروری امر ہے۔ شروع شروع مین جب کہ لوگون نے تمدن کی منزل بہت
" طے کی تہی تو سوشیل (تمدنی) نقص اس قدر نمایان نہ تہے، لیکن اب کہ اہل مشرق اہل یورپ
" برابری کے دعوی سے ملنے کی کوشش کر رہے ہین، اور مغربی رسوم و آداب اختیار کرنے
" ساعی ہین۔ تو یہ ظاہر ہے کہ اگر وہ یورپین روش سے کچہہ فائدہ اوٹہانا چاہتے ہین، تو اپنی عورتون
" حالت سرے سے بالکل بدل دین۔ مشکل یہ آ پڑی ہے کہ قرآن کے مذہبی اور تمدنی احکام
" بڑا گہرا تعلق ہے، دونون آپس مین اس طور پر جکڑے ہوئے ہین کہ ایک کو دوسرے سے الگ کرنیکی
" کوئی تدبیر سواے اس کے نہین کہ دونون کو معدوم کر دیا جائے وحی والہام کے خیال مین کسی
" قدر تبدیلی کرنا پڑے گی، قرآن کے حرف بہ حرف وحی ہونے کے عقیدے کو چہوڑنا پڑے گا
" اور اون کو عام و خاص اور عارضی و مستقل مین امتیاز کرنے کے لئے اخلاقی قوت سے کام لینا ہوگا
" اون کو اس امر پر بہی غور کرنا پڑے گا کہ پیغمبر اسلام کی تعلیم کا بہت سا حصہ، جو اگرچہ اُس وقت
" کے لئے مفید تہا، مگر موجودہ حالات کے نامناسب ہے، نیز یہ کہ اون کا علم اکثر جنری ہوتا
" تہا، اور اون کی راے بعض اوقات خطا پر ہوتی تہی، اور نیز یہ کہ اخلاقی قوت بہی ایسی ہی قابل تعلیم
" ہے جیسی دماغی قوت۔ اور اس لئے جو بات ساتوین صدی مین مطابق اخلاق اور بہتر سمجھی جاتی
" تہی ممکن ہے کہ وہ انیسوین صدی مین خلاف اخلاق اور سوسائٹی کے حق مین مہلک سمجھی جائے
" خود پیغمبر اسلام نے کہا ہے کہ مین محض بشر ہون، جب مین تمہین کسی مذہبی مسئلے کے متعلق حکم دون تو
" تم اوسے قبول کرو، اور جب دنیاوی معاملات مین حکم دون تو اس وقت مین محض بشر ہون[51] ۔ وہ
" خوب سمجہے ہوئے تہے کہ ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے جب کہ اون کے چہوٹے چہوٹے احکام پر
" نظر ثانی کی ضرورت پڑے گی۔ اور نیز یہ فرمایا کہ تم اب ایسے زمانے مین ہو کہ اگر احکام کے دسوین
" حصے کو بہی ترک کرو گے تو تم ہلاک ہو جاؤ گے، لیکن اس کے بعد ایک زمانہ آئے گا
" کہ اگر لوگ دسوین حصے پر بہی عمل کرین گے تو اون کی مغفرت ہو جائے گی" [52]

[51] "مشکوۃ المصابیح" باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ۔

[52] "انتخاب قرآن"، مروب ترکی شرقی سے ریزیا نمبر، صفحہ ۹۵، لندن، ۱۸۷۹ء۔

مین نے یہان، اور نیز اس کتاب کے دوسرے حصے مین، اِس امر کو ثابت کیا ہے کہ اسلام، بہ حیثیت مذہب، تمدنی حصے سے بالکل جدا ہے۔ مسلمانون کی سیاست ملکی اور تمدن مذہب سے کچھ تعلق نہین رکھتا۔ اگرچہ بعد کے زمانے مین مسلمانون نے تمدنی حصے کو بھی قرآن کے ساتھ اوسی طرح ملا جلا دیا تھا۔ جیسے یہودیون اور عیسائیون نے اناجیل کے احکام کو روزمرہ کے معاملات مین گڈمڈ کر دیا تھا۔ تاہم وہ ایسے پیچ در پیچ نہین ہین کہ "اون کا سلجھانا اوس وقت تک مشکل ہو جب تک کہ دونون کو معدوم نہ کر دیا جائے" اور نہ ان مجوزہ اصلاحون کو عمل مین لانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وحی والہام کے خیال مین کسی قدر تبدیلی پیدا کی جائے۔

پولیٹکل اور سوشیل اصلاحین، جن کو مین نے اس کتاب کے حصۂ اوّل و دوم مین بیان کیا ہے، وہ نہ تو منطقی استدلال ہین، اور نہ الٹکل پچو رائین، نہ قرآن کے متشابہات، بلکہ قرآن کی صاف اور سچی تعلیم اور ظاہر نصّ مفصل اور محکم احکام ہین۔

قرآن روحانی ترقی اور سیاسی و تمدنی اصلاحات کا مانع نہین

۴۲۔ مختصر یہ ہے کہ قرآن یا پیغمبر اسلام کی تعلیم ہرگز مسلمانون کی روحانی ترقی اور آزادی خیالات کی مانع نہین، اور نہ وہ دائرۂ حیات مین کسی سیاسی، تمدنی، دماغی یا اخلاقی جدت کو روکنے والی ہے۔ قرآن نے تمام روحانی اور تمدنی ترقی کی کوششون کو مستحسن بتا کر اون کی طرف رغبت دلائی ہے، اور متعدد آیتون مین اس کی طرف اشارہ کیا ہے:۔

(۱۹)۔ فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ، اولئک الذین ہداہم اللہ، واولئک ہم اولوا الالباب۔

(الزمر ۳۹۔ آیت ۱۹)

(۱۹) اے پیغمبر ہمارے اون بندون کو خوشخبری سنا دو جو بات کو کان لگا کر سنتے اور اوس مین سے اچھی بات پر چلتے ہین، یہی تو وہ لوگ ہین جن کو خدا نے ہدایت دی ہے، اور یہی تو صاحب عقل ہین۔

(۱۲۷)۔ سارعوا الی مغفرۃ من ربکم (آل عمران ۳۔ آیت ۱۳۳)

(۱۲۷) اپنے پروردگار کی مغفرت کی طرف لپکو۔

"الگ کر دینا نہایت ضروری امر ہے - شروع شروع مین جب کہ لوگون نے تمدن کی منزل بہت کم
" طے کی تہی تو سوشیل (تمدنی) نقص اس قدر نمایان نہ تہے، لیکن اب کہ اہل مشرق اہل یورپ سے
" برابری کے دعوی سے ملنے کی کوشش کر رہے ہین، اور مغربی رسوم و آداب اختیار کرنے مین
" ساعی ہین - تو یہ ظاہر ہے کہ اگر وہ یورپین روش سے کچہہ فائدہ اوٹہانا چاہتے ہین، تو اپنی عورتون کی
" حالت سرے سے بالکل بدل دین - مشکل یہ آ پڑی ہے کہ قرآن کے مذہبی اور تمدنی احکام مین
" بڑا گہرا تعلق ہے، دونون آپس مین اس طور پر جکڑے ہوئے ہین کہ ایک کو دوسرے سے الگ کرنیکی
" کوئی تدبیر سوا اس کے نہین کہ دونون کو معدوم کر دیا جائے وحی و الہام کے خیال مین کسی
" قدر تبدیلی کرنا پڑے گی، قرآن کے حرف بہ حرف وحی ہونے کے عقیدے کو چہوڑنا پڑے گا،
" اور اون کو عام و خاص اور عارضی و مستقل مین امتیاز کرنے کے لئے اخلاقی قوت سے کام لینا ہوگا
" اون کو اس امر پر بہی غور کرنا پڑے گا کہ پیغمبر اسلام کی تعلیم کا بہت سا حصہ، جو اگرچہ اُس وقت
" کے لئے مفید تھا، مگر موجودہ حالات کے نامناسب ہے، نیز یہ کہ اون کا علم اکثر جزئی ہوتا
" تہا، اور اون کی رائے بعض اوقات خطا پر ہوتی تہی، اور نیز یہ کہ اخلاقی قوت بہی ایسی ہی قابل تعلیم
" ہے جیسی دماغی قوت - اور اس لئے جو بات ساتوین صدی مین مطابق اخلاق اور بہتر سمجہی جاتی
" تہی ممکن ہے کہ وہ انیسوین صدی مین خلاف اخلاق اور سوسائٹی کے حق مین مہلک سمجہی جائے
" خود پیغمبر اسلام نے کہا ہے کہ مین محض بشر ہون، جب مین تمہین کسی مذہبی مسئلے کے متعلق حکم دون تو
" تم اوسے قبول کرو، اور جب دنیاوی معاملات مین حکم دون تو اس وقت مین محض بشر ہون[۵۱] - وہ
" خوب سمجہے ہوئے تہے کہ ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے جب کہ اون کے چہوٹے چہوٹے احکام پر
" نظر ثانی کی ضرورت پڑے گی - اور نیز یہ فرمایا کہ تم اب ایسے زمانے مین ہو کہ اگر احکام کے دسوین
" حصے کو بہی ترک کروگے تو تم ہلاک ہو جاؤگے، لیکن اس کے بعد ایک زمانہ آئے گا
" کہ اگر لوگ دسوین حصے پر بہی عمل کرین گے تو اون کی مغفرت ہو جائے گی" [۵۲]

[۵۱] "مشکوٰۃ المصابیح" باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ -

[۵۲] "انتخاب قرآن"، ٹروب ترکی مشرقی سیریز نمبر، صفحہ ۹۵، لندن، ۱۸۷۹ء -

مین نے یہان، اور نیز اس کتاب کے دوسرے حصے مین، اس امر کو ثابت کیا ہے کہ اسلام، بہ حیثیت مذہب، تمدنی حصے سے بالکل جدا ہے - مسلمانون کی سیاست ملکی اور تمدن مذہب سے کچھ تعلق نہین رکھتا - اگرچہ بعد کے زمانے مین مسلمانون نے تمدنی حصے کو بھی قرآن کے ساتھ اوسی طرح ملا جلا دیا تھا - جیسے یہودیون اور عیسائیون نے اناجیل کے احکام کو روزمرہ کے معاملات مین گڈمڈ کر دیا تھا - تاہم وہ ایسے پیچ در پیچ نہین ہین کہ "اون کا سلجھانا اوس وقت تک مشکل ہو جب تک کہ دونون کو معدوم نہ کر دیا جائے" اور نہ ان مجوزہ اصلاحون کو عمل مین لانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وحی و الہام کے خیال مین کسی قدر تبدیلی پیدا کی جائے -

پولیٹکل اور سوشیل اصلاحین، جن کو مین نے اس کتاب کے حصہ اوّل و دوم مین بیان کیا ہے، وہ نہ تو منطقی استدلال ہین، اور نہ اٹکل پچو رائین، نہ قرآن کے متشابہات، بلکہ قرآن کی صاف اور سچی تعلیم اور ظاہر نص مفصل اور محکم احکام ہین -

قرآن روحانی ترقی اور سیاسی و تمدنی اصلاحات کا مانع نہین

۴۲ - مختصر یہ ہے کہ قرآن یا پیغمبر اسلام کی تعلیم ہرگز مسلمانون کی روحانی ترقی اور آزادی خیالات کی مانع نہین، اور نہ وہ دائرہ حیات مین کسی سیاسی، تمدنی، دماغی یا اخلاقی جدت کو روکنے والی ہے - قرآن نے تمام روحانی اور تمدنی ترقی کی کوششون کو مستحسن بتا کر اون کی طرف رغبت دلائی ہے، اور متعدد آیتون مین اس کی طرف اشارہ کیا ہے :-

(۱۹) - فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ، اولئک الذین ہداہم اللہ، و اولئک ہم اولوا الالباب - (الزمر ۳۹ - آیت ۱۹)	(۱۹) اے پیغمبر ہمارے اون بندون کو خوشخبری سنا دو جو بات کو کان لگا کر سنتے اور اوس مین سے اچھی بات پر چلتے ہین، یہی تو وہ لوگ ہین جن کو خدا نے ہدایت دی ہے، اور یہی تو صاحب عقل ہین -
(۱۲۷) - سارعوا الی مغفرۃ من ربکم - (آل عمران ۳ - آیت ۱۲۷)	(۱۲۷) اپنے پروردگار کی مغفرت کی طرف لپکو -

(۱۴۲) فاستبقوا الخیرات -

(البقرہ ۲ - آیت ۱۴۲)

(۱۴۲) نیکیون کی طرف لپکو -

(۵۳) فاستبقوا الخیرات -

(المائدہ ۵ - آیت ۵۳)

(۵۳) نیکیون کی طرف لپکو -

(۲۹) ومنہم سابق بالخیرات باذن اللہ، ذلک ہو الفضل الکبیر -

(فاطر ۳۵ - آیت ۲۹)

(۲۹) بعض اون مین سے خدا کے حکم سے نیکیون مین آگے بڑھے ہوئے ہین یہی تو بڑی فضیلت ہے -

(۶۳) اولئک یسارعون فی الخیرات، وہم لہا سابقون -

(المومنون ۲۳ - آیت ۶۳)

(۶۳) وہ لوگ نیک کامون مین جلدی کرتے، اور اون کے لئے لپکتے ہین -

(۱۰۰) ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر، ویامرون بالمعروف، وینہون عن المنکر، واولئک ہم المفلحون -

(آل عمران ۳ - آیت ۱۰۰)

(۱۰۰) اور تم مین ایک ایسا گروہ بھی ہونا چاہیے جو نیک کامون کی طرف بلائین، اور اچھے کام (کرنے) کو کہین، اور برے کامون سے منع کرین، ایسے ہی اپنی مراد کو پہنچین گے -

ان آیات مین صاف اجازت ہے کہ مسلمان اپنے دماغی قویٰ کو زندگی کے تمام کامون مین ترقی دے سکتے ہین -

مذہب و سلطنت دونون ملے ہوئے نہین ہین

۴۳ - امام مسلم سے ایک حدیث مروی ہے کہ جب پیغمبر سلام مدینے کی طرف آ رہے تھے تو دیکھا کہ چند لوگ کھجور کے درختون مین نر مادہ کو ملا رہے ہین، آپ نے ایسا کرنے سے منع کیا، اونہون نے تعمیل ارشاد کی، مگر اس سال پہل بہت کم آیا، جب آپ کو اطلاع ہوئی تو آپ نے کہا کہ "مین محض ایک بشر ہون، دینی امور مین جو کچھ کہون وہ قبول کرو، لیکن جب دنیاوی معاملات مین رائے دون تو مین محض بشر ہون[۵۱]"

[۵۱] "مشکوٰۃ المصابیح"، باب اعتصام بالسنۃ -

اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پیغمبر اسلام نے کبھی اپنے قول یا فعل کو ملکی یا تمدنی معاملات مین ناممکن التبدیل اور بری عن الخطا نہین مانا۔ یا دوسرے الفاظ مین، آپ نے کبھی مذہب و سلطنت کو ایک جگہہ مجتمع نہین کیا۔ عرب کی یہ ضرب المثل کہ " الملک والدین توامان " عام لوگون کا مقولہ ہے، کوئی اسلامی اصول نہین ہے۔ یہ خیال کرنا کہ پیغمبر اسلام کے اقوال و افعال تمام سیاسی، ملکی، تمدنی، یا اخلاقی قانون کے لیئے کافی ہین۔ غیر صحیح ہے۔

پیغمبر اسلام نے آزادی خیالات کی اجازت دی ہے۔

۴۴ - ترمذی، ابو داؤد اور دارمی نے بیان کیا ہے کہ پیغمبر خدا جب معاذ کو یمن بھیج رہے تھے تو اوس سے پوچھا کہ "تو لوگون کا انصاف کیونکر کرے گا؟"، معاذ نے جواب دیا کہ "مین اون کا انصاف ازروے کتاب اللہ کرون گا"۔ آپ نے پھر سوال کیا " اگر تم اوس کو کتاب اللہ مین نہ پاؤ؟" اوس نے جواب دیا " تو مین پیغمبر خدا کے افعال کی نظیر ڈھونڈون گا"۔ آپ نے پھر دریافت کیا " اگر یہ نظیر بھی نہ ملے؟" اس پر اوس نے بے تامل یہ جواب دیا کہ " مین اپنے اجتہاد و راے سے کام لون گا"۔ پیغمبر خدا نے اپنے وفد کی اِس عاقلانہ راے پر خدا کا شکریہ ادا کیا۔

اِس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ پیغمبر اسلام کا کبھی یہ منشاء نہین تھا کہ اسلامی دنیا پر اون کی تعلیم کا جابرانہ اثر قایم ہو، اور وہ عام طور پر ہر ایک قسم کی پولیٹکل اور سوشیل اصلاح کی مانع ہو۔ آپ نے کسی تغیر کے وقوع کو نہین روکا، اور اسلام کو ایک حالت پر منحصر رکھنے کی کبھی خواہش نہین کی۔ آپ توضیع قانون کو قیاسی بنانا نہین چاہتے تھے، بلکہ بہ خلاف اس کے اس کو استقرائی بنایا۔ معاذ کا اپنی راے پر بھروسہ کرنا قانون کو استقرائی بنانا ہے۔ یہ حدیث نہ صرف شائستہ ترقی کی اجازت دیتی ہے، بلکہ دماغی قوت کی صحیح اور اعلیٰ نشو و نما کی ترغیب، اور طلب صداقت کی رہنما ہے۔

سید امیر علی اور مسٹر سیل

۴۵ - اس حدیث کے متعلق سید امیر علی کہتے ہین کہ:-

" یہ زمانہ عملی اصول کا تھا، جو پیغمبر اسلام کے اثر سے پیدا ہوا"۔ [۵۱]

[۵۱] اے "کریٹکل اگزامنیشن آف دی لائف اینڈ ٹیچنگس آف محمد"۔ مصنفہ سید امیر علی، صفحہ ۲۹۰، لندن ۱۸۷۳ء

اس کی نسبت مسٹر ریورنڈ سیل یہ لکھتے ہین کہ:۔

"یہ سچ ہے کہ "اجتہاد" کے لفظی معنی "سعی" کے ہین، اور یہ بھی سچ ہے کہ صحابہ اور اعلیٰ رتبے کے
"مجتہدین مشتبہ معاملات مین اپنی راے قایم کرنے اور اوس کے مطابق مناسب طور پر معاملات کے
"فیصل کرنے کے مجاز تھے، لیکن یہ شرط ضرور تھی کہ اون کا فیصلہ قرآن یا سنت کے خلاف نہ ہو۔
"لیکن اس سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ اسلام مین ترقی کی صلاحیت ہے، یا یہ کہ عملی اصول کی ابتدا پیغمبر اسلام
"سے ہوئی، یا یہ کہ آپ کے الفاظ نے بنی نوع انسان بجھے ہوے دلون مین ایک نئی روح پھونک دی،
"اور اون مین تقویت اور زور پیدا ہو گیا۔ کیون کہ اگرچہ ہم "اجتہاد" کے لفظ کو جب اون بزرگون کے
"لئے استعمال کرین گے، جن کا مین نے ذکر کیا ہے، تو اس کے معنی کسی قدر وسیع ہون گے، یعنی
"ذاتی راے" لیکن اب اس لفظ کے یہ معنی نہین ہو سکتے، کیون کہ اب یہ ایک اصطلاحی لفظ ہے،
اور اس کا صرف ایک ہی استعمال ہے، جس کے یہ معنی ہین کہ کسی مشکل امر مین قرآن اور سنت کی رو سے
حل کرنے کی کوشش کرنا،"[۵۱]

مسٹر سیل نے یہ کہنے مین فاش غلطی کی ہے کہ اب "اجتہاد" کے معنی "ذاتی راے"
کے نہین ہو سکتے۔ خود اون ہی کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ پہلے، یعنی پیغمبر اسلام کے زمانے
مین، اور آپ کے بعد (اوس وقت تک جب کہ اس کے معنی ایک قانونی اصطلاح مین
محدود کر دیے گئے) اوس کے لغوی اور لفظی معنی "ذاتی راے" کے تھے ہم جانتے ہین کہ
اسلامی اصول فقہ مین (جو بعد مین ایجاد ہوا) "اجتہاد" صرف ایک اصطلاح ہے جس کے
اس فن مین یہ معنی ہین کہ "کسی مشکل مسئلے کے متعلق قرآن و سنت سے استدلال کیا جائے"
لیکن زمانۂ رسالت مین یہ حالت نہ تھی۔ مستند عربی زبان مین اس کے معنی "سعی کرنے"
کے ہین، اور جب لفظ "راے" اس کے ساتھ بڑھا دیا جاتا ہے تو اس کے معنی "فیصلہ
یا راے قایم کرنے کے لئے سعی کرنے کے" ہوتے ہین۔ چنان چہ معاذ نے یہی کہا تھا۔

[۵۱] "عقیدۂ اسلام"، مصنفہ سیل، صفحہ ۲۶،

کہ "اجتہد رائی" یعنی میں اپنی راے قایم کرنے کی سعی کرونگا۔ لیکن مسٹر سیل کا خیال ہے کہ معاذ نے صرف لفظ "اجتہاد" کو استعمال کیا، جو فقہا کی ایک اصطلاح ہے، لیکن یہ بالکل لغو قیاس ہے۔ اول تو معاذ نے صرف لفظ "اجتہاد" ہی نہین کہا جو ایک خاص اصطلاحی معنون مین محدود ہے، بلکہ اس کے ساتھ لفظ "راے" بھی ایزاد کیا۔ دوسرے معاذ کیون کر اس لفظ کو ان اصطلاحی معنون مین استعمال کرسکتا تھا، جب کہ فقہا نے اس لفظ کا یہ مفہوم معاذ سے صدیون بعد قرار دیا۔

یہ حدیث عقلی ترقی کی تحریص دیتی ہے، اور گزشتہ زمانے کی بندشون کو اوٹھا دیتی ہے۔

۴۷ - ہم لفظ "اجتہاد" پر زور نہین دیتے، اس کے معنی صرف سعی کرنے کے ہین، بلکہ ہم زیادہ زور لفظ "راے" پر دیتے ہین۔ یہ حدیث ہم کو روحانی نمو، اخلاقی نشو ونما، دماغی شائستگی ترقی اور اصلاح شدہ قانون کی وسیع شاہراہ کی طرف رہنمائی کرتی، اور فقہ کے مذاہب اربعہ کی قید سے آزادی دلاتی ہے، اور جرأت دلاتی ہے کہ ہم تمام قوانین کی بنیاد پرانے زمانے کے دقیانوسی خیالات کے بجائے موجودہ زمانے کی زندہ ضروریات پر رکھین۔

حیدر آباد دکن
۲۷ دسمبر ۱۸۸۲ع

چراغ علی

(مقدمہ ختم ہوا)

دول اسلام مین سیاسی قانونی اور تمدنی اصلاحون کا امکان

حصّہ اوّل

سیاسی و قانونی اصلاحین

مسٹر میکال کی راے اسلام کی فرضی الٰہی سلطنت سے متعلق۔

۱ - ریورنڈ ملکم میکال لکھتے ہین کہ:-

"جس کو ہم دول اسلامی کہتے ہین، وہ ایک عالم گیر الٰہی سلطنت کی شاخین ہین، اور ان سب پر ایک ہی
"ملکی و مذہبی قانون اور عقائد کا اتباع لازم ہے، جن مین قیامت تک کوئی تغیر و تبدل نہین ہوسکتا، اور جو
"کچھ پیغمبر اسلام کو بارہ سو برس پہلے جاہل اور وحشی عربون کی ہدایت کے لئے مناسب معلوم ہوا، اوسی
"کا اتباع اب بھی تمام اسلامی دنیا پر واجب ہے - اون کے (پیغمبر کے) احکام کے تقدس کا محافظ ایک
"ایسا زبردست اور دولتمند فرقہ ہے، جس کا فرض اور غرض و غایت یہ ہے کہ اون اصلاحون کے
"رواج کو روکے جو یورپین کے بی نظین وقتاً فوقتاً لحاظ مناسب کے لئے سلطان کی خدمت مین پیش
"کرتی رہتی ہین" [۵۱]

اسلامی خلافتین یا الٰہی سلطنت کے دول جمہوری تھین۔

۲ - دول اسلامی بہ لحاظ اپنی طرز حکومت کے عموماً الٰہی سلطنتین نہین خیال کی جاتین۔

---

[۵۱] کنٹمپرری ریویو، اگست ۱۸۸۱ء، صفحہ ۲۶۷-

پہلی چار یا پانچ خلافتین جمہوری الاصل تھین - اون کے بعد خاندان بنوامیہ نے اس طرز حکومت کو خود مختار شخصی سلطنت کی صورت مین بدل دیا - پہلے خلفا از روے انتخاب مقرر کئے گئے تھے چھٹے خلیفہ امیر معاویہ نے خلافت کو اپنے ہی خاندان مین موروثی بنا لیا - جمہوری خلافت کے بعد تمام خلفا، سلاطین، اور ملوک خود مختار یا جابر بادشاہ سمجھے جاتے ہین - پہلے چار یا پانچ خلفا کو "خلفاے راشدین" کہتے ہین، اور اون کے بعد کے "ملکاً عضوضاً" یا "خلفاے جور" کہلاتے ہین -

ممکن ہے کہ دو مسلمان بادشاہ ایک ہی مذہب رکھتے ہون، لیکن اس سے یہ لازم نہین آتا کہ اون مین ملکی اختلاف نہ ہو، یا وہ ایک دوسرے کے مخالف نہ ہون - ہندوستان کی تاریخ میں اس قسم کی مثالین بہ کثرت پائی جاتی ہین -

قانون سازی کی ابتدائی ضرورت

۳ - نہ جمہوری سلطنت کے زمانے مین کوئی قانون یا قانونی کتاب تھی، نہ زمانۂ بنوامیہ مین، یہان تک کہ اوس زمانے مین سواے قرآن کے الہامی قانون کے کوئی دینی قانون ہی نہ تھا -

بنوامیہ کے زوال کے بعد ۱۳۲ھ ہجری مین خلافت عباسیہ کا زمانہ آیا، اور قانون کی ضرورت محسوس ہوئی - کچھ تو سلطنت کا کاروبار چلانے، اور جان و مال کی حفاظت کے لئے، اور کچھ مطلق العنان بادشاہون کی خواہشات پورا کرنے اور اون کی جابرانہ اور متلون حرکات کو مسلمان صدر اسلام کے افعال سے تطبیق دے کر جائز رکھنے کے لئے (کیونکہ وہ لوگ عموماً نیک اور پاکباز سمجھے جاتے تھے) قانون کی ضرورت داعی ہوئی، اور اس امر مین سعی بلیغ کی گئی کہ تمام واقعاتِ روزمرہ کے لئے قرآن سے احکام مستنبط کئے جائین، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اٹکل پچو تاویلین اور تعبیرین کی گئین، خواہ وہ عقل و حیا کے کیسی ہی مخالف کیون نہ ہون، غلط احادیث محض اس غرض سے داخل کی گئین کہ لوگ اپنے جابر بادشاہون کے افعال کو حدیث کے موافق خیال کرین، جو واقعات کبھی واقع نہین ہوئے وہ اس لئے ایجاد کئے گئے کہ اون سے سلاطین عباسیہ

کی فالحانہ پالیسی (مصلحت) یا جابرانہ تجویزون کی تائید ہو۔

عہد اسلام مین قانون کی غیر متقین حالت

۴۔ تاہم کوئی مجموعہ قانون ملکی و مذہبی کا نہ تہا۔ بعض لوگون نے اپنے طور پر مختلف احادیث کو، جو اوس وقت موجود تہین، جمع کرکے۔ اس ضرورت کو ایک حد تک رفع کیا، اور اس طرح اپنی ذاتی ضرورتون کے لئے فقہی مسائل کا فیصلہ کیا۔ قرآن کے ادہورے جملون اور ایک ایک لفظ سے نازک موشگافیان، منطقی حجتین، لفظی امتیازات، اور محض فضول و بے حقیقت مسائل کے استنباط کرنے مین بے انتہا محنت اور جدت صرف کی گئی۔ اور اون کے لغوی و اصطلاحی معنون، اور آیات کے سیاق و سباق پر کچہہ خیال نہ کیا گیا۔

یہ خود ر و مقنن خلفاء عباسیہ کے دربارون مین بہت کم حاضر ہوتے تہے، اوہنون نے کبہی اپنے مجموعۂ احادیث یا اون کی شرحین شایع کرنے کے لئے نہین دین تاکہ عام لوگ بہی اون کو اپنے مطلب کے لئے استعمال کرسکین، اون کو تامل تہا، بلکہ وہ ڈرتے تہے، کہ لوگون کو اپنے کانشنس (ایمان) کے خلاف عمل کرنے پر مجبور کیا جائے، یا اس قسم کے واقعات یا حالات گہڑے جائین جو کبہی واقع نہین ہوئے تہے۔

۵- امام ابو حنیفہ کو، جو ملک نامور فقیہہ اور مذہب اہل الرائے کے بانی اور امام ہین، ہبیرہ حاکم کوفہ نے عہدۂ قضا پیش کیا، لیکن امام صاحب نے ہمیشہ اس کے قبول کرنے سے انکار کیا، جس کی پاداش مین اون پر کوڑے پڑے۔ خلیفہ منصور نے بہی، جو خاندان عباسیہ کا دوسرا تاجدار تہا، اون سے اس عہدے کے قبول کرنے کے لئے بہت کچہہ اصرار کیا اور ترغیب دی، لیکن اوہنون نے پہر بہی انکار ہی کیا۔ اس پر وہ قید کردئے گئے۔ اور مرتے دم تک (۱۵۰ ہجری) مقید رہے۔ امام ابو حنیفہ کے شاگرد امام ابو یوسف کو خاندان عباسیہ کے پانچوین خلیفہ ہارون رشید نے عہدۂ قاضی القضات پر سرفراز کیا، یہ پہلے شخص تہے جو ایک ایسے معزز عہدے پر مقرر ہوئے۔ اوہنون نے مقدمات کی سماعت اور فیصلہ کرنے کے لئے محکمہائے عدالت قائم کئے، اون سے پہلے کوئی باقاعدہ محکمۂ عدالت یا قانون موجود نہ تہا۔ اہل عرب اپنے تمام

جھگڑے فیصلے کے لئے شیخ قبیلہ یا شہر وضلع کے امام کے سامنے پیش کرتے تھے، جو عدم موجودگی قانون کی وجہ سے ملک کے رسم ورواج کے مطابق فیصل کئے جاتے تھے۔ امام ابو یوسف اگرچہ بہت سے مسائل مین اپنے اُستاد سے مختلف الرائے تھے، لیکن علی العموم وہ بہی اون ہی کی راے پر چلتے تھے، اور اوس وقت ملک مین جو قاضی مقرر کئے جاتے تھے اون سے بہی یہ اقرار لیتے تھے کہ وہ فقہ حنفی کے مطابق مقدمات کا فیصلہ کرین گے۔ اس طرح اونہون نے بزورِ حکومت امام ابو حنیفہ کی ذاتی رایون کی تائید اور اشاعت کی، جو بالکل امام ابو حنیفہ کی مرضی کے خلاف تہا۔ امام ابو حنیفہ کے دوسرے شاگرد امام محمد کو ہارون الرشید نے خراسان کی عدالتون کا افسر مقرر کیا، اگرچہ اِن کو بہی بہت سی باتون مین اپنے اوستاد اور اپنے ہم جماعت سے اختلاف تہا، لیکن باوجود اس اختلاف کے ان دونون مجوزین (قاضیون) کے اصول نفقہ اصول حنفیہ کہلاتے ہین اسی طرح ابو حنیفہ کی فقہی رائین ایشیا مین یا صرف اون صوبون مین جو امام ابو یوسف کے حدود ارضی مین تھے نہایت استحکام کے ساتھ رائج ہوگئین۔

افریقہ اور اسپین مین امام ابو حنیفہ کی رایون کا رواج نہ ہوا۔ اور ایشیا کے صوبون مین بہی مسلمانون نے پرائیوٹ معاملات، قانون دیوانی، اور علم دینیات مین اون کو دفعۃً بخوشی قبول نہین کرلیا، البتہ قانونی عدالتون مین امام ابو حنیفہ یا امام ابو یوسف کی رائے کے مطابق مقدمات فیصل ہوتے تھے۔

تیسری اور چوتھی صدی مین فقہ کی غیر مطمئن حالت۔

۶۔ تاہم کوئی تحریری مجموعۂ قانون باضابطہ نہ تھا۔ اور نہ اون امامون کی ذاتی رائے کی نسبت کچھ ذکر تہا، جو اپنی خوشی سے مسائل فقہ کی تحقیق کرتے تھے کہ آیا اون کی رائین عام طور پر گورنمنٹ یا افراد پر ماننا فرض ہین یا نہین۔ دوسری صدی کے آخر تک یہی حالت رہی۔ تیسری اور چوتھی صدی ہجری بہی یون ہی گزرگئی، اور اس وقت تک فقہ کے متعلق کوئی ضابطہ یا قانون جاری نہ ہوا۔ ۵۱

۵۱ "حجۃ اللہ البالغہ" مصنفہ شاہ ولی اللہ، باب ۴، صفحہ ۱۵۸، مطبوعۂ بریلی۔

فقہ اور احکام قرآنی مین امتیاز

۷ - مذکورۂ بالا تحریر سے ظاہر ہے کہ ریورنڈ مسٹر میکال کا یہ کہنا محض غلط ہے کہ "دیوانی اور مذہبی قوانین مین کسی قسم کا تغیر و تبدل نہین ہوسکتا" مسلمانون کا فقہ مسلمانون کی سوسائٹی کا ایک غیر تحریری قانون ہے، جو بہت آخری زمانے مین مرتب کیا گیا، اس لیئے یہ نہین کہا جاسکتا کہ اس مین کسی قسم کا تغیر و تبدل ممکن نہین، اور نہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ اہل عرب کے سواے اورون پر اس کی پیروی لازم ہے، کیونکہ وہ صرف اون ہی کے (عربون کے) رسم و رواج اور روایات پر حاوی اور مبنی ہے - اسلامی فقہ کو اسلام کے ملہم قانون (احکام قرآن) سے مخلوط نہین کرنا چاہیئے - اسلامی فقہ ایک غیر تحریری قانون ہے، جو قرآن کی چند آیات اور ملک کے رسم و رواج سے جمع کیا گیا ہے، اور اوس کی تائید متضاد احادیث سے کی گئی ہے، اور اُس کی بنیاد اجماع یا متحد الراے لوگون کی رضامندی پر رکھی گئی ہے - ابتدائی قوانین کی اصلیت کا سراغ لگانا ناممکن ہے، کیونکہ وہ خاص کر چند مفروضہ اور مسلمہ اجتہادات کے استدلال پر مبنی ہین، اور اس لیئے یہ کہنا واقعیّت کے خلاف ہے کہ "ان فیصلون اور قواعد مین مطلق تغیر و تبدل کی گنجائش نہین"

کیمبل، ہنٹر اور ہیلن کی راے اسلامی قانون کے متعلق

۸ - وہ مصنفین بڑی غلطی پر ہین جو قرآن اور فقہ یا شریعت کو خلط ملط کر دیتے ہین، یا جو یہ خیال کرتے ہین کہ قرآن مین اسلام کا پورا قانون درج ہے، یا یہ کہ اسلامی قانون جس سے ہمیشہ اسلامی فقہ مراد ہے، اس قدر بے عیب اور کامل ہے کہ اوس مین مطلق چون و چرا اور تغیر و تبدل کی گنجایش نہین - مسلمانون کی قانونی کتابین جو اسلام کا اصلی ضابطۂ قانون ہین، قرآن سے بہت کم ماخوذ ہین، اور تمام مسلمان فقیہ، امام، مفتی اور مجتہد، ایک خاموش اتفاق کے ساتھ، قانونی مسائل کو قرآن سے نکال کر فقہ اور قانونِ ملکی کے احاطے مین لے آئے ہین - مسلمان بجائے قرآن کے زیادہ تر ان ہی مذہبی الاصل قانونی کتابون کے پابند ہین -

سر جارج کیمبل ممبر پارلیمنٹ سابق لفٹننٹ گورنر بنگال نے، جن کو مدت تک ہندوستان کے مسلمانون سے سابقہ رہا، اور جنہون نے بعد مین یورپین ٹرکی کا بھی سفر کیا، اس بحث کے متعلق عمدہ تحقیقات

کی ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہین کہ:-

"قرآن ہماری انجیل کی طرح صاف اور سادہ نہین، بلکہ اوس سے بہت مختلف ہے۔اس کو سمجھنا
"کسی قدر دشوار ہے، اور مسلمان زیادہ تر کتب فقہ کے پابند ہین، گویا یون سمجھنا چاہیئے کہ جیسے ہمارے
"پاس بائبل نہو اور ہم اپنے مذہب کو اپنے مجتہدون کی تصانیف سے اخذ کرین، تو یہ ایک ایسی حالت
"ہوگی جس مین تکرار و تخالف اور جھگڑے کی بہت کچھ گنجایش ہے، اور یہ تقریبًا ناممکن ہوگا کہ ہر ایک امر کے
"لئے کلام الٰہی کی نص پیش کی جاسکے۔"[۵۱]

ریورنڈ مسٹر سیل کا بھی یہی خیال ہے، وہ لکھتے ہین کہ:-

"صرف قرآن سے یہ بات بعید ہے کہ وہ اکیلا احکام اعتقادی و عملی کا ماخذ بن سکے۔ مسلمانون کا ایک
"فرقہ بھی ایسا نہین جس کے عقیدے اور عمل کی بنا صرف قرآن پر ہو۔"[۵۲]

آنریبل ڈاکٹر ہنٹر بھی کسی قدر یہ کہتے ہین کہ:-

"قرآن ایک زمانہ دراز سے ضروریات انتظام ملکی کے لئے ناکافی ثابت ہوا ہے، اور اوس مین سے
"مسلمانون کی ضروریات کے مطابق ایک قانون مستنبط کیا گیا ہے۔"[۵۳]

علاوہ اون مصنفین کے جن کی رائین اوپر اقتباس کی گئی ہین، مین یہان ایک ایسے شخص کی رائے نقل کرنا چاہتا ہون جو ایک زمانہ دراز تک اسلامی دنیا مین مقیم رہا ہے، اور جو مسلمانون کے حالات سے پورا واقف ہے، اور اس لئے اوس کی رائے زیادہ صحیح اور قابل وقعت ہے۔ وہ قرآن کی نسبت تحریر کرتا ہے کہ:-

"تمام دنیا، سوا اون لوگون کے جو ٹرکی مین رہ چکے ہین، اور جنھون نے وہان رہ کر اس کی تحقیق بھی کی ہے،
"یقینی طور پر بلا کسی شک و شبہ کے یہ سمجھتی ہے کہ قرآن مسلمانون کا قانون ہے، اور علما اس قانون کے

---

[۵۱] "مشرقی مسئلہ پر ایک رسالہ" مصنفہ سر جارج کیمبل، صفحہ ۴۶، لندن ۱۸۷۶ء۔

[۵۲] "عقیدہ اسلام" مصنفہ سیل، صفحہ ۱، لندن ۱۸۸۰ء۔

[۵۳] "آور انڈین مسلمانز" مصنفہ ہنٹر، صفحہ ۱۳۹، لندن ۱۸۷۱ء۔

" نافذ کرنے والے ہین۔ بہت سے ذی وقعت ریویوز (رسالے) بھی تقریباً ہر مہینے یہی خیال ظاہر
" کرتے ہین۔ مسلمانون کا پرجوش دوست باسورتھ اسمتھ اور اون کا بڑا دشمن مسٹر فریمین دونون اس کو
" سچ سمجھتے ہین، لیکن وہ دونون اپنی لاعلمی کی وجہ سے ایک بڑی غلطی مین پڑے ہوئے ہین۔ تمام
" مسلمان ابراہیم حلبی کے مجموعہ قانون اسلام کو، جو سلطان سلیمان اعظم کے حکم سے ترتیب دیا گیا تھا،
" اپنا مسلمہ قانون سمجھتے ہین۔ اوس کی متعدد جلدون مین سے ایک ایک جلد قرآن سے کہین
" ضخیم ہے، جس مین بہت سے ایسے مضامین پر بحث کی گئی ہے، جن کا قرآن مین اشارہ تک
" نہین۔ قرآن مین بہت کم ایسی باتین ہین جو قانون بن سکتی ہین، اور جہان کہین کوئی امر اس قسم
" کا بیان کیا گیا، وہ سب سے بڑی سند خیال کیا جاتا ہے۔ اور قانون بھی اوسی کے مطابق بنایا جاتا
" ہے، لیکن وہ اون امور کے لئے کیونکر سند ہوسکتا ہے جن کا اس مین اشارۃً تذکرہ نہین، حتیٰ کہ
" عبادت یا نماز کے تمام ارکان بھی اسی مجموعہ قانون شریعت کے مطابق ہین، نہ کہ قرآن کے۔ اور
" یہی حال اور بہت سے دوسرے مذہبی رسوم اور شعائر اسلام کا ہے، جن کی پابندی بڑے جوش و
" خروش کے ساتھ کی جاتی ہے۔" [51]

آگے چل کے یہی مصنف لکھتا ہے کہ:-

" مسلمانون کا فقہ اور مذہب زیادہ تر قرآن پر نہین بلکہ حدیث پر مبنی ہے۔ باسورتھ اسمتھ کی اس بے
" احتیاطی، بلکہ لاعلمی، پر سخت حیرت ہوتی ہے کہ وہ تمام اسلام کو صرف قرآن مین منحصر سمجھتا ہے۔
" یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ رومن کیتھولک اور عیسائیت فرقون کے عقیدے اناجیل اربعہ
" مین موجود ہین۔" [52]

اسلام مین ترقی کی گنجایش ہے

۹۔ اسلام مین ترقی کی صلاحیت اور اس قسم کی لچک موجود ہے جس کی وجہ سے وہ
اون تمام تمدنی و سیاسی تغیرات کے مطابق ہوسکتا ہے جو ہمارے اردگرد ہو رہے ہین۔ وہ

[51] "امنگ دی ٹرکس" مصنفہ کبرس ہملن، لندن ۱۸۷۸ع صفحہ ۸۲ تا ۱۰۳

[52] مصنف موصوف کی کتاب مذکورہ بالا صفحہ ۲۳۵۔

اسلام، جس سے میری مراد وہ ٹھیٹ اسلام ہے جو پیغمبر اسلام نے سکھایا، نہ وہ اسلام جس کی تعلیم اسلامی فقہ نے دی، وہ بجاے خود ایک ترقی اور عمدہ تغیر تھا۔ اوس مین سرعت کے نشو ونما پانے، ترقی کرنے، عقل کے مطابق کے اور نئے حالات کے موافق بن جانے کے زندہ اصول موجود ہین۔

مسٹر میکال کا یہ کہنا کہ "اسلامی قانون مین کسی قسم کا تغیر و تبدل ممکن نہین" اور نتیجتہً یہ ثابت کرنا کہ اس وجہ سے علماے اسلام یورپین اصلاحون کے رواج کی مخالفت پر مجبور ہین، تو یہ صرف اسلامی فقہ پر صادق آتا ہے جو کسی طرح مبرا عن الخطا نہین خیال کیا جاتا۔ اسلامی فقہ الہامی نہین ہے، بلکہ وہ چند عام و خاص رسوم اور چند مذہبی اور مخصوص قوانین کا مجموعہ ہے اور صرف قرآن ہی ایک ایسا قانون ہے جو مبرا عن الخطا ہے۔

۱۰۔ مسٹر میکال لکھتے ہین کہ:-

پیغمبر اسلام نے کسی قانون کی بنا نہین ڈالی

"چونکہ لازمی طور پر ہر ایک اسلامی سلطنت کے اصول سیاست قرآن پر مبنی ہین، اور ہر ایک مسلمان "قرآن کو خاص منشاء الٰہی سمجھتا ہے، لہٰذا اصلاح صرف فضول ہی نہین بلکہ ایک قسم کی گستاخی بھی ہے"[۵۱]

فقہ اسلام جس کو شریعت کہتے ہین، قرآن پر مبنی نہین، فقہ کے صرف چند ہی ملکی و مذہبی مسائل کی بنیاد قرآن پر رکھی گئی ہے، اون کے علاوہ باقی تمام مسائلِ ملکی و مذہبی عرب کی عام و خاص رسوم پر مبنی ہین۔ بعض رسوم کی ترمیم و اصلاح کر دی گئی، لیکن بعض جیسی اوس وقت پائی گئین ویسی ہی چھوڑ دی گئین، جو عرب کے قانون کا ایک جزو لاینفک قرار پاگئین۔ اگر پیغمبر اسلام احکام آلٰہی کے علاوہ کسی اور ملکی و مذہبی قانون کا بنانا ضروری سمجھتے تو وہ ضرور بناتے، لیکن درحقیقت اونھون نے ایسا نہین کیا۔ یوبی سنی نے سچ کہا ہے کہ "اسلام کی روحانی قوت پیغمبر اسلام سے شروع ہوئی اور اون ہی پر ختم ہو گئی" مجھے مسٹر میکال کے ان الفاظ سے اتفاق ہے کہ "قرآن مین روحانی جانشینی کا کوئی اشارہ نہین ہے۔ اور

[۵۱] "کنٹمپرےری ریویو" اگست ۱۸۸۱ء، صفحہ ۲۶۸۔

جب خود پیغمبر اسلام سے جانشین مقرر کرنے کی نسبت سوال کیا گیا تو آپ نے اس قسم کے خیال کو روک دیا۔" یہ امر اور نیز یہ واقعیت کہ آپ نے کوئی سول یا مذہبی قانون مسلمانون کی رہبری کے لئے نہین بنایا، اور نہ اون کو کسی قانون بنانے کا حکم دیا - اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آپ نے قانون اور ضابطے کا بنانا عام طور پر خود مسلمانون کی راے پر چھوڑ دیا ہے کہ وہ اس قسم کے آئین و قوانین وضع کرین جو اون کے زمانے کے مناسب اور اون ملکی و تمدنی تغیرات کے مطابق ہون جن مین وہ گھرے ہوئے ہون -

فقہ کی تعریف

۱۱- اسلامی فقہ ایک غیر تحریری قانون ہے، جس کو نہ خود پیغمبر اسلام نے لکھا، اور نہ آپ نے لکھایا، اور نہ آپ کے وقت مین اور نہ پہلی صدی ہجری مین مدون کیا گیا - اس مین وہ اصول، وہ رسم و رواج، اور وہ قواعد درج ہین جن کا نفاذ آئین سلطنت اور جان و مال کی حفاظت پر ہو سکتا ہے، جو اپنی سند کے محتاج نہین، اور جو قرآن کی نصوص صریح و محکم پر مبنی نہین - اس مین خصوصاً عرب کے دستور و آئین اور پیغمبر و صحابہ کے اقوال و روایات درج ہین، جن مین سے اکثر غیر صحیح ہین - اس کے علاوہ، رحم، عقل، سمجھ، اور اخلاقی شائستگی کے اصول بھی پائے جاتے ہین - خلائق عامہ کی بہبودی اور آرام کے لئے اجماع اور قیاس بھی موجود ہے - اس مین اکثر عہد عباسیہ کے مشہور فقہا اور مفتیین کی رائین بھی شامل ہین، یہ اوس وقت مدون کیا گیا جب کہ اسلامی جمہوری الاصل سلطنت، یعنی ناقابل تقسیم خلافت کا خاتمہ ہو چکا تھا، اور جب کہ ایشیا و افریقہ مین خلافت بنو امیہ کو زوال ہو چکا تھا، لیکن خلفاء بنی عباس کے عہد مین اس پر کبھی پورے طور پر عمل درآمد نہین ہوا - مسلمانون کا فقہ اپنے اصول اور خصوصیات مین یہودیون کے زبانی قانون یعنی "مشنا" اور رومیون کے سول اور کامن لا سے ملتا جلتا ہے -

قرآن کی مفروضہ غیر مساوات متعلقہ بہ اقوام غیر

۱۲- مسٹر میکال اسی ریویو مین لکھتے ہین کہ :-

"سلطان کی حکومت سے بلا واسطہ ایسی اصلاحون کا ہونا، جن سے عیسائی رعایا کی حالت مین معتدبہ
"ترقی اور تبدیلی ہو" فضول اور بیہودہ گوئی ہے - اس قسم کی اصلاحین بالکل غیر ممکن ہین، کیونکہ سلطان کی

" کی سلطنت ایک حصہ ہے اوس عالمگیر سلطنت کا جس کا خدائی حکم یہ ہے کہ یا تو اسلام قبول کرو، یا
" غلامی، یا موت، - غلامی یہودیوں اور عیسائیون کے لئے اور موت اون تمام غیر مسلم اور اون عیسائیون
" کے لئے جو اپنے ارادے کی حمایت مین ہتیار اوٹھائین " ۵۱

یہ امر پہلے تفصیل کے ساتھہ بیان اور ثابت کیا جاچکا ہے کہ اسلامی سلطنتون کا طرز حکومت آلہی الاصل نہین - قرآن مین کسی جگہہ یہ حکم نہین دیا گیا کہ بنی نوع انسان کے سامنے یہ دو شرطین پیش کرو کہ یا تو اسلام قبول کرو، یا غلامی - اگر کوئی ایسا حکم ہوتا تو اوس کے یہ معنی ہوتے کہ دوسرے مذاہب اور اقوام کی آزادی اور حقوق چہین لو۔ بلکہ برخلاف اس کے قرآن کی اکثر مکی اور مدنی سورتون مین بار بار عام طور پر سب کے حقوق اور آزادی قایم رکہنے کی تاکید کی گئی ہے، اور کسی صحیح اور مستند حدیث سے بہی یہ ثابت نہین ہوتا کہ تمام دنیا یا تو اسلام قبول کرے ورنہ غلامی یا موت کے حوالے کردی جائے۔

آیات قرآنی دربارہ مساوات حقوق اقوام غیر

۱۲۳ - قرآن کی مندرجہ ذیل آیات سے مسئلہ مساوات حقوق پر روشنی پڑتی ہے :-

(۱) قل یا ایہا الکفرون (۲) لا اعبد ما تعبدون (۳) ولا انتم عٰبدون ما اعبد (۴) ولا انا عابد ما عبدتم (۵) ولا انتم عٰبدون ما اعبد (۶) لکم دینکم ولی دین -

(الکافرون ۱۰۹ - آیت ۱ تا ۶)

(۱) (اے پیغمبران سے) کہو کہ اے کافرو!
(۲) مین اون (معبودون) کی پرستش نہین کرتا جن کی تم پرستش کرتے ہو۔
(۳) اور جس کی مین پرستش کرتا ہون اوس کی پرستش تم نہین کرتے (۴) نہ مین تمہارے معبودون کی پرستش کرون گا جن کی تم پرستش کرتے ہو - (۵) اور نہ تم اوس کی پرستش کروگے جس کی مین پرستش کرتا ہون
(۶) تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین۔

۵۱ رسالہ "کن ٹمپررے ری ریویو" صفحہ ۲۷۰۔

(۲۱) فذکر انما انت مذکر (۲۲) لست علیهم بمصیطر (۲۳) الا من تولی وکفر (۲۴) فیعذبه الله العذاب الاکبر۔

(الغاشیہ ۸۸۔ آیت ۲۱ تا ۲۴)

(۲۱) اے پیغمبر تم لوگوں کو سمجھاؤ، اور تم صرف سمجھا دینے والے ہو (۲۲) تم ان پر داروغہ (کی طرح) تو مسلط ہو نہیں (۲۳) ہاں جو روگردانی اور انکار کرے (۲۴) تو خدا اوس کو بڑا عذاب دے گا۔

(۴۵) نحن اعلم بما یقولون وما انت علیهم بجبار (۴۶) فذکر بالقرآن من یخاف وعید۔

(ق ۵۰۔ آیت ۴۵، ۴۶)

(۴۵) یہ (مشرک) جو کچھ کہتے ہیں ہم جانتے ہیں، تم ان پر (حاکم) جابر نہیں ہو (۴۶) جو شخص ہمارے عذاب سے ڈرتا ہے اوس کو قرآن سنا کر سمجھاتے رہو۔

(۲۰) قل انما ادعو ربی ولا اشرک به احدا (۲۱) قل انی لا املک لکم ضرا ولا رشدا (۲۲) قل انی لن یجیرنی من الله احد (۲۳) ولن اجد من دونه ملتحدا (۲۴) الا بلغا من الله ورسلته، ومن یعص الله ورسوله فان له نار جہنم خالدین فیها ابدا۔

(الجن ۷۲۔ آیت ۲۰ تا ۲۴)

۲۰۔ اے پیغمبر ان لوگوں سے کہو کہ میں تو صرف اپنے پروردگار کی عبادت کرتا ہوں، اور کسی کو اوس کا شریک نہیں کرتا (۲۱) (ان سے) کہو کہ تمہارا نقصان یا فائدہ میرے اختیار میں نہیں (۲۲) (ان سے) کہو کہ خدا (کے غضب) سے کوئی بھی پناہ نہیں دے سکتا (۲۳) ورنہ اوس کے سوا کہیں مجھکو ٹھکانا ملسکتا ہے (۲۴) میرا بچاؤ تو اس میں ہے کہ خدا کے حکم اور اوس کے پیغام پہنچادوں، جو شخص خدا اور اوس کے رسول کی نافرمانی کرے گا تو بیشک اوس کے لئے دوزخ کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے

(۳۵) وقال الذین اشرکوا لو شاء الله ما عبدنا من دونه من شیء، نحن ولا اباؤنا، ولا حرمنا من دونه من شیء، کذلک فعل الذین من قبلهم، فهل

(۳۵) مشرکین کہتے ہیں کہ اگر خدا چاہتا تو نہ ہم اوس کے سوا کسی اور چیز کی پرستش کرتے اور نہ ہمارے بڑے ہی، اور نہ ہم اوس کے (حکم کے)

علی الرسل الا البلٰغ المبین ؟ -

(۸۴) فان تولوا فانما علیک البلٰغ المبین -

(النحل ۱۶ - آیت ۳۵، ۸۴)

(۱۷) وما علی الرسول الا البلٰغ المبین -

(العنکبوت ۲۹ - آیت ۱۷)

(۴۰) وان ما نرینک بعض الذی نعدھم، او نتوفینک
فانما علیک البلٰغ، وعلینا الحساب -

(الرعد ۱۳ - آیت ۴۰)

(۴۷) فان اعرضوا فما ارسلنک علیھم حفیظا،
ان علیک الا البلٰغ -

(الشوری ۴۲ - آیت ۴۷)

(۲۵۷) لا اکراہ فی الدین، قد تبین الرشد
من الغی - (البقرہ ۲، مدنی - آیت ۲۵۷)

(۱۲) اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول، فان تولیتم فانما
علی رسولنا البلٰغ المبین (التغابن ۶۴، مدنی - آیت ۱۲)

بدون کسی چیز کو حرام ٹھیراتے، ایسا ہی ان سے
پہلون نے بھی (حیلہ حوالہ) کیا، تو (بھر) پیغمبرون پر
سوا اس کے اور کیا ذمہ داری ہے کہ (احکام
خدا کو) صاف طور پر پہنچا دین -

(۸۴) اگر یہ لوگ (سمجھانے پر بھی) موہنہ موڑلین - تو
(اے پیغمبر) تمہارے ذمے صرف کھلے طور پر پہنچا
دینا ہے -

(۱۷) رسول کے ذمے تو (خدا کا حکم) صاف طور پر
پہنچا دینا ہے اور بس -

(۴۰) (اے پیغمبر عتاب کے) جو جو وعدے ہم
ان سے کرتے ہین،
چاہے بعض وعدے ہم تم کو دکھا دین، اور چاہے
ہم تم کو دنیا سے اوٹھا لین، بہرحال پہنچا دینا تمہارا
کام ہے، اور حساب لینا ہمارا کام -

(۴۷) اگر (سمجھانے پر بھی) یہ لوگ روگردانی کرین تو
ہم نے تم کو ان پر کچھہ داروغہ بنا کر تو بھیجا نہین،
تمہارے ذمے تو صرف (حکم الٰہی) کا پہنچا دینا ہے -

(۲۵۷) دین مین زبردستی (کا کچھہ کام) نہین، گمراہی
سے ہدایت الگ ظاہر ہو چکی ہے -

(۱۲) خدا کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو،
اگر تم روگردانی کرو تو ہمارے رسول کے ذمہ صاف طور پر

(ہمارے احکام کا) پہنچا دینا ہے اور بس۔

(۱۹) قل للذین اوتوا الکتاب والامیین ءاسلمتم، فان اسلموا فقد اھتدوا، وان تولوا فانما علیک البلغ

(آل عمران ۳، مدنی - آیت ۱۹)

(۱۹) اہل کتاب اور جاہلوں سے کہو کہ تم بھی اسلام لاتے ہو (یا نہیں؟)، پس اگر اسلام لے آئیں تو بیشک راہ راست پر آ گئے، اور اگر منہ موڑ لیں تو تم پر صرف (حکم الٰہی کا) پہنچا دینا ہے۔

(۵۴) قل اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول، فان تولوا فانما علیہ ما حمل وعلیکم ما حملتم، وان تطیعوہ تھتدوا، وما علی الرسول الا البلغ المبین۔

(النور ۲۴، مدنی - آیت ۵۴)

(۵۴) (ان سے) کہہ کہ خدا اور رسول کا حکم مانو، لیکن اگر تم روگردانی کروگے تو جو ذمے داری رسول پر ہے اوس کے جواب دہ وہ ہیں، اور جو ذمّے داری تم پر ہے اوس کے جواب دہ تم ہو، اور اگر رسول کی اطاعت کروگے تو ہدایت پاؤگے، اور رسول کے ذمّے تو صرف (حکم خدا کا) پہنچا دینا ہے۔

(۶) - ان احد من المشرکین استجارک فاجرہ، حتی یسمع کلام اللہ، ثم ابلغہ مامنہ، ذلک بانھم قوم لایعلمون۔

(التوبہ ۹، مدنی - آیت ۶)

(۶) اگر کوئی مشرک تم سے پناہ کا خواستگار ہو تو اوس کو پناہ دو، یہاں تک کہ وہ (اطمینان سے) کلام خدا کو سن لے، پھر اوس کو اوس کے امن کی جگہ واپس پہنچا دو، یہ (سلوک) اس لئے (کرنا ضرور) ہے کہ وہ ناواقف ہیں۔

(۹۲) - انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوۃ، فھل انتم منتھون، واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واحذروا، فان تولیتم فاعلموا انما علی رسولنا البلغ المبین۔

(۹۲) شیطان تو بس یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کی وجہ سے تمہارے آپس میں عداوت اور بغض ڈلوا دے، اور یاد خدا اور نماز سے تم کو باز رکھے، تو اب بھی تم باز آؤگے (یا نہیں؟)، خدا اور رسول کا حکم مانو اور (نافرمانی سے) بچتے رہو،

اس پر بھی اگر تم (حکم خدا سے) روگردانی کر بیٹھو گے تو جان لو کہ ہمارے رسول کے ذمے صرف (ہمارے حکمون کا) پہنچا دینا ہے۔

(۹۹) ما علی الرسول الا البلغ، واللہ یعلم ما تبدون وما تکتمون۔

(المائدہ ۵، مدنی۔ آیت ۹۲، ۹۹)

(۹۹) پیغمبر صرف (ہمارے حکم پہنچا دینے کا ذمے دار ہے، اللہ تمہاری کھلی چھپی (سب باتون) کو جانتا ہے۔

(۲۹) قل الحق من ربکم، فمن شاء فلیؤمن، ومن شاء فلیکفر

(الکہف ۱۸۔ آیت ۲۹)

(۲۹) (ان سے) کہو کہ حق (بات) خدا کی طرف سے ہے، جس کا جی چاہے مانے، اور جس کا جی چاہے نہ مانے۔

(۱۶) قل اللہ اعبد مخلصاً لہ دینی

(۱۶) (ان سے) کہو کہ مین تو خدا ہی کی فرمان برداری مد نظر رکھ کر اوس کی عبادت کرتا ہون۔

(۱۷) فاعبدوا ما شئتم من دونہ۔

(الزمر ۳۹۔ آیت ۱۶، ۱۷)

(۱۷) تم اوس کے سوا جس کو چاہو پوجو۔

(۱۰۴) قد جاءکم بصائر من ربکم، فمن ابصر فلنفسہ، ومن عمی فعلیہا وما انا علیکم بحفیظ۔

(۱۰۴) (لوگو!) تمہارے خدا کی طرف سے دل کی آنکھین تو تمہارے پاس آ ہی چکی ہین، پھر (اب) جو دیکھتا ہے تو (اوس کا نفع) اوسی کی ذات کے لئے ہے، اور جو اندھا ہو جاتا ہے تو (اوس کا وبال) اوسی کی جان پر ہے، (ان سے کہو) کہ مین تم لوگون کا کچھ محافظ تو ہون نہیں۔

(۱۰۷) ولو شاء اللہ ما اشرکوا، وما جعلناک علیہم حفیظا، وما انت علیہم بوکیل۔

۱۰۷۔ اگر خدا چاہتا تو یہ شرک نہ کرتے، ہم نے تم کو ان پر کوئی محافظ (مقرر) نہین کیا، اور نہ تم

(الانعام ۶- آیت ۱۰۴، ۱۰۷)

(۱۹) ولو شاء ربک لآمن من فی الارض کلھم جمیعا، افانت تکرہ الناس حتی یکونوا مومنین (یونس ۱۰- آیت ۱۹)

اون پر تعینات ہو (کہ ان کو بھٹکنے نہ دو-

(۱۹) اگر تمھارا پروردگار چاہتا تو دنیا کے تمام آدمی سب کے سب ایمان لے آتے، تو کیا تم لوگون کو مجبور کر سکتے ہو کہ وہ (سب کے سب) ایمان لے آئین-

آیات مذکورہ بالا، اور خصوصًا اون آیات سے جو مدنی سورتون مین ہین، صاف صاف ظاہر ہے کہ قرآن نے ہمیشہ (خواہ مکہ ہو یا مدینہ) دیگر ادیان اور مخالف مذاہب کے ماننے والون کو کامل مذہبی آزادی دی ہے- اور وہ لوگ سخت غلطی کرتے ہین جن کا یہ خیال ہے کہ قرآن جبر و اکراہ کی تلقین کرتا ہے-

نقہ کی مصالحت

۱۴- قطع نظر قرآن کے، اسلامی فقہ بھی اس خدائی فرمان کا مدعی نہین کہ تمام بنی نوع انسان یا تو اسلام قبول کرین، ورنہ غلامی یا موت کے حوالے کر دئے جائین- یہ فرمان غارت گری سخت سے سخت متعصب فقہا کی تصانیف مین بھی نہین پایا جاتا- ان فقہا کی کتابون مین البتہ اس بات کی اجازت دی گئی ہے کہ غیر مسلم رعایا پر، جو بزور شمشیر فتح کی گئی ہو، ٹیکس اور لگان وغیرہ لگائے جائین، لیکن اون کے مذہبی اور ملکی حقوق مین اون کو اوسی قدر آزادی دی جائے جس قدر خود اون کو اپنی سلطنت مین حاصل ہو، یا جس قدر مسلمانون کو اپنی حکومت مین حاصل ہو-

"ہدایہ" مین لکھا ہے کہ:-

"اگر وہ لوگ جن سے جزیہ لینا چاہئے، جزیہ ادا کرنا منظور کرین، تو اون کی حفاظت اوسی طور پر کرنا چاہئے
" جیسے مسلمانون کی، اور اون کے لئے وہی قواعد ہون گے جو مسلمانون کے لئے ہین، کیونکہ
" حضرت علی نے کہا ہے کہ جو کفار (غیر مسلم) جزیہ اس لئے ادا کرتے ہین کہ اون کے خون کو مسلمانون کے
" خون کی اور اون کے مال کو مسلمانون کے مال کی حیثیت حاصل ہو جائے"[۵۱]

[۵۱] "ہدایہ"، صفحہ ۴۱۲، مطبوعہ کلکتہ- یا ترجمہ چارلس ہملٹن، جلد ۲، صفحہ ۲۱۴-

قرآن کا مقصد

۱۵- قرآن کی بعض مدنی سورتون مین چند آیات ایسی ہین جن مین اون مسلمانون کو حکم دیا گیا ہے، جن پر طرح طرح کے ظلم وستم کئے گئے تھے، جو اپنے عزیز وطن سے نکال دئے گئے تھے، اور جن کے مال واسباب اور گہر کے مین غیر محفوظ تھے، اور جب وہ مدینے گئے تو جنگ جو قریش اور آس پاس کے دوسرے قبائل (بنو قریظہ اور غطفان) نے اون کو محصور کر کے اون پر حملے کئے تھے، کہ وہ اپنی حفاظت کے لئے ہتیار اوٹھائین، اور قوت کو قوت سے دفع کرین، لیکن اس امر کی سخت ممانعت کی گئی تھی کہ حملہ کرنے مین وہ خود کبھی پیش قدمی نہ کرین - اور صرف اون ہی لوگون سے مقابلہ کرین جو خود اون سے لڑنے کو آئین اور زیادتیان کرین، اور جنہون نے ایک بڑے جتھے کے ساتھ اون پر حملہ کرنے کی سازش کر رکہی تھی[۱]، اور اون معاہدون کو توڑ دیا تہا جو اون مین اور مسلمانون مین قرار پائے تھے، اور ساتھ ہی اون پر طرح طرح کے ظلم وستم کئے تھے -

پیغمبر اسلام کی تمام لڑائیان خالص خود حفاظتی، اور لوامیس فطرت اور قوانین اقوام کے بالکل مطابق تہین - علاوہ ازین آپ کی تمام خود حفاظتی لڑائیان اور قرآن کے تمام احکام جنگ صرف عارضی حادثات کی وجہ سے تھے، اون کو عالمگیر، ناقابل شکست، اور ناممکن التبدیل سیاسی یا فوجی قانون نہ خیال کرنا چاہیئے - اس قسم کا قیاس فطرت ومنشاے قرآن کے بالکل مخالف ہوگا - قرآن اپنے پیرؤن کو یہ تعلیم دینے کا دعوی دار نہین کہ جنگ کا انتظام کیون کر کرنا چاہیئے - فتوحات کس طرح حاصل کرنا چاہئین، اور تمام دنیا کو کیسے مطیع بنانا چاہیئے، بلکہ برخلاف اس کے اوس کا اصلی مقصد یہ ہے کہ بنی نوع انسان کو

یتلوا علیہم ایاتہ، ویزکیہم ویعلمہم الکتاب والحکمۃ -	"خدا کی نشانیان دکہائے، اون کو پاک وصاف کرے، اور کتاب وحکمت سکہائے"

{ آل عمران ۳ - آیت ۱۵۸
الجمعہ ۶۲ - آیت ۲ - }

[۱] جنگ حدیبیہ، حنین اور تبوک -

قرآن سے جنگ وجدل کا جواز مستنبط نہیں ہو سکتا۔

۱۶۔ "ہدایہ" کے مصنف نے، جو اعلی درجے کا فقیہ نہیں ہے بلکہ بوجہ مقلد ہونے کے ایک کم درجے کا فقیہ ہے، مگر متعصب بے انتہا ہے، اپنی حتی الوسع قرآن سے جنگ وجدل کے جواز کا استدلال کیا ہے، لیکن اوس کو اس مین کامیابی حاصل نہین ہوئی۔ وہ لکھتا ہے کہ:-

"خدا کے کلام سے یہ حکم ثابت ہوتا ہے، کیونکہ قرآن مین آیا ہے کہ تمام کفار کو قتل کرو جیسا کہ وہ تم سب کو قتل کرتے ہین"۔ اور نیز حدیث مین آیا ہے کہ جنگ قیامت کے دن تک ٹھن گئی ہے"۔ [۵۱]

یہان اس فقیہہ کی موشگافی سرسبز نہ ہوئی، اور اپنے اجتہاد کی تائید مین اوس کا یہ استدلال

قرآنی کامیاب نہ ہوا۔ "ہدایہ" کے مصنف نے قرآن کی جس آیت کی طرف اشارہ کیا ہے اوس کے پورے لفظ یہ ہین:-

(۳۶) ان عدۃ الشہور عند اللہ اثنا عشر شہرا فی کتاب اللہ یوم خلق السموات والارض، منہا اربعۃ حرم، ذلک الدین القیم، فلا تظلموا فیہن انفسکم، وقاتلوا المشرکین کافۃ کما یقاتلونکم کافۃ -

(التوبہ ۹ - آیت ۳۶)

(۳۶) "جس دن سے خدا نے آسمان و زمین پیدا کئے ہین (تب ہی سے) خدا کے ہان مہینون کی گنتی کتاب اللہ (لوح محفوظ) مین بارہ مہینے ہے جن مین سے چار (مہینے) ادب (و امن عام) کے ہین، دین (کا سیدھا اصول) تو یہ ہے، تو مسلمانو! ان مہینون مین (کشت و خون کرکے) اپنی جانون پر ظلم نہ کرو، اور تم سب مسلمان مشرکون سے لڑو جیسے وہ سب تم سے لڑتے ہین"۔

اس آیت کے الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ یہ حکم اون لڑائیون کے بارے مین ہے جو اپنی حفاظت کے لئے کی جائین، آیت کے شان نزول سے بھی اسی مفہوم کی تائید ہوتی ہے۔ ان الفاظ سے کہ "تم اون سے لڑو جو تم سے لڑتے ہین" یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حکم مدافعت اور روک کے لئے دیا گیا تھا۔ کئی دفعہ ہزارہا اہل مکہ نے اپنے صحرائی خلیفون

[۵۱] "ہدایہ"، صفحہ ۱۱۴، مطبوعہ کلکتہ۔

کی فوجی امداد کے ساتھ بدر، اُحد اور احزاب مین قدیم مسلمانون پر حملے کیے - چون کہ اونھون نے بھی "کافۃ" مسلمانون پر حملے کیے تھے، اس لیے اون کو بھی حکم دیا گیا کہ وہ بھی، اپنی حفاظت کے لیے، اپنے مخالفین کی طرح "کافۃ" اون پر حملے کرین - اِس آیت سے نہ تو فتوحات کے لیے جنگ کرنے کا جواز نکلتا ہے، اور نہ ایسی لڑائیون کا جو اپنی حفاظت کے لیے کی جائین، اور نہ اس سے آیندہ زمانے مین جنگ وجدل کرنے کا کوئی حکم پایا جاتا ہے، کیون کہ اس کا موقع صرف چند روز کے لیے ایک خاص ضرورت سے تھا - اور جو حدیث "ہدایہ" کے مصنف نے نقل کی ہے وہ غیر معتبر ہے - وہ ابو ہریرہ کا قول ہے، اور اس لیے بالکل سند نہین ہو سکتا بعض نے اس حدیث کو بہ روایت ابو ہریرہ پیغمبرِ اسلام تک پہنچایا ہے - لیکن مکحول نے، جس نے یہ قول ابو ہریرہ کی روایت سے بیان کیا ہے، کوئی حدیث اون سے نہین سنی، لہذا اس حدیث کی صحت مشتبہ ہے - ہدایہ کا مصنف غلط اور موضوع حدیثون کے نقل کرنے اور حوالہ دینے مین اکثر اس قسم کی غلطیان کر جاتا ہے -

پیغمبر اسلام کا مساوی سلوک مسلم اور غیر مسلم پر

۱۷- عیسائی رعایا کے حقوق پر نظر کر کے مسٹر میکال نے ایک نہایت غیر منصفانہ جملہ لکھا ہے - وہ یہ ہے کہ "اسلام کے مقدس قانون کی رو سے غیر مسلم رعایا کے لیے حقوق کی مساوات بالکل ممنوع ہے" ۵۱

اس کے متعلق مین یہ کہنا چاہتا ہون کہ شاید کسی مصنف نے قرآن کی شان مین ایسا تحقیر آمیز خیال ظاہر نہ کیا ہوگا، جیسا کہ مسٹر میکال نے مسلمانون کی مفروضہ عدم قابلیت اصلاح سے متاثر ہو کر نہایت مایوسی سے اپنا خیال ظاہر کیا ہے - اسلامی حکومت کی غیر مسلم رعایا کی حالت کسی طرح حکمران قوم سے کم نہین ہے - غیر مسلم رعایا کی بعض قانونی محرومیان جو اسلامی فقہ مین پائی جاتی ہین، اور جن کا پتہ مسٹر میکال نے اپنے ایک مضمون مندرجہ "نائن ٹینتھ سنچری" (دسمبر ۱۸۸۷ء، صفحہ ۸۳۴) مین ایک فقہی کتاب "ملتقی" کے حوالے سے دیا ہے کہ جسکو شیخ ابراہیم حلبی نے سولھوین صدی کے اوائل مین تصنیف کیا تھا،

۵۱ رسالہ "کنٹمپررری ریویو" اگست ۱۸۸۱ء صفحہ ۲۶۹

وہ بالکل خیالی اور قیاسی ہین، نہ اون پر کبہی عمل درآمد ہوا، اور نہ کبہی اون کا یہ منشا تہا۔ وہ فقہ کی کتابون مین اپنی جگہہ پر درج رہین، جیساکہ بعض برے قانون قانونی کتابون مین لکہے رہتے ہین، اگرچہ ایک مدت سے اون پر عمل درآمد موقوف ہوجاتا ہے۔ یہ کہنا کوئی تاویل نہین ہے کہ ان قوانین پر یورپ، ایشیا اور افریقہ کے کسی ملک مین کبہی عمل نہین ہوا، حتیٰ کہ اوس زمانے مین بہی نہین جب کہ اسلام کا ستارۂ اقبال عین عروج پر تہا۔ ہر ایک شخص جانتا ہے کہ اسلامی فقہ کے قابل جرح اور ناممکن مسائل، بجائے خود، قابل تضحیک اور غیر معقول ہین، نہ قرآن وسنت سے اون کی سند ملتی ہے، اور نہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ پیغمبر اسلام کے عمل سے اون کا رواج ہوا، کیونکہ آپ کی پالیسی قابل مثال تہی۔ آپ کی تمام سیرت اون اصول سے بالکل مختلف تہی جو عام طور پر آپ سے منسوب کئے جاتے ہین، آپ مساوات حقوق کی تلقین کرتے تہے، اور صلح پسند و مہربان تہے، یہودیون، عیسائیون اور مسلمانون کے ساتہہ بلا طرفداری کے یکسان برتاؤ کرتے تہے۔

پیغمبر اسلام نے اپنے قیام مدینہ کے زمانے مین کئی سندین عیسائیون اور یہودیون کو عطا کین، جن سے کامل طور پر مذہبی آزادی اور مساوات حقوق ظاہر ہوتی ہے۔

(الف) یہودیون کے ساتہہ عہد نامہ۔

جو سند مدینے کے یہودیون کو عطا کی گئی اوس مین مفصلۂ ذیل شرائط درج تہین۔

"یہودیون کی مدد اور اعانت کی جائے گی، اون کو کوئی نقصان نہ پہنچایا جائے گا، نہ اون کے خلاف "کسی دشمن کو مدد دی جائے گی۔ یہودی اپنے مذہب پر قایم رہین گے اور مسلمان اپنے مذہب پر، اور "اگر کوئی اون پر حملہ کرے گا تو ایک دوسرے کی مدد کرین گے"۔ [1]

خیبر کے یہودی اپنے مقبوضات پر پورے تصرف کے مجاز تہے، اور اپنے مذہبی عقائد بلا کسی مزاحمت کے ادا کرتے تہے، یہان اوس عدم مساوات حقوق کا کہین نام ہی نہ تہا۔

[1] "لائف آف محمد" مصنفہ میور، نئی اڈیشن، صفحہ ۱۹۲ تا ۱۹۳۔

جس کا ذکر حلبی نے کیا ہے۔

(ب) عیسائیون کے ساتھ عہد نامہ۔

مندرجہ ذیل عہد نامہ، ۹ سنہ ہجری مین، مسلمانون اور نجران کے عیسائیون کے درمیان مرتب ہوا:۔

" پیغمبر نے بشپون، پادریون اور راہبون کو یہ تحریر دی کہ اون کے گرجاؤن، عبادات اور خانقاہون
" مین ہر ایک چھوٹی بڑی چیز جیسی تھی ویسی ہی برقرار رہے۔ خدا اور اوس کے رسول نے یہ عہد کیا کہ نہ
" کوئی بشپ اپنے عہدے سے، اور نہ کوئی راہب اپنی خانقاہ سے، اور نہ کوئی پادری اپنے منصب سے
" خارج کیا جائے، اور نہ اون کے اختیارات، حقوق اور معمول مین کسی قسم کا تغیر ہونے پائے، اور
" جب تک وہ امن و صلح اور سچائی کے ساتھ رہین، نہ اون پر جبر و تعدی کی جائے، اور نہ وہ کسی پر جبر
" یا زیادتی کرین" [۵۱]

"سنہ ہجری کے چوتھے سال (۶۲۶ء) پیغمبر اسلام نے خانقاہِ سنٹ کیتھرائن متصل کوہِ
" سینا کے راہبون اور تمام عیسائیون کو پوری آزادی اور وسیع حقوق عطا کئے، اور ساتھ ہی اس کے
" اس امر کا بھی اظہار کر دیا کہ اگر کوئی مسلمان ان احکام کی خلاف ورزی کرے گا تو وہ خدا کے عہد کو توڑنے
" والا، اوس کے احکام کے خلاف کرنے والا، اور اپنے دین کا ذلیل کرنے والا خیال کیا جائے گا۔
" اس حکم کی رو سے خود پیغمبر اون کے ذمّے دار ہوئے، اور نیز اپنے پیروؤن کو تاکید کی کہ وہ عیسائیون کے
" گرجاؤن، راہبون کے مکانون، اور نیز زیارت گاہون کو اون کے دشمنون سے بچائین، اور تمام مضر اور
" تکلیف رسان چیزون سے پورے طور پر اون کی حفاظت کرین، نہ اون پر بیجا ٹکس لگایا جائے، نہ
" کوئی اپنے حدود سے خارج کیا جائے، نہ کوئی عیسائی اپنا مذہب چھوڑنے پر مجبور کیا جائے، نہ کوئی
" راہب اپنی خانقاہ سے نکالا جائے، اور نہ کوئی زائر زیارت سے روکا جائے، اور نہ مسلمانون کے
" مکان اور مساجد بنانے کی غرض سے عیسائیون کے گرجا مسمار کئے جائین۔ (برخلاف اس کے)

---

[۵۱] "لائف اوف محمد" مصنفہ میور، نئی اڈیشن، صفحہ ۱۵۸۔

" عیسائیون سے اس امر کی توقع نہین رکھی جاتی تھی کہ وہ مسلمانون کے ساتھ مل کر اون کے دشمنون سے
" مقابلہ کرین، اس لئے کہ خراج گزارون کو جنگ وجدل سے کچھ تعلق نہین۔ مسلمانون کی عیسائی بیبیان
" اپنے مذہب پر قایم رہتین، اور اس بنا پر اون کو کسی قسم کی تکلیف وایذا نہین دی جاتی تھی پیغمبر اسلام
" نے اس مشہور معاہدے مین یہ بھی لکھا کہ اگر عیسائیون کو گرجاؤن یا صومعون کی تعمیر مین، یا اپنے
" کسی مذہبی امر مین مدد کی ضرورت ہو تو مسلمانون کو ہر طرح اون کی اعانت کرنا چاہیے، تم یہ خیال نہ کرو کہ اس سے
" اُن کے مذہب مین شرکت ہوتی ہے، بلکہ یہ صرف اون کی احتیاج کو رفع کرنا اور رسول خدا کے
" اُن احکام کی پیروی کرنا ہے، جو خدا کے حکم سے اون کے حق مین تحریر کئے گئے ہین۔ جنگ کے
" وقت، یا اوس زمانے مین جب کہ مسلمان اپنے دشمنون سے برسر پیکار ہون، کسی عیسائی سے
" اس لئے نفرت یا عداوت نہین رکھنا چاہیئے کہ وہ مسلمانون مین رہتا ہے، جو کوئی مسلمان کسی عیسائی
" سے ایسا سلوک کرے گا تو وہ نامہ صنف اور رسول کا نافرمان بردار اور سرکش خیال کیا جائے گا۔
" یہ شرائط تھین اوس سند کی جو پیغمبر اسلام نے عیسائیون کو عطا کی۔ یہ ایک نہایت وقیع اور عظیم الشان
" پروانۂ آزادی۔ اور دنیا کی تاریخ مین اعلیٰ درجہ کی مساوات حقوق کی ایک شریفانہ اور قابل وقعت یادگار
" ہے کے سند[1]

غرض کہ یہ مسائل عدم استحقاق تقویم پارینہ کی طرح صرف کتابون مین درج ہین، بعینہ اوسی
طرح جیسے بعض انگریزی قوانین فوجداری صرف کتابون کے طاق نسیان و تعطل مین پڑے
رہتے ہین۔ قانونی عمل درآمد مین کبھی اون کی ضرورت نہین پڑی، اور نہ کبھی کسی سلطان نے
اون کے نفاذ کی منظوری دی، بلکہ کئی دفعہ فضول سمجھ کر بالائے طاق رکھدئے گئے، اور لبا اوقات
باقاعدہ طور پر مذمت کے ساتھ منسوخ کردئے گئے۔ مثلاً از روئے "خط شریف گلھانہ"
(خط شریف گلخانہ) ۱۸۳۹ء، "خط ہمایون" ۱۸۵۶ء، اور از روئے قوانین مدحت پاشا بزمانہ
سلطان عبدالحمید خان۔

---

[1] جنگ روس وروم" ازکاس، مصنفہ اڈمنڈ اول ورجلد اول، صفحہ ۷۰ تا ۱۷۷۔

ایک زمانہ ہوا کہ ان "حتون" اور ضابطون کے ذریعے سے فقہ کا یہ بیکار سیاسی حصہ پہلے ہی منسوخ کر دیا گیا ہے، اور یہودیون اور عیسائیون سے اون کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کا پورا وعدہ کیا گیا ہے، اور تمام "عثمانی رعایا" (آٹومن[۵۱]) قانون کی نظرون مین برابر ٹھیرائی گئی ہے، اور بلا امتیاز مذہب و ملت، اور بلا تعصب مذہبی اون کو وہی حقوق اور رعایتین دی گئی ہین جو مسلمانون کو، اور اون پر وہی فرائض ملک عائد کئے گئے ہین جو مسلمانون پر۔

۱۸- ریورنڈ میکال اسی ریویو مین لکھتے ہین کہ:-

دنیا کی تقسیم "دار الحرب" اور "دار الاسلام" قرآن مین کہین نہین پائی جاتی

" قرآن نے دنیا کو 'دار الاسلام' اور 'دار الحرب' مین تقسیم کیا ہے، یعنی اسلام کا مسئلہ دشمن کی ملک سلامی ہو 'دار

" کا یہ فرض ہے کہ وہ 'دار الحرب' یعنی تمام غیر مسلم دنیا کو بزور شمشیر اسلام قبول کرنے پر مجبور کرے۔"[۵۲]

یہ بیان نہ صرف غلط بلکہ محض بے بنیاد ہے۔ قرآن نے دنیا کو ایسے دو حصون مین تقسیم نہین کیا، نہ اوس مین اس قسم کا کوئی اشارہ کنایہ پایا جاتا ہے، جیسا کہ ریورنڈ جنٹلمین نے لکھا ہے۔ انگریزی اور نیز یورپ کی اکثر دوسری زبانون مین قرآن کے بہت سے ترجمے موجود ہین، جس کسی کو اس مضمون سے دلچسپی ہو وہ جان سکتا ہے کہ قرآن مین کسی جگہ بھی مسٹر میکال کے اس بیان کا، اور غلط دعوے کا کہین نام و نشان بھی نہین، اونہون نے جو یہ نتیجہ نکالا ہے کہ پیشوائے مذہب اسلام (خلیفہ) کا یہ فرض ہے کہ وہ غیر مسلم دنیا کو بزور شمشیر اسلام قبول کرنے پر مجبور کرے، بالکل ایک زٹلی اور بلا دلیل بات ہے۔

"دار الحرب" اور "دار الاسلام" کے متعلق صاحب "ہدایہ" کی رائے

۱۹- اسلامی فقہ مین جو "دار الحرب" اور "دار الاسلام" مین فرق رکھا گیا ہے وہ فصل مقدمات کے لئے صرف "حدود ارضی" کا ایک مسئلہ ہے۔ صاحب "ہدایہ" لکھتا ہے کہ:-

---

[۵۱] لفظ "اٹومن" سرکاری طور پر ٹرکی رعایا کے معنون مین استعمال ہوتا ہے، اور از روے قانون سب کے ساتھ یکسان برتاؤ ہوتا ہے۔" دیکھو "انسائیکلوپیڈیا بریٹنیکا" جنوری ۱۸۸۱ء مضمون "ٹرکی کے موجودہ واقعات اور ریمارک وغیرہ" از رائٹ آنریبل لارڈ اسٹریٹ فورڈ کلف صفحہ ۹-

[۵۲] رسالہ "کنٹم پررری ریویو" صفحہ ۷۰۰-

"اگر کوئی مسلمان پناہ یا امن کا فرمان حاصل کرنے کے بعد کسی دار الحرب مین چلا جائے، اور وہان
"کسی پردیسی کے ہاتھ اپنا مال ادھار بیچے، یا کسی پردیسی کا مال ادھار خریدے، یا کسی پردیسی کا مال
"غصب کر لے، یا کوئی پردیسی اوس کا مال غصب کرے، اور بعد ازان یہ مسلمان اسلامی ملک مین
"چلا آئے، اور یہ حربی بھی مستامن بن جائے، تو ایسی صورتون مین قاضی ان دونون مین سے کسی ایک
"کے حق مین جو مخالف یا اوس کے نقصان کا ہو فتوی نہین دے سکتا۔ پہلی صورت مین اس لئے نہین دے سکتا
"کہ قاضی کا فتوی اوس کے اختیار اقتدار کی وجہ سے قابل تسلیم ہوتا ہے، اور اس وقت جب کہ یہ
"معاملہ قرض طے پایا تو اجنبیت ملک کی وجہ سے قاضی کو نہ قرض لینے والے پر اختیار حاصل ہوتا
"اور نہ قرض دینے والے پر۔ اور نہ فتوے کے تحت اس پردیسی مستامن ہی پر اوس کو کچھ اختیارات
"حاصل ہین، کیونکہ اوس نے پابندی سے اسلامی قوانین کی اطاعت کو اپنے گزشتہ افعال کے حق مین
"تسلیم نہین کیا، بلکہ صرف اپنے آئندہ افعال کو اون کے ماتحت کیا ہے، (یعنی اوس وقت سے
"جب کہ وہ مستامن بنا)۔ اور دوسری صورت مین اس لئے فتوی نہین دے سکتا کہ مال مغصوبہ اب غاصب
"کی ملکیت ہے، کیونکہ مال مغصوبہ پر غاصب کا قبضہ ویسا ہی ہے جیسا اوس مال پر جو کسی کی ملکیت
"نہ ہو۔ جیسا پہلے بیان ہو چکا ہے۔"[۵۱]

حنفی فقہ کی مستند کتاب "ہدایہ" کے اقتباس مذکورہ بالا سے ثابت ہوتا ہے کہ دو ملکون کا امتیاز صرف حدود ارضی (جیورس ڈکشن) کا ایک مسئلہ ہے۔ اگر کوئی معاملہ کسی مسلمان اور پردیسی مین، یا دو پردیسیون مین کسی غیر ملک مین طے پائے، تو اوس کا فیصلہ کسی اسلامی عدالت مین نہین کیا جا سکتا۔ یہی صورت اوس معاملے کی بھی ہوگی جب کہ ایک مسلمان کسی پردیسی کا مال غصب کرے، اور وہ اوس کے بعد مسلمان ہو جائے، تو اس مسلمان کے خلاف فتوی نہین دیا جائے گا، کیونکہ یہ معاملہ اسلامی حدود ارضی کے باہر وجود پذیر ہوا۔ اگر کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کو کسی غیر ملک یعنی "دار الحرب" مین قتل کر ڈالے، اور قاتل اسلامی ملک

---

[۵۱] ہدایہ، ترجمہ انگریزی جلد ۲، صفحہ ۱۵۳ - اصل عربی، جلد ۲، باب المستامن، صفحہ ۴۴۳، مطبوعہ کلکتہ۔

مین واپس چلا آئے تو قاتل سے قصاص نہین لیا جائے گا، کیون کہ غیر ملک (موقع واردات) اسلامی حدود ارضی سے باہر ہے۔

۲۰۔ڈاکٹر ہنٹر نے اپنی کتاب "آور انڈین مسلمانس" (ہمارے ہندوستانی مسلمان) مین "دارالحرب" اور "دارالاسلام" مین بہت کچھ فرق بتلایا ہے۔ چندسال ہوئے، ہندوستان مین اِسئلہ لو اہب سے کے متعلق، فرضی یا خیالی ہجوش کے ضمن مین، اس مسئلہ پر بڑے شدومد کے ساتھ بحث ہوئی تھی کہ آیا ہندوستان مثل پیشتر کے اب بھی "دارالاسلام" ہے یا "دارالحرب" ہوگیا ہے۔ شمالی ہند کے علماء اور نیز مکے کے مفتیون کے مستند فتوے طلب کئے گئے۔ کلکتہ کی "محمڈن لٹریری سوسائٹی" نے بڑے جوش کے ساتھ اس مسئلے مین حصہ لیا، اور اوس کے سکرٹری مولوی (نواب) عبداللطیف خان بہادر (مرحوم) نے، جو ایک اعلیٰ درجے کے انگریزی تعلیم یافتہ مسلمان ہین، اور جن مین عملی کام کرنے کا خاص ملکہ ہے، اپنے ہم وطنون، ہم مذہبون، اور برٹش گورنمنٹ کی بڑی خدمت کی، یعنی اونھون نے ایک پمفلٹ (رسالہ) لکھکر شایع کیا جس مین اس امر کو ثابت کیا کہ ہندوستان ایک اسلامی ملک ہے، جہان مذہبی جنگ جدال یا جہاد بالکل ناجائز ہے۔ لیکن دراصل یہ مسئلہ کہ کوئی ملک "دارالحرب" ہے یا "دارالاسلام" اوس قبیل کا مسئلہ ہے جیسے اسلامی فوجداری یا دیوانی عدالتون مین حدود ارضی کی بحث، اس کو مذہبی بغاوت یا مذہبی جنگ یا جہاد سے کچھ تعلق نہین۔ لیکن چون کہ برٹش انڈیا مین کوئی مسلمان بادشاہ نہین، اور نہ اسلامی عدالتین ہین، اس لئے ہندوستان کے مسلمانون یا عیسائیون کو اس مسئلے مین بحث کرنا بالکل فضول ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلامی فقہ مسلمانون کے لئے بنایا گیا تھا۔ اور اوس کی بنیاد اس خیال پر رکھی گئی تھی کہ مسلمان فاتح نہ کہ مفتوح اس لئے ہندوستان مسلمانانِ ہند کے حق مین نہ "دارالحرب" ہے، نہ "دارالاسلام"، اور نہ کسی مسلمان فرمان روا کا محکوم ملک۔ یہ صرف برٹش انڈیا ہے، جہان مسلمان انگریزی حکومت کی رعایا ہین، اور وہی اون کی حفاظت کرتی ہے، اس لئے ایک تیز فہم مجتہد برٹش انڈیا کو

"دارالامان" یا "دارالذمہ" کہہ سکتا ہے ۔ ۵۱

۱۲ یہی مقدس شخص پہر لکہتا ہے کہ :-

حقوق رعایا

" اس طرح اسلام ایک ایسی عالم گیر سلطنت کا مدعی ہے، جس کی بنیاد قرآن کے غیر متبدل بلکہ
" ناممکن التبدیل قانون اور سنت پر ہے، اور اس وسیع دنیا کے انتظام سلطنت مین رعایا کے حقوق،
" پیدائش، یا قوم، یا زبان، یا ملک پر منحصر نہین ہین، کیونکہ اسلام سوائے " دارالاسلام" کے کسی دوسرے
" ملک کو تسلیم نہین کرتا، بلکہ اون کے حاصل کرنے کے لئے مذہب کا قبول کرنا شرط ہے"۔ ۵۲

یہ بات نہین، بلکہ درحقیقت، تمام آزاد باشندون کے حقوق توطن، اور ملک کی حفاظت، جس کو اسلامی فقہ کی زبان مین "حریت"، اور "عصمت"، کہتے ہین، فطرت یعنی پیدائش پر منحصر ہے۔ رعیتی حقوق مذہب کے قبول کرنے پر موقوف نہین۔ جس طرح غیر مسلم لوگون کو اپنے اپنے ملک مین رعیتی حقوق حاصل ہین، اور وہ اون سے مستفید ہوتے ہین۔ اوسی طرح اون کو اسلامی ممالک مین بہی وہی حقوق حاصل ہین، بشرطیکہ وہ سلطنت کے مخالف نہ ہون، اور بادشاہ کے امان مین ہون۔

"ہدایہ" مین، جو اسلامی فقہ کی ایک جامع کتاب ہے، لکہا ہے کہ :-

"حفاظت جسم و جان از روے انسانیت لازم قرار پائی ہے"۔ ۵۳

پہر اسی کتاب مین لکہا ہے کہ :-

" یہ بات صحیح نہین ہے کہ کسی مالک کی جان کی حفاظت اس لئے کی جاتی ہے کہ اوس نے مذہب اختیار
" کرلیا ہے، کیونکہ یہ "متقومہ" (وہ حفاظت جس کے لئے معاوضہ ادا کیا گیا ہو) نہین ہے، بلکہ اوس کے
" مال پر دست اندازی کرنا سرے سے ناجائز ہے"۔ ۵۴

۵۱ اس مضمون پر سرسید مرحوم نے ہنٹر کی کتاب "آور انڈین مسلمانس" پر ریویو کرتے ہوئے نہایت خوبی کے ساتھ بحث کی ہے۔
۵۲ رسالہ "کنٹمپرری ریویو" اگست ۱۸۸۱ء، صفحہ ۲۰۰۔ ۵۳ کتاب السیر، باب الجزیہ، صفحہ ۴۳، مطبوعہ کلکتہ
عربی۔ صفحہ انگریزی ترجمہ، ۲۱۷۔ ۵۴ باب الغنائم، صفحہ ترجمہ انگریزی ۱۰۲۔

آگے چل کر اسی کتاب مین، "متامنون" یعنی اون لوگون کے بیان مین جو کسی غیر ملک مین وہان کے بادشاہ کی حفاظت مین رہتے ہون - لکھا ہے کہ :-

" عصمت موثمہ کو اسلام کی طرف منسوب کرنا ٹھیک نہین - حفاظت مورث معصیت کا تعلق اسلام
" سے نہین بلکہ انسان سے ہے، کیون کہ انسان اس غرض سے پیدا کیا گیا ہے کہ وہ تکلیفات شرعیہ کا
" بوجہ برداشت کر سکے، اور اون کی بجا آوری اوسوقت تک نہین ہوسکتی جب تک کہ انسان کا تکلیف دینا
" اور قتل کرنا ناجائز نہ قرار دیا جائے، کیون کہ اگر انسان کا قتل کرنا خلاف شرع نہ ہو تو وہ اپنے فرائض
" ادا نہین کر سکتا، لہذا انسان فطرۃً ایک ایسی چیز ہے جس کی حفاظت لازم ہے" [۵۱]

"فتاواے ظاہریہ" مین بھی یہ بیان کیا گیا ہے کہ مخالف ملک کے لوگ "احرار" ہین، یعنی اون کو حق رعیت حاصل ہے - شامی نے بھی "ردالمختار" مین یہی فتویٰ دیا ہے - [۵۲]

شامی، جو ملک شام کا ایک نہایت مستند فقیہ ہے، اپنی کتاب "ردالمختار شرح درالمختار" مین، جو (درالمختار) بجاے خود "تنویر الابصار" کی شرح ہے، لکھتا ہے کہ :-

" اگر عصمت موثمہ قطع کر دی جائے تو امن کا قایم رکھنا ازروے انسانیت لازم ہے، کیون کہ انسان
" مذہب کی اطاعت کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے، اور احکام مذہب کے سامنے اوس کا سر تسلیم خم کرنا
" اوس وقت تک ناممکن ہے جب تک کہ یہ حکم نہ دیا جائے کہ کوئی شخص اوس کو تکلیف دینے کا مجاز
" نہین، اور زیلعی کی راے کے مطابق وہ کبھی قتل نہین کیا جا سکتا جب تک کہ کوئی خارجی وجہ ہو"

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ "دارالحرب" یا مخالف ملک، یا غیر سلطنت کی غیر مسلم رعایا کو لازمی طور پر ازروے استحقاق توطن کے وہی حقوق، آزادی، اور حفاظت حاصل ہین،

---

۵۱ "ہدایہ" باب المستامن، جلد ۲ ترجمہ انگریزی صفحہ ۲۰۱ تا ۲۰۲ - اصل عربی، جلد ۲ صفحہ ۴۳۳، مطبوعہ کلکتہ -

۵۲ جلد سوم، کتاب الجہاد، صفحہ ۲۴۶، باب فتح کفار -

جن سے مسلمان خاص، اپنے ملک مین مستفید ہوتے ہین۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ رعیتی حقوق کی بنیاد پیدائش یعنی نفس انسانیت کے لحاظ سے ہے، لہٰذا ہر ایک انسان کو رعیتی حقوق حاصل ہین۔

رقیق و مملوک

۲۲ - بعض مسلمان فقہا خصوصاً وہ جو سخت متعصب ہین، یہ کہتے ہین کہ کفار خود اپنے "دار الحرب" (یعنی مخالف کے ملک) مین بھی "احرار" یعنی آزاد یا شہری نہین ہین، بلکہ "رقیق" یا "ارقا" ہین، جو رقیت اور حقوق حریت کے مابین ایک خیالی درجہ ہے۔ یہ دعوی سراسر ناانصافی پر مبنی ہے، لیکن فاضل اور غیر متعصب فقیہ کسی غیر ملک کے باشندون کی یہ حالت تسلیم نہین کرتے۔ وہ فقیہ بھی ادنی درجہ تعصب سے کام لیتے ہین جو اس بات کے مدعی ہین کہ مخالف ملک کی رعایا بلا مملوک بنے "رقیق" ہے، یعنی وہ بلا کسی کے قبضے مین آئے اپنے حق حریت سے محروم ہے۔ لیکن بڑے علما اور کم متعصب فقیہ اس کو تسلیم نہین کرتے اون کی یہ راے ہے کہ کفار اپنے ملک، یعنی اسلام کے تسلیم کردہ دار الحرب، مین پورے آزاد، اور اپنے تمام حقوق رعیتی کے پورے مالک ہین، لیکن جب وہ مفتوح ہو جائین، اور اسلامی حکومت کی رعایا بن جائین، اور جبراً اون کے ملک سے نکال کر اسلامی ملک مین لاے جانے سے پہلے "رقیق" ہین، لیکن جب وہ اسیران جنگ کی حیثیت سے اسلامی حکومت مین آتے ہین تو فوراً "رقیق" سے "مملوک" بن جاتے ہین۔

عبد اللہ بن مسعود، فرزند تاج الشریعت، اپنی کتاب "شرح وقایہ" مین لکھتے ہین کہ:-

"ممکن ہے کہ کوئی چیز 'مملوک' تو ہو مگر 'مرقوق' نہ ہو، لیکن 'مرقوق' کا 'مملوک' ہونا لازمی ہے۔"[۱۵]

صاحب "در المختار" مصنف "جامع الرموز شرح وقایہ"، ملا شمس الدین محمد قوہستانی کے حوالے سے لکھتا ہے کہ:-

" 'رق بغیر ملک' کی مثال 'دار الحرب' کے کفار مین پائی جاتی ہے، کیونکہ وہ تمام 'رقیق' تو ہین مگر کسی کے

[۱۵] "شرح وقایہ"، کتاب العتاق، صفحہ ۱۴۳۔

" 'مملوک' نہین، پس پہلے پہل جب کوئی اسیر کیا جاسے تو وہ 'رقیق' ہے نہ کہ 'مملوک' لیکن 'مملوک' اوس
" وقت ہوگا جب ہمارے ملک مین آجائے" ۵۱

علامہ ابن عابدین اپنی کتاب "ردالمختار شرح درالمختار" مین لکھتے ہین کہ:-

" مصنف نے جو یہ لکھا ہے کہ 'وہ تمام رقیق ہین' تو اس سے اوس کا یہ مطلب ہے کہ مطیع ہونے کے
" بعد، ورنہ اس سے پہلے وہ احرار ہین، یہ ظہیریہ کے مطابق ہے۔ اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دارالحرب
" کے باشندے آزاد ہین" ۵۲

پہلی شرعی عدم مساوات: غیر مسلم کی شہادت

۲۳- ریورنڈ مسٹر میکال کے بیان کے مطابق اسلامی سلطنت کی غیر مسلم رعایا جس قانونی عدم مساوات مین رکھی گئی ہے۔ من جملہ اوس کے ایک یہ ہے کہ:-

(۱) "اِن کی (غیر مسلمون کی) شہادت مسلمانون کے مقابلے مین قابل تسلیم نہین سمجھی جاتی"

ایک غیر مسلم رعایا کی شہادت کا ایک مسلمان کے خلاف مین نامعتبر ہونا نہ تو قرآن مین ہی کا حکم دیا گیا ہے، جو مسلمانون کا الہامی قانون ہے، اور نہ حدیث مین اس کا ذکر ہے، جو اسلامی فقہ کا ایک جزو ہے۔ چونکہ قرآن وحدیث مین اس کا پتہ نہین، اس لئے یہ کوئی مقدس اور ناممکن التبدیل قانون کے فرمان طرح تسلیم نہین کیا جاسکتا۔ علاوہ اِس کے یہ بات عقل و انصاف کے بھی خلاف ہے کہ غیر مسلم کی شہادت ایک مسلم کے مقابلے مین تسلیم نہ کی جائے، لہذا اگر رسم ورواج اجازت دے تو خاص اس مسئلے مین اسلامی فقہ کی اصلاح ہونا چاہیئے۔

"مجلا" یا ٹرکش سول کوڈ مجریہ ۱۲۹۶ھ ہجری

۲۴- مین مسرت کے ساتھ اِس امر کو لکھتا ہون کہ یہ قانون ٹرکش سول کوڈ (ترکی ضابطہ دیوانی) "مجلا" مین نہین پایا جاتا، جو سلطان کے حکم سے ۱۲۹۶ء ہجری مین بمقام قسطنطنیہ نافذ ہوا، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ چند روز سے سلطنت ٹرکی مین غیر مسلم رعایا کی یہ قانونی عدم مساوات بالکل اوٹھا دی گئی ہے۔

۵۱ درالمختار علی متن تنویرالابصار، کتاب العتاق۔

۵۲ جلد ۳ صفحہ ۱۸، مطبوعہ مصر۔

ٹرکی عدالتون مین مسئلہ شہادت غیر مسلم کی بحث

۲۵- امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک اور دوسرے مسلمان فقہا نے مسلمان کے خلاف مین ایک غیر مسلم کی شہادت کے عدم جواز کو ضعیف بنیادون پر قایم کیا ہے- اُنھون نے بعض اور لوگون کی شہادت کو بھی، خواہ وہ مسلمان ہی کیون نہ ہون، ناقابل تسلیم ٹھیرایا ہے چنانچہ اندھے، غلام اور افترا پرداز لوگ اسی زمرے مین شریک ہین- ان کے علاوہ پدری سلسلے کے رشتے دار، شوہر و زوجہ، آقا و غلام اور اجیر و مستاجر (ایک دوسرے کے حق مین) مردود الشہادت لوگون مین شمار کئے جاتے ہین- نہ آقا کی شہادت اپنے غلام کے حق مین تسلیم کی جا سکتی ہے، اور نہ کسی مشترکہ معاملے کے متعلق ایک شریک کی شہادت دوسرے شریک کے حق مین، نہ پیشہ ور ماتم کرنے والون اور گویون کی شہادت قانونی نظرون مین معتبر تسلیم کی جاتی ہے، نہ شراب خوارون اور بٹیر بازون کی، نہ فاسق و فاجر اور سنگین مجرمین کی، نہ سود خوارون اور قمار بازون کی، اور نہ ایسے لوگون کی جو بدتہذیب اور ناشائستہ ہون- ایک مستامن، یعنی ایک اجنبی جو چند روز کے لئے اسلامی ملک مین پناہ گزین ہے، ایک ذمی، یعنی اسلامی گورنمنٹ کی مستقل غیر مسلم رعایا، کے متعلق شہادت نہین دے سکتا- مذکورہ بالا لوگون کی شہادت کے عدم جواز کے مختلف وجوہ بیان کئے گئے ہین، بعض اون مین سے عقل و دانش کے مطابق، اور بعض عقل کے خلاف اور طفلانہ سبک رائین ہین- مسلمان کے خلاف مین ایک غیر مسلم کی شہادت کا ناقابل تسلیم ہونا ان وجوہ پر مبنی بتلایا جاتا ہے-

(۱) کہ اون کو مسلمانون پر کوئی اقتدار یعنی ولایت حاصل نہین ہے،

(۲) اور اُنھی پر مسلمانون کے مقابلے مین افترا پردازی کا شبہ کیا جا سکتا ہے- لیکن یہ دونون وجوہ ناکافی ہین:-

اوّل، اس لئے کہ مسلمان فقہا "ذمیون"، یعنی غیر مسلمون، کی شہادت کو ایک دوسرے کے خلاف مین، خواہ وہ مختلف المذاہب ہی کیون نہ ہون، تسلیم کرتے ہین، اور نیز مختلف المذاہب "مستامنون" کے خلاف مین بھی اون کی شہادت کو جائز رکھتے ہین-

اس سے بلا شبہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ "ذمی" یا غیر مسلم شہادت کی پوری "اہلیت" اور "ولایت" رکھتے ہین۔

دوسرے، اس لئے کہ جب ایک "مستامن" کی شہادت دوسرے "مستامن" کے خلاف ازروے قانون جائز خیال کی جاتی ہے، تو اس سے بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ "مستامن" شہادت دینے کی قابلیت رکھتے ہین۔

تیسرے، اس لئے کہ خود مسلمانون کی نسبت بھی بوجہ نفرت و تعصب اور جوش مذہبی کے عیسائیون اور دوسرے لوگون سے کچھ کم افترا پردازی کا گمان نہین ہوسکتا۔

چوتھے، اس لئے کہ جس طرح مسلمانون اور ذمیون مین عداوت ہوسکتی ہے، اسی طرح یہودیون، عیسائیون، مجوسیون اور دوسرے مذاہب کے پیرؤن مین بھی خصومت ممکن ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ ان مین سے بھی کسی ایک اہل مذہب کی شہادت دوسرے مختلف العقائد اشخاص کے متعلق قابل تسلیم نہ ہونا چاہیے۔ جب یہ بات کافی طور پر ثابت ہوگئی تو پھر صاف ظاہر ہے کہ اگرچہ "ذمی" یعنی مختلف مذاہب کی غیر مسلم رعایا، اختلاف مذہب کی بنا پر ایک دوسرے سے بغض و حسد نہ رکھین، لیکن تعصب مذہبی اور سنگدلی باہمی متنفر پیدا کرنے کے لئے بدرجۂ اتم کافی ہین، اور اس لئے اس شبہ کا پورا موقع ہے کہ وہ ایک دوسرے کے خلاف افترا پردازی کرنے مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھین گے۔ باوجود ان تمام نقصون کے، جو ایک "ذمی" کی شہادت مین پائے جاتے ہین، وہ اوس کے حریف کے خلاف مین جائز خیال کی جاتی ہے، لہذا ہم بطور قدرتی نتیجہ کے اوس فطری صداقت تک پہنچ جاتے ہین کہ ایک "ذمی" کی شہادت ایک مسلمان کے برخلاف قابل تسلیم ہونا چاہیے۔

پانچوین، اس لئے کہ اگر غیر مسلم رعایا پر مسلمانون کا تفوق اور وہ عناد، جو غیر مسلم اپنے مخالفون کے ساتھ رکھتے ہین، اون (غیر مسلمون) کو جھوٹی شہادت دینے کا مظنون قرار دیتا ہے، تو اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جن ممالک مین مسلمان دوسرے اہل مذاہب کی رعایا

ہین، جیسے ہندوستان اور روس مین ہندؤن اور عیسائیون کی رعایا ہین، تو وہان اون کی شہادت اپنے غیر مسلم فاتحون کے خلاف مین ناقابل تسلیم ہونا چاہیئے - لہذا یہ صاف ظاہر ہے کہ فقہ کا یہ اصول کہ "ایک "ذمی" کی شہادت کسی مسلمان کے خلاف جائز نہین" بالکل کمزور اور غیر معقول ہے۔

چھٹے، اس لیئے کہ وہی علما جو ایک "ذمی" کی شہادت کو ایک مسلمان کے خلاف ناجائز خیال کرتے ہین، بعض مواقع پر، بواسطہ یا بلا واسطہ، تسلیم بھی کرتے ہین مثلاً: ایک "ذمی" کی شہادت ایک غیر مسلم غلام کے خلاف، جو ایک مسلمان کی ملک ہے، جائز ہے، اور نیز ایک غیر مسلم کی شہادت بخلاف ایک آزاد غیر مسلم کے، جو کسی مسلمان کا ایجنٹ ہے، قابل تسلیم ہے۔ شہادت اِن دونون آخری صورتون مین مسلمان کے خلاف عمل کرتی ہے - اور مسئلہ "ایصا" وثبوت نسب غیر مسلم کے بارے مین ایک غیر مسلم کی شہادت بلاواسطہ ایک مسلمان کے خلاف جائز سمجھی جاتی ہے۔

غیر مسلم کی شہادت کے متعلق قرآن سے لغو نتائج نکالنا

۲۶ مقنین وجامعین فقہ نے جہان قرآن سے یہ اصول استنباط کیا ہے کہ ایک غیر مسلم کی شہادت ایک مسلمان خواجہ تاش کے خلاف مین جائز نہین، وہان اونہون نے قرآن کی نہایت غیر معتبر اور قابل تضحیک تاویل کی ہے۔ چنانچہ وہ اس استدلال مین سورہ نسا کی ایکسو چالیسوین آیت کا یہ آخری حصہ پیش کرتے ہین کہ:[۵۱]

"ان یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا - (النسا ۴ - آیت ۱۴۰)	"خدا کافرون کو مسلمانون پر دور رہنے کا موقع نہین دے گا"

وہ آیت کے اس حصے سے طرح طرح کے قیاسی اور ضلالت آمیز نتائج استخراج کرتے ہین، اور بعض اِن مین سے، جو سخت متعصب ہین، وہ خیال کرتے ہین کہ اس آیت سے صحیح استدلال یہ ہوسکتا ہے کہ، نہ تو غیر مسلم کی شہادت ایک مسلمان کے خلاف قابل تسلیم

[۵۱] "عنایہ شرح ہدایہ"، مصنفہ محمد اکمل الدین، جلد ۳، صفحہ ۱۱۵ مطبوعہ کلکتہ ۱۸۳۰ع۔

ہے، نہ غیر مسلم ایک مسلمان سے وراثت حاصل کر سکتا ہے، نہ وہ کسی مسلمان کی اوس ملک کا جائز مالک قرار پاسکتا ہے جو اس نے زور یا فتح سے حاصل کی ہے، اور نہ ایک مسلمان کسی غیر مسلم کے خون کے قصاص میں قتل کیا جاسکتا ہے، یہ تمام استنباط محض غلط اور بودے ہین۔

آیت مذکورہ بالا کے پورے الفاظ یہ ہین:۔

الذین یتربصون بکم، فان کان لکم فتح من اللہ قالوا الم نکن معکم، وان کان للکافرین نصیب قالوا الم نستحوذ علیکم ونمنعکم من المومنین، فاللہ یحکم بینکم یوم القیامۃ، ولن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا۔

(النساء ۴ - آیت ۱۴۰)

"جو تمہارے (مآل کار) کے منتظر ہین، تو اگر خدا نے تم کو فتح دی تو کہنے لگتے ہین کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟، اور اگر کافرون کو (فتح) نصیب ہوئی تو کہنے لگتے ہین کہ کیا ہم تم پر غالب نہین ہو گئے تھے؟ اور تم کو مسلمانون کے ہاتھون سے نہین بچایا؟ تو (مسلمانو!) خدا تم مین (اور منافقون مین) قیامت کے دن فیصلہ کر دے گا، اور خدا کافرون کو مسلمانون پر (ہرطرح) ورر ہنے کا موقع ہرگز نہین دے گا"

سورۂ بقر مین ایک اور لفظ "منکم" ہے، جہان بیان کیا گیا ہے کہ "واستشہدوا شہیدین من رجالکم" (البقرہ ۲ - آیت ۲۸۲) یعنی "اپنے لوگون مین سے دو مردون کی شہادت لاؤ" فقہا اس کے یہ معنی لیتے ہین کہ گواہ تمہارے ہم مذہب ہونا چاہئین، لیکن یہ غلط استدلال ہے، اور اس کی تردید ایک دوسری آیت سے ہوتی ہے، جہان بیان کیا گیا ہے "اثنان ذوا عدل منکم، او آخران من غیرکم" (المائدہ ۵ - آیت ۱۰۵) یعنی "تم (مسلمانون) مین سے دو عادل گواہ، یا غیرون مین سے دو گواہ"

پس اگر سورۂ بقر کی آیت کے لفظ "منکم" سے مسلمان مراد ہے، تو سورہ مائدہ کے

لفظ "من غیرکم" سے صراحتہ ایک غیر مسلم کی شہادت کا جواز ثابت ہوتا ہے، لیکن درحقیقت الفاظ "منکم" اور "من غیرکم" مذہب سے کچھ لازمی تعلق نہین رکھتے، اِن الفاظ سے صرف دو شاہد عادل مراد ہین، جو خواہ تم سے ہون یا کسی غیر فرقے سے۔

مسلم یا غیر مسلم کی شہادت کے مسئلے کے متعلق کوئی صحیح حدیث موجود نہین، اِس دعوی مین پورے طور پر یقیناً ہی ہمارا ہم زبان ہے۔ [۷۵]

سرجارج کیمبل کی رائے اسلامی قانون شہادت پر

۲۷ - میرے پیش کردہ دلائل سے مسئلہ شہادت مین ہمارے فقہا کے اِس خیالی اصول کی عدم صحت پورے طور سے ثابت ہوجاتی ہے کہ ایک غیر مسلم رعایا کی شہادت ایک مسلمان کے خلاف ناجائز ہے - مین پہلے ہی بیان کر چکا ہون کہ قرآن مین، جو اسلام کا صرف وہی الہامی قانون ہے، کہین اس کا پتہ نہین چلتا، لہذا مین اِس سے یہ نتیجہ نکالتا ہون کہ اگر ٹرکی عدالتون مین اِس بیجا عمل درآمد کی اصلاح مین کوئی دشواری واقع نہین ہوسکتی، بشرطیکہ وہان اِس قسم کا کوئی قانون باقی ہو - اخیر مین مین اس بحث کو سرجارج کیمبل کی اوس رائے پر ختم کرتا ہون، جو اونھون نے مسلمانون کے قانون شہادت پر دی ہے:-

"اون کے (اہل اسلام) پاس ایک ایسا نظام قانون موجود ہے جو اوس زمانے کی ترقی کے لحاظ
" سے جب وہ مدون کیا گیا تھا، تو کچھ برا نہین تھا - اون کے قانون شہادت کا بہت سا حصہ جابرانہ اور
" غیر معقول ہے - مثلاً: وہ مقدمات جن مین چشم دید گواہون کا ہونا ضروری ہے، یا بعض واقعات اور جرائم
" کے ثابت کرنے کے لئے گواہون کی تعداد، اور اکثر مواقع مین کفار کی شہادت کا عدم جواز اور بہت
" سی صورتین - لیکن باوجود اِس کے ہم کو اون کی ان غلطیون پر طعن و تشنیع کرنا زیبا نہین، کیونکہ ابھی
" تھوڑا ہی زمانہ گذرا ہے کہ ہمارا قانون شہادت بھی ایسا ہی خراب تھا، اور ابھی تک اوس کی پوری اصلاح
" نہین ہوئی - مسلمانون کے قانون شہادت کے جس خاص مسئلے پر ہم بڑی شدت سے غیض و غضب
" ظاہر کرتے ہین، یعنی غیر مذہب والون کی شہادت کا عدم جواز، تقریباً یہی وہ مسئلہ قانونی ہے جس کو ہم نے

---

[۷۵] "نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار" از قاضی شوکانی جلد ۸، صفحہ ۵۵ مطبوعہ مصر۔

"سب سے آخر مین ترک کیا ہے، بشرطیکہ حقیقتہً پورے طور پر ہم نے ایسا کیا ہو۔ اس کو کتنی مدت ہوئی
"جب سے کہ غیر مسیحیون کی شہادت انگریزی عدالتون مین قبول کی جانے لگی ہے؟ ہم نے رفتہ رفتہ
"ایک ایک قسم کے ملحدون اور مذاہب باطلہ کے پیرؤن اور اور لوگون کو مقبول الشہادت مانا ہے
"اور مجھے پورا الیقین نہین ہے کہ اب بھی ہم سب قسم کے غیر مسیحیون کی شہادت کو جائز سمجھتے ہین۔ میرے
"خیال مین مسلمان چند دنون سے مستثنیٰ کئے گئے ہین۔ لیکن یہ مسئلہ نہ مذہب اسلام کا کوئی
"اصلی جز ہے، اور نہ اوس کی خصوصیات مین داخل ہے؛ بلکہ یہ محض مقننین کا جبر ہے، جیسا کہ ہم
"سب کی عادت ہوتی ہے" [۱]

دوسری شرعی عدم مساوات۔ مذہبی آزادی مین

۲۸۔ ریورنڈ مسٹر میکال کے بیان کے مطابق دوسری قانونی بے لبسی اور مجبوری جس مین ایک اسلامی سلطنت کی غیر مسلم رعایا گرفتار رہے وہ اسلامی قانون کی مذہبی مزاحمت اور بے تحملی ہے، اون کے الفاظ یہ ہین:۔

(۲) "اسلام کے ناممکن التبدیل قانون کی رو سے مذہبی آزادی بالکل ممنوع کردی گئی ہے"۔ [۲]

پہلا سوال، جو مین اون سے پوچھنا چاہتا ہون، وہ یہ ہے کہ "کیا قرآن نے مذہبی عدم آزادی کا حکم دیا ہے؟ اور کیا پیغمبر اسلام نے کبھی اہل اسلام کو ایسی تعلیم دی ہے؟" جہان تک قرآن اور پیغمبر کی تعلیم سے تحقیق کیا جاسکتا ہے وہ یہ ہے کہ اسلام کا الہامی قانون اس کے بالکل برخلاف اصول، یعنی مذہبی آزادی کا بہت بڑا حامی ہے۔ اس کتاب کے تیرھوین فقرے مین، جو قرآن کی متعدد آیات نقل کی گئی ہین، اون مین نہایت صاف و صریح طور پر مذہبی آزادی کی تعلیم دی گئی ہے۔ لیکن یہ ممکن ہے کہ ترکون نے ایک ایسے مقام پر چرچ کا گھنٹہ بجانے کی ممانعت کی ہو جہان مختلف مذاہب کے لوگ رہتے ہون، یا اونہون نے ایسی جگہہ پر نیا گرجا تعمیر کرنے کی اجازت نہ دی ہو جہان مختلف عقیدے کے لوگ

[۱] "ہنڈی بک آن ایسٹرن کوئسچن" (مشرقی مسئلے پر ایک رسالہ)، مصنفہ سر جارج کیمبل، صفحہ ۲۹، مطبوعہ ۱۸۷۶ء۔ [۲] کنٹم پورےری ریویو، اگست ۱۸۸۱ء، صفحہ ۲۷۲۔

سکونت پزیر ہون، ممکن ہے کہ وہ ان کے مذہبی جلوس مین خلل انداز ہوئے ہون، یا ٹرکی جج اور دوسرے افسر "کافرون" کے بارے مین غیرمہذب اور ہتک آمیز الفاظ استعمال کرنے کے مرتکب ہوئے ہون، اور ممکن ہے کہ اونھون نے باب عالی کی کسی عیسائی رعایا کو مقامی نظم و نسق مین کسی بالائی یافت کے عہدے پر مقرر نہ کیا ہو، یا اونھون نے عیسائیون کی مدرسے اور دوسرے نظامات رفاہ عام بند کردئے ہون۔ اگر یہ تمام شکایتین، جو السٹر کونسل مانتک نے کی ہین، صحیح بھی مان لی جائین، تو کیا اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ سب کچھ "اسلام کے ناممکن التبدیل قانون" کی بدولت ہے، جس سے میری مراد اسلام کا الہامی قانون قرآن ہے۔ ممکن ہے کہ بعض تنگ دل اور تنگ خیال متعصب ترکون نے یہ کارروائیان کی ہون، لیکن اس سے اسلام کے قانون قرآن پر کوئی حرف نہین آسکتا، اور بنا برین اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ بہت آسانی سے ان برائیون کی اصلاح ہوسکتی ہے۔ اگر بعض متعصب ترکون نے مذہبی مزاحمتون کی نوبت یہان تک پہنچا دی ہے، تو ہمارا یہ قیاس غلط نہ ہوگا کہ اس کی تہ مین روسی سازش چھپی ہوئی ہے اور ممکن ہے کہ روسی دلال سلسلہ جنبانی کر رہے ہون۔

ف۵ اسلامی فقہ مین کسی "ذمی" کو "یا کافر" اور "یا عدو اللہ" کے الفاظ سے مخاطب کرنے کی ممانعت کی گئی ہے۔ اور ایسے شخص کے لئے سزا مقرر کی گئی ہے، جو غیر مسلم رعایا کی تکلیف دہی یا دل آزاری کے لئے ایسے غیرمہذب الفاظ سے اون کو مخاطب کرے۔ "در المختار" کا مصنف "قنیہ" (تصنیف نجم الدین زاہدی، متوفی ۶۵۸ھ) سے نقل کرتا ہے کہ "ایک ذمی کو لفظ "یا کافر" سے خطاب نہ کرنا چاہیئے، اور جو شخص اس لفظ سے مخاطب کرکے اوس کا دل دکھاتا ہے وہ گنہ گار ہوتا ہے۔"

مصنف "رد المختار شرح در المختار" اس فقرے کی شرح مین کہ "جو شخص اس لفظ سے مخاطب کرکے اوس کا دل دکھاتا ہے، وہ گنہ گار ہوتا ہے،" لکھتا ہے کہ اس لفظ کے استعمال کرنے والے کے لئے قانونی سزا مقرر کی گئی ہے۔ مصنف "بحر" کی بھی یہی رائے ہے۔ مصنف "در المختار" نے بھی یہی رائے ظاہر کی ہے، لیکن صرف "نہر" کا مصنف اس پر معترض ہے۔" ("رد المختار"، جلد ۳، صفحہ ۲۷۱، مطبوعہ مصر۔)

"مسٹر لانگ ورتھ، انگلش کانسل جنرل متعینہ بلگریڈ، نے اپنی گورنمنٹ کو رپورٹ کی کہ عیسائی مفسدین
" سرویا مین بھیجے گئے ہین، اور اون کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ مسلمانون کے سے نام اختیار کرین،
" اور دوسرے عیسائیون پر حملے کرین، تاکہ ایک عام شور اور غوغا برپا ہو جائے۔" ۵۱

گرجا کے گھنٹے بجانے کی ممانعت۔

۲۹۔ مسٹر میکال نے وائس کونسل مالنگ کے حوالے سے ایک اور قابل اعتراض مثال بیان کی ہے، جس سے اسلام کے ناممکن التبدیل قانون کی رو سے مذہبی آزادی کی ممانعت ظاہر ہوتی ہے، اور وہ یہ ہے کہ:۔

" ایسے مقام پر چرچ کا گھنٹہ نہ بجایا جائے جہان مختلف مذاہب کے لوگ یکجا رہتے ہون، حالانکہ
" عیسائی خصوصیت کے ساتھ اس کو عزیز رکھتے ہین۔" ۵۲

اب اس پر غور کرنا چاہیئے کہ گھنٹون کا بجانا از روے مذہب منع نہین کیا گیا، بلکہ برخلاف اس کے اسلامی فقہ مین صراحتہً اس کی اجازت دی گئی ہے۔ شمس الائمہ سرخسی نے، جو ساتوین صدی ہجری مین حنفی مذہب کے بڑے مسلم فقیہ گزرے ہین، اپنی کتاب "محیط" مین گرجاؤن مین گھنٹے بجانے کو جائز قرار دیا ہے۔ اگر کسی ایسے مقام پر گھنٹے بجانے کی اجازت نہین دی گئی، جہان باہم مختلف ملت و مذہب کے لوگ رہتے ہین تو یہ ایک انتظامی امر ہے، تاکہ امنِ عامہ مین خلل نہ پڑے، اس کو مذہبی مزاحمت سے کچھ تعلق نہین۔

" مسٹر جان مل لکھتے ہین کہ "ترکون کے یہان مثل انگریزون کے ایک قانون ہے جس کی رو سے کنیسہائے
" مخالف دین مروجہ (دی سنٹنگ چرچ) کے منارون پر گھنٹے بجانے کی ممانعت ہے۔" مسٹر فری مین کہتے
" ہین کہ بہت سے لوگون کا خیال ہے کہ گرجا کے گھنٹون کا معاملہ نہایت خفیف ہے، لیکن ہمارے
" مدبرون کا یہ خیال نہین، کیونکہ لارڈ ڈربی نے مسٹر ہنری الیٹ متعینہ قسطنطنیہ کو اس کی اطلاع دی،
" اور اونھون نے اس معاملے کو وزیر اعظم ٹرکی کے سامنے پیش کیا، وزیر اعظم نے اس کی ذرا بھی

۵۱ کیس کی "عنگ روس در روم" مصنفہ اڈمنڈ اولی ور، جلد ۱، صفحہ ۴۹۔ ۵۲ "کن ٹم پرے ری ریویو" اگست سنہ ۱۸۸۱ع صفحہ ۲۷۲۔

" پروا نہ کی، لیکن مسٹر کونسل ہوم سے دریافت کیا کہ اس معاملے مین تمھاری کیا راے ہے؟ اونہون نے
" اس کے جواب مین لکھا کہ :-
" واقعہ نفس الامری یہ ہے کہ عیسائیون کو ایک زمانۂ دراز سے سوا ے گھنٹون کے استعمال کے ہر قسم
" مذہبی آزادی حاصل ہے، لیکن اس ایک حق کے نہ دئے جانے سے، جس کو وہ اپنی مذہبی آزادی
" اور مقبولیت کا نشان اور ثبوت سمجھتے ہین، دوسری مسلّمہ عاتین بھی بے وقعت ہوئی جاتی ہین، اگر
" اون کو گھنٹے بجانے کی اجازت بھی مل گئی تو پھر اون کو مذہبی آزادی کے متعلق کسی قسم کی شکایت باقی
" نہ رہے گی، اور اون کو گورنمنٹ کی نیک نیتی پر اعتماد کلی ہو جائے گا، سمجھدار مسلمان اس پر بالکل راضی
" ہین اور حیدر آفندی خود اس کے سرانجام دینے کا وعدہ کرتے ہین یا کس قدر مسرت کا موقع ہے
" کہ یہ پر زور کوششین رائگان نہ گئین، اور تین ہفتے کے بعد مسٹر فری مین نے یہ رپورٹ بھیجی :-
" مین خوشی کے ساتھ اس امر کی اطلاع دیتا ہون کہ گزشتہ اتوار سے اس شہر کے ارتھوڈکس
" چرچ مین گھنٹہ بجنا شروع ہو گیا ہے، اور مسلمانون نے اس کی کچھ پرواہ بھی نہین کی، یہ سچ ہے کہ
" گھنٹہ نہایت چھوٹا ہے، اور اوس کی آواز بہ نسبت گھنٹے کی گونج کے گھڑی کی آواز سے زیادہ مشابہ
" ہے، لیکن اب جب کہ ابتدا ہو گئی ہے تو ترک رفتہ رفتہ اس کے عادی بھی ہو جائین گے، اور غالباً
" اوس وقت بھی مزاحمت نہ کرین گے جب کہ گھنٹہ نہایت زور شور کے ساتھ بجے گا" [۵۱]

تعمیر گرجا کے بارے مین کانسل بال گرو کی راے۔

۲۸۰ - مذہبی مزاحمت کی ایک دوسری قابل اعتراض مثال یہ بیان کی گئی ہے :-

" گرجا تعمیر کرنے کی آزادی چھین لی گئی ہے، اور بعض اوقات بلا کسی معقول عذر کے بالکل ممانعت کر دی
" جاتی ہے، اس سے ایسے مقام پر بے انتہا دقتون کا سامنا ہوتا ہے، جہان مختلف مذاہب و ملل
" کے لوگ ملے جلے رہتے ہین" [۵۲]

۵۱ " افیرس آوف ٹرکی" (معاملات ٹرکی)، نمبر ۳، صفحہ ۱۸، ۵۹، ۶۹ وغیرہ - اور " آٹومانس ان یوروپ" مصنفہ جے ہل صفحہ ۱۰۳ یا ۱۰۴، مطبوعہ لنڈن ۱۸۶۷ء - ۵۲ " کن ٹم پرے ری ریویو" اگست ۱۸۸۱ء، صفحہ ۲۷۲ -

لیکن کونسل پال گریو کی شہادت بالکل اس بیان کے برعکس ہے، وہ بڑے زور کے ساتھ لکھتے ہین کہ:-

"عیسائی رعایا کو مذہبی آزادی اور مساوات کے متعلق کوئی شکایت کی وجہ نہین ہے، اس مین
" کچھ شک نہین کہ [illegible] گرجا کی تعمیر کے لئے فرمان کی ضرورت پڑتی ہے، لیکن ایک نئی مسجد
" بنانے کے لئے بھی [illegible] ہے، یہ اجازت دونوں صورتون مین یقیناً نہایت آسانی کے ساتھ
" مل جاتی ہے۔ [illegible] بجائے جاتے ہین، [illegible] تصویرین نکالی جاتی ہین، اور مذہبی
" [illegible] ہر جگہ [illegible] بنائے جاتے ہین" ؂۱

۱۴- از روئے [illegible] اسلامی شریعت غیر مسلم رعایا کو نئی عبادت گاہین بنانے کی ممانعت ہے، لیکن [illegible] پرانی عمارتین بنانے کی اجازت ہے

"ہدایہ" کا مصنف کہتا ہے کہ:-

" [illegible] مین آیا ہے کہ اسلامی ممالک مین کنیسہ اور بیعہ کا بنانا ناجائز ہے، لیکن اگر یہودیون اور
" عیسائیون کے قدیم معبد کرنے کلیسا [illegible] ہو جائین تو ان کو ان کی مرمت کی پوری آزادی ہے،
" کیونکہ عمارتین ہمیشہ قائم نہین رہ سکتین، اور چونکہ امام نے ان لوگون کو اپنے مذہب پر عمل کرنے
" کی اجازت دی ہے تو لازمی طور پر اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ اس نے ان کو اپنی عبادت گاہون کے
" از سر نو بنانے یا درست کرنے کی ممانعت نہین کی" ؂۲

مین اس مسئلے پر دو مختلف پہلوؤن سے بحث کرون گا- اول اس حیثیت سے کہ فقہی کتابین اسلامی ممالک مین عیسائی رعایا کے نئے گرجا تعمیر کرنے کے متعلق کیا فیصلہ کرتی ہین، اور دوسرے اس پہلو سے کہ اس قانون کا ماخذ کیا ہے۔

اسلامی اور گرجاؤن کی تعمیر (حاشیہ)

؂۱ "دی [illegible] [illegible] ریویو" [illegible] جلد [illegible] [illegible] صفحہ ۱۸۸۴ء-

؂۲ "ہدایہ" ترجمہ ہملٹن جلد ۲ صفحہ ۲۱۹ یا اصل عربی [illegible] ۴۲۸ کلکتہ جس بنا پر قدیم گرجاؤن کے مرمت کرنے اور از سر نو بنانے کی اجازت دی گئی ہے اسی بنا پر نئے گرجاؤن کے تعمیر کی اجازت بھی ملنا چاہیئے۔

اسلامی شہرون کی تقسیم

۲۳۲ - مسلمان فقہا نے اسلامی شہرون کو تین حصون مین تقسیم کیا ہے -

(۱) وہ شہر جن کی بنا خود مسلمانون نے ڈالی ہے، مثلاً: کوفہ، بغداد، بصرہ اور واسط ایسے شہرون مین نئے گرجا بنانے کی اجازت نہین لیکن اگر اس نئے شہر کے احاطے مین قدیم گرجا آجائین، جیسے قاہرہ مین، تو وہ بحال رکھے جائین گے، اور اون کو مسمار نہین کیا جائے گا -

(۲) وہ شہر جن کو مسلمانون نے بزور شمشیر فتح کیا - ان شہرون مین نئے کنیسے اور بیعے تعمیر کرنے کی اجازت نہین، لیکن جو پہلے سے موجود ہون وہ بدستور قایم رکھے جاتے ہین، اور اون کی مرمت کی بہی اجازت ہے -

(۳) وہ شہر جو مخالفین کی باہمی مصالحت سے فتح ہوئے ہین اگر معاہدے مین یہ شرط ہے کہ زمین تو غیر مسلمون کی رہے گی اور اوس کی مالگزاری مسلمانون کو دیجائے گی، تو وہان گرجاؤن وغیرہ کی تعمیر جائز ہوگی - اور اگر معاہدے مین یہ شرط ہو کہ مکانات پر فاتحون کا قبضہ ہوگا - اور مفتوح ٹکس ادا کرین گے تو گرجاؤن وغیرہ کا بنانا کم و بیش اطاعت نامے کے شرائط پر موقوف ہوگا - اگر یہ شرط لگی گئی ہے کہ غیر مسلم رعایا کو نئے گرجا بنانے کی اجازت دی جائے گی تو پہر وہ یقیناً نئے گرجاؤن کی تعمیر سے باز نہین رکھے جا سکتے[51] - امام ابو حنیفہ کے شاگرد امام محمد جو فقہ حنیفہ مین سب سے قدیم سند مانے جاتے ہین، اپنی کتاب "سیر الکبیر" مین غیر مسلم رعایا کو ایسے شہر مین گرجا تعمیر کرنے کی اجازت دیتے ہین جہان اگرچہ مختلف مذہب کے لوگ آباد ہون - لیکن اون کی تعداد اپنے مسلمان ہم وطنون سے بہت زیادہ ہو[53] -

ممانعت دربارہ تعمیر گرجا

۲۳۳ - فقہا نے اسلامی شہرون مین [illegible] اور بیعے تعمیر کرنے کی ممانعت مین صرف ایک حدیث پیش کی ہے - وہ ایک حدیث ہے جس کو "ہدایہ" کے مصنف نے [illegible] ہے، اور

---

[51] "فتح القدیر" شرح ہدایہ بحوالہ "قدوری" جلد ۲، صفحہ [illegible] تا [illegible] -

[52] فتح القدیر شرح ہدایہ، صفحہ ۷۶۳، مطبوعہ لکھنو -

جس کے لفظ یہ ہین:

"لاخصاء فی الاسلام ولا کنیسہ"، [۵۱] یعنی "اسلام خصی ہونے اور کنیسہ بنانے کو جائز نہین کرتا"

اس حدیث کو بیہقی نے بیان کیا ہے، اور ساتھہ ہی اس کو ضعیف بھی بتایا ہے - ابن عدی نے بھی اسی قسم کی ایک حدیث عمر کی روایت سے بیان کی ہے، جو پیغمبر اسلام تک پہنچتی ہے، لیکن اوس کا راوی نہایت مجروح و مقدوح ہے - اس حدیث کے سلسلۂ رواۃ مین تین راوی کم و بیش ایسے ہین جو غیر معتبر خیال کیے جاتے ہین - سعید بن سنان کو احمد نے ضعیف بتلایا ہے اور ابن معین محمد بن عطار کو ابو ذرعہ نے کذب کے جرم مین ماخوذ ٹھیرایا ہے - تیسرا راوی سعید بن عبد الجبار بھی ضعیف ہے، اور اس کی روایت بھی متروک ہے [۵۲]

احمد اور ابو داود نے ایک اور حدیث بروایت ابن عباس بیان کی ہے کہ "ایک ملک مین دو قبلون کا ہونا جائز نہین" - یہ حدیث مرسل ہے، اور اس کا ایک راوی کابوس بن حسین بن جندہ سچا نہین مانا جاتا - علاوہ اس کے، اس حدیث کو نئے گرجاؤن کی تعمیر کی ممانعت سے بھی تعلق نہین - یہ کوئی انتظامی یا عدالتی امر نہین ہے، بلکہ ایک اخلاقی نصیحت ہے کہ ایک ہی مذہب مین مختلف فرقے نہونا چاہیئن - قطع نظر اس کے کنیسے اور بیعے عیسائیون اور یہودیون کے "قبلے" نہین ہین - اور اگر اس حدیث کو اس سے کچھہ تعلق بھی ہو - تو پھر کسی عبادت گاہ کی اجازت ہی نہونا چاہیے، خواہ وہ نئی ہو یا پرانی، حالانکہ فقہ پرانی عبادت گاہون کے قایم رکھنے اور مرمت کرنے کی اجازت دیتا ہے، اور ساتھہ ہی عہد نامے کے شرائط معہودہ کے مطابق نئے گرجاؤن کی تعمیر بھی جائز قرار دیتا ہے -

بیہقی نے ابن عباس سے ایک اور حدیث اسی مضمون کی بیان ہے کہ "اُن تمام شہرون مین جو مسلمانون نے بنائے ہین نہ کنیسے اور بیعے تعمیر ہو سکتے ہین اور نہ گھنٹے بجائے جا سکتے ہین" - یہ حدیث بھی قابل اعتبار نہین - اس کا راوی حنش مشتبہ شخص ہے، اور خود

---

[۵۱] "ہدایہ" صفحہ ۲۴۴، مطبوعہ کلکتہ [۵۲] "بنایہ شرح ہدایہ معروف بہ عینی" جلد ۲ صفحہ ۸۸۴، مطبوعہ لکھنو -

ابن عباس علم فقہ مین مستند نہین مانے جاتے۔

قرآن مین گرجاؤن کی تعمیر کے خلاف کوئی حکم نہین۔

۳۴- اوپر جو جرح و قدح کی گئی ہے، اوس سے یہ امر واضح ہوگیا ہوگا کہ اسلامی سلطنت کی غیر مسلم رعایا کو نئے معابد بنانے کی مخالفت مین کوئی کافی دلیل موجود نہین، اور یہ صراحتہً صرف مذہب کے پردے مین اندھا دھند جوش و تعصب مذہبی کا نتیجہ ہے۔ مذہب اسلام غیر مسلم رعایا کو اپنی عبادت گاہون کے بنانے سے ہرگز منع نہین کرتا، اگر ایک اسلامی سلطنت ایسی صورت مین گرجا بنانے کی اجازت نہین دیتی، جہان مختلف مذاہب کے لوگ ملے جلے رہتے ہون، تو یہ صرف ایک انتظامی امر ہے۔ اور اس کی مخالفت ہمیشہ دوسرے فرقون کے عیسائیون کی طرف سے ہوتی ہے۔

عیسائی بڑے عہدون سے کبھی محروم نہین رکھے گئے۔

۳۵- والس کونسل مالٹا، جن کا ذکر ایک پہلے فقرے مین ہوچکا ہے، عیسائیون کی دوسری شکایت کو ان الفاظ مین بیان کرتے ہین:-

" باب عالی کی عیسائی رعایا کو کبھی مقامی انتظام مین بڑی آمدنی کے عہدے نہین دئے جاتے،

" سوائے ایک مثال کے جس سے کسی اصول کی بنیاد نہین پڑسکتی"۔[۵۱]

مین اس کے جواب مین ایک ایسے شخص کی بے لاگ شہادت پیش کرتا ہون، جو "ٹرکش پالیسی" کا نہایت قابل وقعت ذاتی علم اور کامل تحقیق رکھتا ہے وہ لکھتا ہے کہ:-

" سلطنت عثمانیہ پندرہ بیس سال سے رفتہ رفتہ اپنی عیسائی رعایا کو بڑے بڑے ملکی عہدے دے رہی ہے

" اس واقعیت سے اس قدر متواتر انکار کیا گیا ہے، اور یہ بات کہ غیر مسلم رعایا کو اعلیٰ عہدے نہین دئے جاتے

" اس قدر اصرار سے کہی گئی ہے کہ اب اس کے متعلق کوئی سیدھا سادہ بیان کافی نہین ہوسکتا۔ اس

" لیئے مین اس موقع پر جہان تک مجھ سے ممکن ہے، ایک فہرست اون لوگون کی درج کرتا ہون جو

" بڑے بڑے عہدون پر ممتاز کئے گئے ہین۔ اس کی ایک کامل فہرست تو صرف قسطنطنیہ ہی مین

" تیار ہوسکتی ہے، ہر ایک شخص کا مختلف عہدہ اور درجہ بہ ترتیب لکھا جائیگا، اور جو لوگ مرگئے

---

[۵۱] "کنٹمپرری ریویو" اگست ۱۸۸۱ء صفحہ ۲۷۲۔

" ہین اون کا نام پہلے درج کیا گیا ہے، اور اون کے شروع مین "م" کا لفظ لکہا گیا ہے، جو لوگ
" اپنی خدمتون سے علیحٰدہ ہوگئے ہین اون کے نام کے پہلے "ع" لکہا گیا ہے، جو ابہی امیدوار
" ہین اور کوئی عہدہ ملنے تک نصف تنخواہ پر کام کرتے ہین اون کے ساتہہ "ام" لکہا گیا ہے، اور
" اور جن نامون پر کوئی نشان نہین لگایا گیا، وہ ابتک ملازم ہین اور اون کے نام اخیر مین درج کئے
" گئے ہین۔
" . . . .
" . . . .

" یہ فہرست بہت وسیع ہوسکتی ہے، لیکن سوا۔ے قسطنطنیہ کے اور کہین صحت کے ساتہہ تیار نہین
" ہوسکتی مذکورہ افسر اپنے اختیارات اور رسوخ سے سیکڑون عیسائیون کو چہوٹے چہوٹے عہدون پر
" مامور کر لیتے ہین، اور یہ لوگ اپنی لیاقت اور محنت سے مسلمانون کو ہٹا کر اون کی جگہہ پر قابض ہوجاتے
" ہین۔ محکمۂ جنگی، پبلک ورکس، محکمۂ بحری، وار الضرب، ٹیلیگراف، ریلوے اور خاص باب عالی
" بہی ہر درجے کے عیسائیون سے پُر ہے، اور اس دس سال کے عرصے مین اس سلسلے مین بہت
" کچہہ ترقی ہوئی ہے"[۵۱]

ترکون کی قابل تقلید سماحت

۱۰۲۔ اسلامی سلطنتین دنیا کے مختلف حصون مین مذہبی آزادی دینے مین ہمیشہ مشہور رہی ہین، اور ترک تو خصوصیت کے ساتہہ اس معاملے مین نہایت نیک نام ہین۔ مین اس کے ثبوت مین، ریورنڈ سائرس ہملن کی شہادت پیش کرتا ہون، جو ایک زمانۂ دراز تک، ایک امریکن مشنری کی حیثیت سے، ٹرکی مین رہ چکے ہین۔ اونہون نے اپنے ایک لکچر مین، جو اکتوبر سنہ ۱۸۷۶ء مین، بمقام بوسٹن دیا، یہ کہا کہ:۔

[۵۱] "امنگ دی ٹرکس،" (ترکون مین)، مصنفہ سائرس ہملن، صفحہ ۳۲۰ تا ۳۲۷۔ عبارت مقتبسہ مین جس جگہہ نقطے دئے گئے ہین وہان سائرس ہملن نے ایک طول طویل فہرست ٹرکی کے اعلیٰ عیسائی عہدے دارون کی درج کی ہے، جو اردو مین غیر ضروری سمجہہ کر چہوڑ دی گئی ہے۔

" ترکی افسر عموماً مہربان ہوتے ہین، تمام تکالیف اور مصائب جو پراٹسٹنٹ مشن کو ترکی مین جھیلنا پڑتی ہین
" اس کے بانی وہ عیسائی پیشوا اور مجالس کلیسا تھے جو پراٹسٹنٹون کے مخالف ہین - ترک فطرۃً متحمل المزاج
" واقع ہوئے ہین - قرآن مین خصوصیت کے ساتھ یہ حکم دیا گیا ہے کہ اہل کتاب کو، یعنی اون مذاہب
" کو جو الہامی کتب رکھتے ہین، آزادی دینا چاہیے۔ اور اس حکم کے بموجب عیسائیون کے متعدد
" فرقے اور یہودی سلطنت کی حفاظت مین آگئے ہین .... روس اور ترکون
" مین یہی تو فرق ہے - کہ ترکی مین عیسائیون کے تمام فرقے مسلمانون کی طرح آزادی کے ساتھ خاص
" اپنے مدرسے اور کنیسے قایم کرسکتے ہین، اور دوسرے لوگون کو اپنے مذہب مین بھی داخل کرسکتے
" ہین، لیکن روس مین کسی روسی کو یہ اجازت نہین کہ وہ سلطنت کے کلیسا سے منحرف ہوسکے
" اور نہ کسی بت پرست یا مسلمان تاتاری ہی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ سواے سلطنت کے کلیسا کے
" کوئی دوسرا مذہب قبول کرسکے، ورنہ سزا کا مستوجب ہوگا - ترک لڑائی کے وقت نہایت خونخوار
" اور وحشی ہین، لیکن صلح کے زمانے مین بہت متحمل المزاج ہوتے ہین - مسیحی مذہب اور نیز رعایا
" کے حق مین یقیناً یہ بہتر ہوگا کہ ترک یورپ مین رہین، بہ نسبت اس کے کہ روس قسطنطنیہ پر قابض
" ہوجائے"۔ [۵۱]

ترکی مسامحت کی چند مثالین

۷۳ - مین اس موقع پر ترکون کی بے تعصبی کی چند مثالین بیان کرتا ہون، جو اونھون نے گزشتہ اور موجودہ زمانے مین اپنی عیسائی اور یہودی رعایا سے برتین -

وارنا کے محاصرے (۱۴۱۴ء) مین ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس سے ثابت ہوگیا - کہ عیسائیون کے مختلف فرقون کی بہ نسبت ترکون کی بے تعصبی بدرجہا بالاتر ہے -

کرنل جیمس بیکر لکھتے ہین کہ :-

" ایک شخص جارج بریسکو درچ سے، جو گریک چرچ کا پیرو تھا، ایک رومن کیتھولک شخص ہنیا ڈس سے

[۵۱] "بوسٹن جرنل" بحوالہ بیرن ہنری ڈی ورمس، در کتاب "انگلش پالیسی ان دی ایسٹ"، مطبوعہ لندن ۱۸۷۷ء، صفحہ ۳۳ تا ۳۴ -

" پوچھا کہ "اگر تم فتح یاب ہوئے تو تم کیا کرو گے؟" اُس نے جواب دیا کہ "تمام باشندون کو جبراً
" رومن کیتھولک بناؤن گا"۔ اس کے بعد برنیکو وتج سلطان کی خدمت مین گیا، اور اون سے
" بھی یہی سوال کیا۔ وہان سے یہ جواب ملا کہ مین ہر مسجد کے قریب ایک ایک گرجا بناؤن گا، اور تمام
" لوگون کو اجازت دون گا کہ وہ اپنے اپنے مذہب کے مطابق خواہ مسجدون مین سجدہ کرین، یا گرجاؤن
" مین صلیب کے سامنے جھکین، جب اہل سرویا نے یہ سنا تو اونھون نے لیٹن چرچ کے محکوم
" بننے کے مقابلے مین سلطان کی اطاعت کو زیادہ پسند کیا"۔ [۵۱]

یہ سلطان محمد ثانی کا ذکر ہے، ان کے عہد مین بوسینیا اور بلگیریا کے بہت اعیان و اشراف نے اسلام قبول کیا۔ سلطان سلیم اول جیسے سخت آدمی کو بارہا مفتی نے اوس کے ظالمانہ مقاصد سے روکا، اور صاف صاف اون سے یہ کہدیا کہ عیسائیون کو قتل کرنا یا اون کو اپنے مذہب پر عمل کرنے سے روکنا اسلام کے مقدس احکام کے بالکل خلاف ہے۔ سلطان نے بھی اس کو تسلیم کیا۔

ایک مرتبہ کسی مفتی سے دریافت کیا گیا کہ "اگر گیارہ مسلمان کسی ایسے عیسائی کو بے گناہ قتل کر ڈالین جو بادشاہ کی رعیت ہو، اور جزیہ بھی ادا کرتا ہو، تو کیا کیا جائے گا؟" مفتی نے جواب دیا کہ اگر ایک ہزار اور ایک مسلمان بھی ہون گے تب بھی وہ سب کے سب قتل کئے جائین گے"۔ [۵۲]

ٹرکی کی ترقی پذیر تہذیب و شائستگی

۲۲۹۔ ٹرکی نے حقیقی طور پر ظاہر کر دیا ہے کہ وہ جدید خیالات کے اثر سے بالکل بیگانہ نہین تھی۔ اور اس مین بھی شک نہین کہ ان خیالات نے مسلمانون کے متعصب جمہور انام مین نہایت دھیمی رفتار کے ساتھ اثر کیا، لیکن یہ دعویٰ نہین کیا جا سکتا کہ اس زیر بحث زمانے مین یورپ کے کسی حصے مین بھی ان خیالات کا قابل ذکر اثر نہ تھا۔

---

[۵۱] "ٹرکی ان یورپ"، مصنفہ جیمس بیکر، ایم، اے، صفحہ ۲۰۹۔

[۵۲] "ٹرکی ان یورپ"، مصنفہ بیکر، صفحہ ۱۶۲۔

" خود انگلستان مین، جارج سوم کے زمانے مین، تعصب اور مذہبی عدم آزادی گورنمنٹ کے اصول
" مسلمہ مین داخل تہی، اور یہ تعصب و عدم آزادی مذہب جن شکلون مین ظاہر ہوتی تہی وہ صرف وحشیانہ ہی
" نہین بلکہ تکلیف دہ ہوتی تہین۔ ایک صدی نہین گزری کہ فرانس مین نینٹس (مقام) کے شاہی فرمان
" کی تنسیخ[۵۱] کے بعد بے شمار مظالم ٹوٹ پڑے، اور "ری وولوشن" کے زمانہ تک ہر وقت اون مظالم کے
" اعادے کا امکان تہا۔ یورپ کے دوسرے حصون مین رومن کیتہولک پراٹسٹنٹون پر ظلم و ستم کرتے
" رہتے تہے، اور پراٹسٹنٹ رومن کیتہولکون پر۔ اور روس کا گریک چرچ تو ان دونون کا دشمن تہا۔ ایسے
" وقت مین جب کہ ٹرکی سے بہت زیادہ مہذب و متمدن ممالک نے (مذہبی آزادی کے مسئلے مین) کوئی
" معتد بہ ترقی نہین کی تہی، تو اس بارے مین ٹرکی نے جو کچھ پیش قدمی اور ترقی کی، خواہ وہ کتنی ہی قدیمی
" ہی، وہ ایک امید دلانے والا واقعہ تہا اور آیندہ اوس سے بہت زیادہ ترقی کی امید کی جاسکتی تہی،
" بشرطیکہ یورپ بہی عقل و انصاف کے اصول کا صحیح احساس رکہتا۔

[۵۱] فرانس کے فرمان روا ہنری چہارم نے پندرہ اپریل ۱۵۹۸ء کو بمقام نینٹس ایک شاہی فرمان شائع کیا تہا جس مین فرانس کی تمام مذہبی لڑائیون کا خاتمہ کر دیا گیا تہا، اور جس مین پراٹسٹنٹون کو رومن کیتہولکون کے برابر پولیٹیکل حقوق دیے گئے تہے، اور فوجی و عدالتی رعایات بہی اون کے ساتہہ کی گئی تہین، لیکن یہ آزادی بعض امرا اور چند شہرون کے باشندون ہی کو حاصل ہوئی تہی، اور خاص شہر پیرس، اور اوس کے قرب و جوار، اور چرچ کے محکوم شہر اس نعمت سے محروم رکہے گئے تہے۔ یہ فرمان تاریخون مین "اڈکٹ اوف نینٹس" کے نام سے مشہور ہے۔

اس کے بعد بجائے اس کے کہ یہ رعایتین فرانس کے تمام پراٹسٹنٹون کو حاصل ہوتین، اون پر اولٹی مصیبت یہ نازل ہوئی کہ تقریباً ستاسی برس کے بعد فرانس کے سنگدل بادشاہ لوئی چہاردہم نے ۲۲، اکتوبر ۱۶۸۵ء کو سنگدل ہنری کے فرمان کی تنسیخ مین ایک دوسرا شاہی فرمان شائع کیا، اور پراٹسٹنٹون کو جو کچھ تہوڑی بہت حریت حاصل ہوئی تہی وہ بہی چہین لی، جس کا یہ تباہی بخش نتیجہ نکلا کہ اس فرمان کی اشاعت کے بعد فرانس کے تین لاکہ باشندے اپنا پیارا وطن چہوڑنے پر مجبور ہوئے، اور ہالینڈ، پرشیا، انگلینڈ، سوئٹزرلینڈ، اور امریکہ مین جا پناہ گزین

"اکثر یہ راے دی گئی ہے کہ معاملات ٹرکی مین روس کی مسلسل مداخلت نے اون مظالم کو اور زیادہ سنگین
" بنادیا، جس مین عیسائی مبتلا رہتے تھے، اور بجائے اچھا زمانہ بلانے کے، اور مزاحمتون اور رکاوٹون مین
" پھنسادیا - سلطنت عثمانیہ مین عیسائیون کی حالت کبھی ایسی نہین ہوئی جیسی اوس بیس برس کے
" عرصے مین جو ۱۸۵۶ء اور ۱۸۷۶ء کے درمیان گزرا جب کہ عہدنامہ پیرس نے ٹرکی کو (یورپ کی) غیر
" محتاطانہ فراخ حوصلگی کی دست برد سے محفوظ کیا [۵۱]

یورپ مین روس کے مقابلے مین ٹرک زیادہ پسند کیے جاتے ہین۔

۳۹ - سلطان عبد المجید خان کی عزت و احترام مین ہمیشہ اس بات کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اونہون نے اپنی ٹرکی رعایا کو مذہبی سامحت کے خیال سے مالوف و مانوس بنادیا - ارل آف شیفٹسبری نے ۱۰ مارچ ۱۸۵۴ء کو ہاؤس آف لارڈز مین اسپیچ دیتے ہوئے اس امر کا اعتراف کیا کہ موجودہ سلطان نے ہمیشہ پراٹسٹنٹون کے ساتھ یکسان آزادی اور فیاضی سے سلوک کیا ہے - اوس موقع پر اونہون نے روس کے اوس شاہی اعلان پر بھی لعنت و ملامت کی جس مین یہ بیان کیا گیا تھا کہ انگلینڈ اور فرانس، جو بالآخر زار کی عالی حوصلگیون کو روکنے کے لئے ایک اتحاد کرنے والے ہین اسلام کی طرف داری مین لڑ رہے ہین، اور روس عیسائیت کی حمایت مین اُنھون نے یہ بھی کہا کہ یہ کوئی مذہبی مسئلہ نہین ہے، بلکہ اس کا تعلق اصول انصاف سے ہے، اگر مجکو ان دونون مین سے کسی ایک کے پسند کرنے کے لیے مجبور کیا جائے، تو مین روسی تہذیب کے مقابلے مین ترکی تہذیب کو بے انتہا پسند کرون - ٹرکی مین عیسائیون کو جو کچھ تکلیفین جھیلنا پڑین، اون مین سے اکثر و بیشتر اپنے ہاتھون: آپس کے مذہبی جھگڑون اور سازشون یا گریک چرچ کے پادریون کی ہوا و ہوس کی بدولت اوٹھانا پڑین - باب عالی نے اپنے تمام ممالک محروسہ عثمانیہ مین کتابون کی مشنریون، مطبعون اور ترقی و تنصر کے تمام ذریعون کو پوری آزادی کے ساتھ اجازت دے رکھی ہے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۳ - ہوئے جس مین ہر قسم کے عالم و فاضل اور صناع و باکمال لوگ شریک تھے - یہ فرمان تاریخون مین "ناسخ فرمان نٹس" کے نام سے مشہور ہے - (اختصار)

۵۱ - کیس کی تاریخ جنگ روس و روم صفحہ ۲۶۹ -

برخلاف اس کے روس کی سرحد اس قسم کی (علمی و مذہبی اشیا ء) کی درآمد کے لیئے نہایت سختی کے ساتھ مسدود کر دی گئی ہے۔ اور تیس سال سے بائبل کی ایک جلد بھی کسی ملکی زبان مین (ان حدود مین) شایع نہین ہوئی ہے۔ ارل آوف شیفٹری نے ٹرکی معاملات مین روس کی بیجا مداخلت کے پوشیدہ محرکات کا سرچشمہ روس کے اوس رشک و حسد کو قرار دیا، جو پراٹسٹنٹ عیسائیون کے حق مین ٹرکی کی مسامحت سے، اوس کے دل مین پیدا ہوا۔ اونہون نے اس بات کو نہایت مدلل طریقون سے ثابت کیا کہ اگر عثمانی سلطنت کے بجاے روسی حکومت آئے تو مذہبی آزادی بجاے ترقی کرنے کے مفقود ہوجائے گی۔

" اصول معدلت، انتظام مملکت، تشخیص ضرائب، تعلیم اور مذہبی مسامحت کے متعلق گزشتہ تیس یا پینتیس
" سال کے عرصے مین نہایت قابل اطمینان اصلاحین شروع کی گئی ہین۔ اور گو بدرجۂ اتم نہ سہی لیکن
" ایک حد تک اون پر عمل درآمد بھی ہونے لگا ہے۔ ۱۸۵۶ء کے فرمان نے، جو جنگ کریمیا کے خاتمے
" کے بعد جاری ہوا، عیسائیون کے حقوق مین بہت کچھ اضافہ کیا، اور اون کو آزادی کے ساتھ رہنے اور
" اپنے مذہب پر عمل کرنے کی اجازت دی۔ کرنل جیمبیبر کہتے ہین کہ کچھ نئے قوانین بنانے کی
" ضرورت نہین ہے، بلکہ اون ہی قوانین کا جاری کردینا کافی ہے جو پہلے سے موجود ہین۔ ایک
" لائق ٹرک نے کرنل موصوف سے کہا کہ ہمارے ملک کو اس بات کی سب سے بڑی ضرورت ہے
" کہ اندرونی انصاف اور بیرونی انصاف ہو۔ یہ فقرہ قابل تعریف صداقت و لطافت اور نکتہ سنجی
" سے بھرا ہوا ہے۔" [۵۱]

ٹرکی کی بے انتہا مسامحت

۴۷۔ ٹرکی نے گزشتہ تیس سال کے عرصے مین تنزل کرنے کے بدلے، بہ نسبت دوسرے ممالک کے، تمدنی اور اخلاقی امور مین، اور نیز مذہبی مسامحت مین بہت زیادہ ترقی کی ہے، اور درحقیقت ان ایام مین ٹرکی نے حیرت انگیز مذہبی مسامحت کا اظہار کیا ہے۔ سر جارج کیمبل، جو انڈین سول سروس مین ایک نہایت مشہور شخص تھے، اور جو ایک ایسے شاہد مین

[۵۱] کیس کی تاریخ جنگ روس و روم" صفحہ ۲۹۹ تا ۳۰۰۔

... کی گورنمنٹ سے مطلق ہمدردی نہین، اپنے خاص مشاہدے سے بیان کرتے ہین کہ یہودیون اور عیسائیون کے ساتھ سلطنت عثمانیہ کی مساحمت "حد سے زیادہ" ہے[۵۱] اور باوجود ان تمام مخالف شہادتون کے ریورنڈ ملکم میکال ترکون پر مذہبی تعصب کا الزام لگاتے ہین۔

ذمی اور جزیہ

۴۱۔ اسلامی فقہ، خواہ کتنی ہی سختی اور تعصب مذہبی کا ملزم ٹھیرایا جاسکتا ہو، لیکن اس پر بھی وہ اپنی غیر مسلم رعایا کے حق مین اس انتہائی درجے پر نرم اور دریادل ہے کہ وہ اون کو "سب نبی" ایسے بدتہذیبی کے فعل پر بھی اوس حفاظت سے خارج نہین کرتا جس کی ذمے داری اون سے جزیہ ادا کرنے کے معاہدے پر کی گئی ہے۔ مین اس مضمون کے متعلق "ہدایہ" کا ایک فقرہ نقل کرتا ہون:۔

"اگر کوئی ذمی جزیہ ادا کرنے سے انکار کرے، یا کسی مسلمان کو قتل کر ڈالے، یا
" سب نبی کرے، یا کسی مسلمان عورت سے زنا کرے، تو اس سے اوس کا معاہدۂ اطاعت معدوم نہین
" ہوجائے گا، کیونکہ ذمیون کا قتل کرنا جس بنا پر ملتوی کیا گیا ہے وہ جزیہ کا (صرف) تسلیم
" کرلینا ہے، نہ کہ حقیقی طور پر اوس کا ادا کرنا، اور جزیہ تسلیم کرلینے کا معاہدہ ابھی تک باقی ہے
" . . . ہمارے (حنفی) فقہا کی رائے مین سب نبی، صرف ایک کلمۂ کفر ہے جو ایک کافر سے
" سرزد ہوا ہے، اور جب کہ اوس کا کفر معاہدۂ اطاعت کے وقت مانع معاہدہ نہین ہوا،
" تو یہ نیا کفر اوس معاہدۂ اطاعت کو ساقط بھی نہین کرسکتا۔"[۵۲]

قرآن مین ارتداد واجب التعذیر فعل نہین

۴۲۔ اسلامی اصلاحون پر نکتہ چینی کرنے والا ریورنڈ، سراے کیمبل کی راے نقل کرتا ہے جس مین یہ بیان کیا گیا ہے:۔

[۵۱] "کیس کی تاریخ جنگ روس و روم" صفحہ ۲۳۔

[۵۲] "ہدایہ" مترجمہ چارلس ہملٹن، جلد ۲، ۲۲۱ ـ یا اصل عربی، جلد ۲، صفحہ ۴۱۴، مطبوعہ کلکتہ

"عیسائی موردِ نفرت وحقارت قرار دئے گئے ہین، اور یہی قرآن کی تعلیم ہے"۔

اور پہر وہ خود لکھتا ہے کہ:۔

"اگر کوئی عیسائی کسی مسلمان کا مذہب تبدیل کرائے تو اوس کو بھی موت کی سزا دی جائے گی، اور

"مذہب تبدیل کرنے والا مسلمان بھی قتل کیا جائے گا"۔

قرآن مین کسی جگہہ عیسائیون سے نفرت وحقارت کی تعلیم نہین دی گئی، اور جب مین خیال کرتا ہون تو مجھے افسوس ہوتا ہے کہ سرایے کیمبل جیسا کونسل جنرل قرآن سے ایسی گہری ناواقفیت کی مصیبت مین مبتلا ہو، اور یہ جو ارتداد کی سزا موت بتائی جاتی ہے تو یہ کوئی پیغمبر اسلام کا قانون نہین ہے، اور نہ قرآن نے الحاد کی کسی دنیاوی سزا کا فتویٰ دیا ہے۔

مین یہان قرآن کی اون چند آیات کو نقل کرتا ہون جو ایک مسلمان کے ارتداد مذہب سے تعلق رکہتی ہین۔ ریورنڈ مسٹر میکال کو یہ دیکھہ کر حیرت ہوگی کہ ان مین سے کسی ایک آیت مین بھی ارتداد کی سزا موت نہین بتلائی گئی ہے، بلکہ برخلاف اِس کے قرآن اون لوگون کو معاف کرتا ہے جو کسی مسلمان کو اوس کے مذہب سے منحرف کرین۔

(۱۰۳) ودّ کثیر من اہل الکتاب لو یردونکم من بعد ایمانکم کفاراً، حسداً من عند انفسہم، من بعد ما تبین لہم الحق، حتی یاتی اللہ بامرہ، ان اللہ علی کل شئی قدیر۔

(البقرہ ۲)

(۱۰۳) (مسلمانو!) اکثر اہل کتاب باوجودیکہ اون پر حق ظاہر ہو چکا ہے (پہر بھی) اپنے دلی حسد کی وجہ سے چاہتے ہین کہ تمہارے ایمان لائے پیچھے پہر تم کو کافر بنا دین، تو معاف کرو اور درگزر کرو یہان تک کہ خدا اپنا (کوئی اور) حکم صادر کرے، بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

(۲۱۴) ... ولا یزالون یقاتلونکم حتی یردوکم عن دینکم، ان استطاعوا، ومن یرتدد منکم عن دینہ فیمت وہو کافر، فاولئک

(۲۱۴) .... (یہ کفار) سدا تم سے لڑتے ہی رہین گے یہان تک کہ اگر اون کا بس چلے تو تم کو تمہارے دین سے برگشتہ کردین، اور

جبطت اعمالہم فی الدنیا والاخرۃ ، واولئک
اصحاب النار ، ہم فیہا خالدون -
(البقرہ ۲)

(۸۰) کیف یہدی اللہ قوماً کفروا
بعد ایمانہم وشہدوا ان الرسول حق ، وجاءہم
البینات ، واللہ لایہدی القوم الظالمین -

(۸۱) اولئک جزاؤہم ان علیہم لعنۃ اللہ
والملائکۃ والناس اجمعین - (آل عمران ۳)

(۸۲) خالدین فیہا ، لایخفف عنہم العذاب
ولاہم ینظرون - (آل عمران ۳)

(۸۳) الا الذین تابوا من بعد ذلک
واصلحوا ، فان اللہ غفور رحیم (آل عمران ۳)

(۸۴) ان الذین کفروا بعد ایمانہم ،
ثم ازدادوا کفراً لن تقبل توبتہم ، واولئک
ہم الضالون -
(آل عمران ۳)

جو تم مین اپنے دین سے برگشتہ ہوگا ، اور کفر ہی
کی حالت مین مرجائے گا ، تو ایسے لوگون کا کیا کرایا
دنیا و آخرت (دونون جگہ) اکارت جائے گا ، یہی
اہل دوزخ ہین ، اور ہمیشہ دوزخ ہی مین رہین گے

(۸۰) خدا ایسے لوگون کو کیون ہدایت دینے
لگا ، جو ایمان لائے پیچھے لگے کفر کرنے ، اور (وہ)
اقرار کر چکے تھے کہ پیغمبر برحق ہے ، اور اون کے
پاس (اس کے) کھلے ثبوت بھی آچکے ۔ اور اللہ
ایسے ہٹ دہرم لوگون کو ہدایت نہین دیا کرتا -

(۸۱) ان کی سزا یہ ہے کہ ان پر خدا کی اور فرشتون
کی اور لوگون کی سب کی پھٹکار -

(۸۲) یہ ہمیشہ اسی (پھٹکار) مین رہین گے ،
نہ تو اون سے عذاب ہی ہلکا کیا جائے گا ، اور نہ
اون کو مہلت ہی دیجائے گی -

(۸۳) مگر جن لوگون نے ایسا کئے پیچھے توبہ
کی اور (اپنی) اصلاح کرلی ، تو اللہ بخشنے والا
مہربان ہے -

(۸۴) جو لوگ ایمان لائے پیچھے پھر گئے
اور اون کا کفر بڑھتا چلا گیا ، تو ایسون کی توبہ کبھی
قبول نہین ہوگی ، اور یہی لوگ گمراہ ہین

(۵۹) یا ایہا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ، فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم ویحبونہ، اذلۃ علی المؤمنین، اعزۃ علی الکافرین، یجاہدون فی سبیل اللہ، ولا یخافون لومۃ لائم، ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء، واللہ واسع علیم۔

(المائدۃ ۵)

(۵۹) مسلمانو! تم مین سے کوئی اپنے دین سے پھر جائے، تو خدا ایسے لوگ موجود کر دے گا جن کو وہ دوست رکھتا ہوگا، اور جو اوس کو دوست رکھتے ہون گے، مسلمانون کے ساتھ نرم، کافرون کے ساتھ کڑے (اپنی حفاظت کے لیے) اور اون کے مقابلے کے لیے رو کے رہتے ہین (اور جو) خدا کی راہ مین کوشش کرین گے، اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا کچھ خوف نہین کرینگے۔ یہ خدا کا ایک فضل ہے، جس کو چاہے دے، اور خدا (بڑا) وسعت والا اور علیم ہے۔

یہ ہے اسلام کا وہ الہامی قانون جس مین مرتدون کے ساتھ بے انتہا سماحت کی گئی ہے۔ اگر ٹرکی مین مذہب بدلنے والون کے ساتھ کسی قسم کا جابرانہ اور متعصبانہ برتاؤ ہوتا ہے تو کوئی وجہ نہین کہ سلطان ٹرکی اوس کی اصلاح نہ کرین۔

احکام فقہ متعلق مرتدین

۴۳ - ریورنڈ میکال غلطی سے جس فقہ کو "اسلام کا ناممکن التبدیل قانون" لکھتے ہین وہ مرتد کے حق مین موت کا فتویٰ تجویز کرتا ہے، لیکن فقہا اون اسباب وعلل کے تشخیص کرنے مین باہم مختلف الرائے ہین جن پر یہ فتویٰ دیا جائے گا، وہ اوس مرتد کے حق مین موت کا فتویٰ دین گے جو اپنے بادشاہ کے خلاف بغاوت کرتا ہے، لیکن ایسی حالت مین صورت معاملہ بالکل بدل گئی، کیونکہ یہ فتوا سے موت بربنائے ارتداد نہین دیا گیا، بلکہ اپنے بادشاہ کے برخلاف بغاوت کے سنگین جرم کی پاداش مین دیا گیا ہے۔

سزائے مرتد پر بحث

۴۴ - فقہا نے مرتدون پر سزائے موت جاری کرنے کی دو وجوہ پیش کی ہین، جو "ہدایہ" مین بیان کی گئی ہین۔

پہلی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ قرآن یہ حکم دیتا ہے کہ "مشرکون کو قتل کرو" (التوبہ ۹- آیت ۵)

دوسری وجہ کی بنیاد اسی مضمون کی ایک حدیث پر رکھی گئی ہے کہ "جو شخص اپنا مذہب بدلے اوس کو قتل کرو" لیکن یہ دونون وجوہ ضعیف اور بے بنیاد ہین -

پہلی وجہ کا بطلان تو اس طرح ثابت ہوتا ہے کہ (اس استدلال مین) اون متعدد آیات کے مضامین سے اغماض کیا گیا ہے، جو خصوصیت کے ساتھ مسئلہ ارتداد سے تعلق رکھتی ہین اور جن کو ہم نے بیالیسوین فقرے مین نقل کیا ہے، اور نیز اس استدلال کا ضعف اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ فقہا نے سورۂ توبہ کی پانوین آیت کا صرف ایک غیر مربوط ٹکڑا پیش کیا ہے جس کو مسئلہ زیر بحث سے کچھ تعلق نہین - سورۂ توبہ کی آیات اون اہل مکہ سے تعلق رکھتی ہے جنھون نے حدیبیہ کا معاہدہ توڑ دیا تھا، اور جنھون نے باوجود عہد و پیمان کے اوس قبیلے پر سخت ظلم و تعدی کی تھی جس نے اون کے خلاف معاہدہ تاخت و تاراج سے تنگ آکر مسلمانون کے زیر حمایت پناہ لی تھی[1] علاوہ اس کے اس آیت مین "مشرکین" سے بحث کی گئی ہے، اور اسی نام سے اہل مکہ موسوم کئے گئے ہین، اور مجھے اس بات کے تسلیم کرنے مین تذبذب ہے کہ "مرتدین" "مشرکین" کے لفظ سے تعبیر کئے جاسکتے ہین یا نہین -

اب رہی وہ حدیث جس پر دوسری وجہ کی بنیاد رکھی گئی ہے، سو میری رائے مین چون کہ یہ حدیث قرآن کی اون آیات کے مخالف ہے، جو اوپر نقل کی گئی ہین، لہذا ناقابل اعتبار ہے - علاوہ برین اس حدیث مین اصول تنقید حدیث کے مطابق کوئی ایسی علامت موجود نہین جس سے صحیح اور موضوع حدیث مین امتیاز کیا جاتا ہے - بخاری لکھتے ہین کہ اونھون نے ابو النعمان سے سنا، اور نعمان نے حماد سے، اور حماد نے ایوب سے، اور ایوب نے عکرمہ کی سند پر یہ بیان کیا، اور عکرمہ کہتا ہے کہ ابن عباس نے پیغمبر کے قول کے حوالے سے یہ کہا کہ

[1] دیکھو سورۂ توبہ، آیات ۱ تا ۱۵: خصوصاً آیات ۳، ۴، ۸، ۱۱، ۱۳ -

جو اپنا مذہب بدسے اوس کو قتل کر ڈالو"۔ [۵۱]

اس حدیث مین پیغمبر وابن عباس کے درمیان، اور عکرمہ وابن عباس کے درمیان فصل واقع ہوگیا ہے۔ نہ تو ابن عباس یہ کہتے ہین کہ اونہون نے پیغمبر سے اس حدیث کو سنا، اور نہ عکرمہ یہ کہتے ہین کہ اُنہون نے بلا واسطہ ابن عباس سے یہ قول لیا۔ اس طرح پر حدیث کے راویون کا سلسلہ مسلسل نہین رہتا۔ اسلئے یہ حدیث قابل اعتبار نہین ہوسکتی عکرمہ کا چال چلن مجروح ہے کیونکہ اوسکی سچائی مشتبہ ہے۔ اگر اس حدیث متمسکہ کے لفظون پر خیال کیا جائے تو ہر قسم کے تبدیل مذہب کی سزا موت قرار پاتی ہے، خواہ ایک غیر اسلامی عقیدہ ترک کر کے دوسرا غیر اسلامی عقیدہ، یا خود مذہب اسلام ہی کیون نہ اختیار کیا جائے۔ اور یہ بالکل خلاف عقل اور فعل عبث ہے۔

تلفیق احادیث متعلقہ بہ ارتداد

۷۵ ۔ مسئلہ ارتداد کے متعلق چند اور حدیثین بھی ہین، جو ایسی ہی غلطی مین ڈالنے والی اور ناقابل اعتبار ہین۔

بخاری اور مسلم نے بیان کیا ہے کہ جب معاذ ابوموسیٰ کے پاس آیا تو دیکھا کہ ابوموسیٰ کے پاس ایک شخص پابہ زنجیر کھڑا ہے، معاذ نے ابوموسیٰ سے پوچھا کہ "اس شخص پر کیا مصیبت پڑی ہے؟" ابوموسیٰ نے جواب دیا کہ "یہ ایک یہودی ہے جس نے مذہب اسلام قبول کیا تھا، اور اب پھر یہودی ہوگیا ہے"۔ اس پر معاذ نے کہا کہ "جب تک یہ شخص قتل نہ ہوے گا مین نہ بیٹھون گا"۔ اور استدلالاً یہ کہا کہ "خدا اور اوس کے رسول کا یہی حکم ہے"۔ [۵۲]

اب اگر یہ حدیث صحیح ہے تو معاذ اپنی خانگی راے کو خدا اور اوس کے رسول کی طرف منسوب کرنے مین یقیناً غلطی پر تھا، کیونکہ ہم قرآن مین اس قسم کا کوئی حکم نہین پاتے۔

بیہقی اور دارقطنی نے متعدد سلسلہاے روات سے بیان کیا ہے کہ ایک عورت ام مروان مرتد ہوگئی، پیغمبر نے کہا کہ اوس کو توبہ کرنے کی ہدایت کرنا چاہیے، اور اگر توبہ نہ کرے گی

---

۵۱ بخاری، کتاب استتابۃ المرتدین، باب حکم المرتد والمرتدۃ۔

۵۲ بخاری، کتاب استتابۃ المرتدین، باب حکم المرتد والمرتدۃ ۔۔۔

توقتل کردی جائے گی" لیکن نقاد حدیث مُقر ہین کہ یہ سلسلہ روایت ضعیف ہے، اور مجھے اس مین کچھہ شک وشبہ نہین کہ یہ سلسلہ رواۃ اون لوگون کی تائید کی غرض سے وضع کیا گیا تھا جو یہ تسلیم کرتے تھے کہ مرتد عورت بھی قتل کی جائے، اور اوس گروہ کے خلاف مین ہوا اس پر مُصر تھا کہ صرف مرتد مرد ہی اس انتہائی سخت سزا کے مستوجب ہین۔

اسی مضمون کے متعلق حضرت عائشہؓ سے بھی ایک حدیث مروی ہے، جس مین ایک مرتد عورت کی نسبت یہ بیان کیا گیا ہے کہ اوس پیغمبر نے یہ حکم دیا تھا کہ" وہ جنگ احد کے روز اپنے گناہ سے توبہ کرے۔ ورنہ قتل کی جائے گی" اس حدیث کو بیہقی نے بھی بیان کیا ہے۔ لیکن اس کی صحت کی نسبت شبہ ہے [۵۱]

احمد توفیق آفندی کا معاملہ

۴۶- احمد توفیق آفندی کے معاملے کو جس کی نسبت مسٹر میکال لکھتے ہین کہ" وہ صرف اس علمی کام کے جرم مین سزائے موت کا مستحق قرار پایا کہ اوس نے ایک معمولی انگریزی دعا کی کتاب کے ترکی ترجمے کو صحیح کیا تھا" [۵۲] مسئلہ ارتداد سے کچھہ تعلق نہین۔ اگر وہ اپنا مذہب بدل لیتا، یا عیسائی ہوجاتا تو کوئی اوس کے فعل مین کچھہ مداخلت نہ کرتا، اوس پر جو الزام لگایا گیا وہ یہ تھا کہ اوس نے مذہب اسلام کی توہین کی، اور اس طرح مسلمانون کی فیلنگ کو صدمہ پہنچایا، اور اس وجہ سے امن عامہ خلائق مین خلل پڑجانے کا قوی اندیشہ تھا ترکی وزیر خارجیہ نے ۱۵ جنوری ۱۸۸۰ء کو سر ہنری لیارڈ کو صراحتہً اور صاف صاف لکھا کہ اس معاملے کو مذہبی آزادی یا برلن میمورنڈم یا فرمان سے کچھہ تعلق نہین۔ اگر احمد آفندی اپنا مذہب بدل لیتا تو کسی شخص کو اوس سے بدسلوکی کرنے اور اوس کے فعل مین دخل دینے کا حق نہین تھا۔ احمد آفندی نہ تو مرتد تھا، اور نہ اس انحراف کی بدولت اوس کو یہ سخت سزا ملی۔ احمد آفندی پر جو الزام لگایا گیا اوس کی نوعیت ایسی تھی کہ ہر ایک گورنمنٹ اپنے زیر حمایت مذاہب کی

[۵۱] "نیل الاوطار" از قاضی شوکانی، جلد ۸، صفحہ ۹۸۔

[۵۲] کنٹمپرری ریویو، اگست ۱۸۸۱ء، صفحہ ۲۰۲۔

انگریزی [illegible]
کفر

مراعات مین اوس کو جائز رکھے گی۔

۷۴۔ مسٹر ایوالڈ، انگریزی قانون متعلق بہ کفر پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہین کہ:-

"کفر کے معنی ہین خدا کی ہستی یا اوس کی قدرت سے انکار کرنا، یا اوس کی [illegible] ناملائم حقیر و تذلیل
"کا استعمال کرنا ہی قانوناً جرم مستوجب سزا یا قتل ہے۔ شاہ جیمس [illegible] کے قانون کی
"رو سے تحقیر دون مین خدا، یا مسیح، یا تثلیث مقدس [illegible]
"کی سزا دس پونڈ ہے۔ انجیل مقدس کی شان مین عبارت آمیز الفاظ [illegible] سے اور
"اس کی سزا جرمانہ، قید، یا جسمانی سزا ہو سکتی ہے" ۵۱

"قانون وصیت، نمبر ۹ اور ۱۰ منمن سوم [illegible] جس نے عیسائی
"مذہب مین تعلیم و تربیت پائی ہے، یا جس نے خود مذہبی عیسوی قبول کیا ہے، اگر وہ طباعت
"سے، تعلیم سے، یا پند و موعظت کے ذریعہ سے، مذہب مسیحی کی صداقت، انجیل مقدس کے الہامی
"ہونے سے انکار کرے، یا یہ ظاہر کرے کہ ایک سے زیادہ خدا ہین، [illegible] کے بہت سے سول
"حقوق تلف ہو جامین گے، اور اگر دوبارہ یہی جرم سرزد ہو تو تین سال کے لئے قید کیا
"جائے گا" ۵۲

مسلمانون کا فقہی قانون جرم ارتداد کی سزا معین کرنے مین بہت نرم ہے۔ "نور الابصار"
کا مصنف لکھتا ہے کہ:-

"کسی مسلمان کے ارتداد پر اوس وقت تک فتواے کفر نہین دیا جائے گا جب تک کہ اوس کے
"الفاظ کا کوئی عمدہ محمل پیدا ہو سکتا ہو، یا جب کہ اوس کے کفر مین اختلاف رائے ہو، اگرچہ کہ اس

---

۵۱ "آور کانسٹی ٹیوشن: این اپی ٹوم آف آور چیف لاز اینڈ سسٹم" (ہماری گورنمنٹ کے مہتم بالشان قوانین اور طرز سلطنت کا خلاصہ، مصنفہ چارلس ایوالڈ، لندن ۱۸۶۷ء، صفحہ ۱۸۰۔

۵۲ کتاب مذکورہ بالا، صفحہ ۱۶۶ تا ۱۶۷۔

"اختلاف کی بنیاد غیر صحیح احادیث ہی پر کیون نہو"۔ ۵۱

ارتداد و بغاوت فقہ مین ایک سمجھے جاتے ہین

۴۸- اسلامی فقہ مین ارتداد بغاوت کے مساوی سمجھا گیا ہے، لہذا یہ مسئلہ پولٹیکل مباحث مین شریک کیا گیا ہے، نہ کہ قانونِ فوجداری مین ارتداد بھی گورنمنٹ کی بغاوت کے ہم پلہ خیال کیا جاتا تھا، اور اکثر اُس کے ساتھ ہتیارون کی جھنکار بھی ہوتی تھی، اور یہی وجہ ہے کہ فقہ نے مرتد عورت کے قتل کا فتویٰ نہین دیا: کیون کہ وہ بادشاہ کے خلاف ہتیار اوٹھانے اور معرکہ آرا ہونے کی قابلیت نہین رکھتی۔ ۵۲

گورنمنٹ ٹرکی کی مذہبی آزادی پر سائرس ہملن کی رائے

۴۹- ٹرکی مین مرتدون کے متعلق فقہ کا طرزِ عمل بہت کچھ بدل گیا ہے، اور بمقابلہ روس کے مختلف کلیساؤن کے عیسائیون کو بہت زیادہ آزادی دی گئی ہے۔ ریورنڈ سائرس ہملن اس امر کی شہادت دیتے ہین کہ ٹرکی مین مسیحی مذہب قبول کرنے کی کوئی سزا تجویز نہین کی گئی ہے۔ ریورنڈ موصوف گزشتہ نصف صدی مین مذہبی آزادی کے متعلق تحریر کرتے ہین کہ:-

"تمام عیسائی دنیا کے رومن کیتھولک اور پراٹسٹنٹ مشن اپنے مشاغل کے ساتھ
" سلطنت کے ہر حصے مین پھیلے ہوئے ہین، اور گورنمنٹ اون کی حفاظت کرتی ہے۔ ہر فرقے
" کے عیسائی اور یہودی آپس مین ایک دوسرے کا مذہب قبول کرسکتے ہین، اور اون کی حفاظت
" کی جاتی ہے، اور اس بارے مین بھی کچھ کوشش کی گئی ہے کہ مسلمانون کو بھی عیسائی مذہب
" قبول کرنے مین زیادہ آزادی دی جائے، جیسا کہ ہم گزشتہ باب مین ذکر کرچکے ہین پہلے کی طرح تبدیل
" مذہب پر موت کی سزا نہین دی جاتی، لیکن مذہب بدلنے والون کو عوام الناس سے ہر قسم کی
" ایذا رسانی کا اندیشہ لگا رہتا ہے، اور بعض شہرون مین، مثل قسطنطنیہ اور سمرنا کے، اون کو اُس
" کا بھی خوف نہین ہوتا۔ مسلمانون کو اس وقت تک کسی جگہ مسیحی مذہب قبول کرنے کی آزادی

۵۱ "مختار"، کتاب الجہاد، باب المرتد صفحہ ۴۴۴، مطبوعہ مصر۔

۵۲ "ہدایہ"، جلد دوم، صفحہ ۲۲۸۔

" نہین، اورنہ اوس وقت تک ہوسکتی ہے،جب تک کہ وہ لوگ خود بہت زیادہ روشن خیال نہ ہوجائین"[۱]

ٹرکی سلاطین نے سزاے ارتداد کو موقوف کردیا۔

۵۰- مدت ہوئی کہ سلطان نے اوس قانون کو منسوخ کردیا ہے جو مرتدون کے متعلق تہا جس سے تبعًا یہ بہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ قانون احکام قرانی کے زمرے مین نہ تہا مصنف مذکور لکہتا ہے کہ:-

" سراسٹرٹ فرڈ کینگ نے تمام سفرا دول یورپ کی تائید سے،جن مین سفیر روس شریک نہین تہا،
" اورجو اپنی خصومت کو چہپایا چاہتا تہا،نہایت سخت الفاظ مین یہ مطالبہ کیا،کہ مرتدون کے متعلق جو
" احکام ہین وہ قطعی منسوخ کردئے جائین،اور پختہ وعدہ کیا جائے کہ پہر کبہی ایسا واقعہ پیش نہ آئے گا،
" ورنہ انگلینڈ ٹرکی کی یقینی تباہی کے لئے۔اوس کے دشمنون سے مل جائے گا،نیز اوس نے اس پر
" بہی زور دیا کہ اس ناشائستہ قانون کو قرآن سے کچہہ تعلق نہین،بلکہ اِس کا ماخذ ایک غیر معتبر حدیث
" ہے۔وزیر اعظم نے ترکون کی تائید مین بہت کچہہ ہاتہہ پیر مارے،لیکن بالآخر اس مطالبہ کو
" منظور کرلیا۔

" اس کے بعد سراسٹرٹ فرڈ نے سلطان سے ملاقات کرنا چاہی تاکہ وہ خود امیر المومنین اور
" خلیفہ پیغمبر کی حیثیت سے اوس کو منظور کرین محکمہ وزارت سے اس کا یہ جواب ملا کہ،
" باب عالی اس کا پورا انتظام کرنے والی ہے کہ آئندہ کوئی عیسائی قتل نہ کیا جائے گا،اگرچہ وہ مرتد
" از اسلام ہو۔

" دوسرے روز سلطان نے دربار عام مین اپنی منظوری کا اظہار کیا،اور کہا کہ میرے ملک مین نہ
" مذہب مسیحی کی توہین کی جائے اور نہ عیسائیون کو اون کے مذہب کی بناپر کسی قسم کی تکلیف
" پہنچائی جائے۔

" باب عالی کی اس خط وکتابت کی ایک ایک نقل ہر ایک بطریق کے پاس بہیجی گئی،جس کے
" ساتہہ سلطان کا وعدہ بہی منسلک تہا،اگرچہ ابہی تک اس کے چہپنے کی نوبت نہین آئی تہی،

[۱] "انگ دی ٹرکس"،مصنفہ سائرس ہملن،صفحہ ۳۶۵ یا ۳۶۶،مطبوعہ لندن ۱۸۷۸ء۔

" لیکن اس کا ترجمہ کیا گیا، متعدد نقلین کی گئین، اور نہایت کثرت سے ساتھہ ملک کے تمام معززین
" مین تقسیم کی گئین۔
" دنیا تمام عیسائی اور اسلامی دنیا مین اس پر سخت مباحثہ چھڑ گیا کہ آخر اس کا مطلب کیا ہے؟ کیا
" سلطان نے قرآن کے قانون کو بالا ئے طاق رکھہ دیا؟ اس سے صراحتاً یہ ثابت ہوگیا کہ ایک
" تو قانون قرآن مین نہین ہے، اور دوسرے یہ کہ قرآن قانون نہین ہے۔ لیکن اس آخری بات
" کا دعویٰ کرنا بالکل فضول ہے۔[۵۱]

عیسائی قانون دربارہ ... مین

۵۱ مسلمانون نے ارتداد کی یہ سزا عیسائیون سے لی، اور عیسائیون نے اپنے دور مین اوس کو یہودیون سے اخذ کیا۔[۵۲]

اگر کوئی عیسائی اپنا مذہب چھوڑ کر یہودیت، یا بت پرستی، یا اور کوئی مذہب باطلہ اختیار کرلیتا تھا، تو شہنشاہ کونسٹین ٹی اس اور شہنشاہ جوینین نے اوس کے لیے یہ سزا قرار دی تھی کہ اوس کا تمام مال و اسباب ضبط کرلیا جاے، شہنشاہ تھیوڈوسی اس اور ویلین ٹی نین نے اس پر یہ اور اضافہ کیا، کہ اگر یہ مرتد دوسرے لوگون کو بھی اسی جرم (تبدیل مذہب) کی ترغیب و تحریص دلائے، تو اوس کو سزاے موت دی جاے۔ بریکٹن کے زمانے مین، جو تیرھوین صدی کا قانون نویس تھا، انگلینڈ کے مرتد زندہ جلا دیے جاتے تھے۔[۵۳]

کیپٹن گرے لکھتے ہین کہ:۔

" ڈیڑھ سو سال سے زیادہ عرصہ نہین گزرا، کہ ایک لڑکے نے، جس کا نام تھامس ایکن ہیڈ تھا،

---

[۵۱] "انگ دی ٹرکس"، صفحہ ۸۱ تا ۸۲۔

[۵۲] کتاب استثنا، باب ۷، درس ۲ تا ۵۔ کتاب قضاۃ تا باب ۲۰، درس ۱ تا ۵۔ اس جرم کی سزا موت بالرجم تھی

[۵۳] "شرح قوانین انگلستان"، مصنفہ بلیک اسٹون، فصل ۴، صفحہ ۴۳، مطبوعہ لندن ۱۸۴۱ع۔

" اپنے دوستون مین یہ راے ظاہر کی کہ محمد مسیح سے اعلیٰ درجے کے مقنن تھے، اور اونھون نے
" بہ نسبت مسیح کے ایک زیادہ عقلی مذہب کی تلقین کی تھی، اس لڑکے کو ان کلمات کفر پر، اس کالینڈ
" مین، پھانسی دی گئی - اور یہ ابھی حال کی بات ہے کہ قانون انگلستان کے بموجب عدالت مین اوس
" شخص کی شہادت، جو مذہب عیسوی کی صداقت یا تثلیث مقدس کی صفات مین شبہ رکھتا ہو،
" ایسی ہی عبث اور غیر معتبر سمجھی جاتی تھی جیسے ٹرکی قانون مین عیسائیون کی شہادت" [۵۱]

مسیحی قانون مین ملحدون کو قتل کی سزا دی جاتی تھی :-

" چنانچہ شہنشاہ تھیوڈوسی اس اور جسٹی نی ان نے قدیم پیروان ڈونے ٹس اور تابعان مانی
" کو موت کی سزا دی تھی، النڈوڈ نے بھی شہنشاہ فرڈیرک کے آئین مین اس کا ذکر کیا ہے کہ وہ تمام اشخاص
" جن پر حاکم کلیسا کی طرف سے الحاد کا جرم قایم کیا جاتا تھا، بلا امتیاز آگ مین جلا دیے جاتے
تھے" [۵۲]

معاہدون کی کامل پابندی

۵۲ - ریورنڈ مسٹر میکال خیال کرتے ہین کہ :-

" اسلامی فقہ کا یہ ایک مسلمہ اصول ہے، جس کی تصدیق علما کے بیشمار فتوون سے ہوتی
" ہے، کہ جو معاہدہ دشمنانِ خدا و رسول (یعنی غیر مسلمون) سے کیا جائے وہ توڑا جا سکتا ہے" [۵۳]

ریورنڈ موصوف کے اور اقوال کی طرح اون کا یہ جملہ بھی محض بے بنیاد اور غلط ہے -
ممکن ہے کہ اس قول کی تصدیق مین بہت سے ایسے خیالی فتوے موجود ہون جن کی
شان مین "اصول" کا وقیع اور اہم لفظ استعمال کیا گیا ہے، لیکن قرآن، جو ایک مسلمان کے
لیے اصل اصول ہے، کبھی اپنے پیرودن کو یہ حکم نہین دیتا کہ وہ غیرون کے ساتھ ایفاء
وعدہ مین غفلت کرین، بلکہ برخلاف اس کے وہ تمام مسلمانون کو یہ تاکید کرتا ہے کہ وہ تمام

[۵۱] کتاب "آرمینین، کرو اینڈ ٹرکس" مصنفہ جیمس کرے، جلد ۱، صفحہ ۱۰۶ -

[۵۲] "بلیک اسٹون کی شرح قوانین انگلستان"، فصل چہارم، صفحہ ۴۵ -

[۵۳] کنٹم پورے ری ریویو" اگست، صفحہ ۲۷۳ -

کی امداد کے لگایا جاتا ہے، کیونکہ گورنمنٹ اپنی غیر مسلم رعایا سے نہ اخراجات جنگ کے لئے کچھ لیتی ہے، اور نہ اون کو ذاتی طور پر شرکت جنگ کی تکلیف دیتی ہے۔

چنانچہ "ہدایہ" مین بیان کیا گیا ہے کہ:۔

"جزیہ لگانے کی وجہ یہ ہے کہ یہ ٹیکس بجائے اوس امداد کے عائد کیا جاتا ہے جو جان و مال کے ساتھ کی جاتی ہے۔" [۵۱]

مذہب شافعی مین جزیے کی نسبت یہ کہا گیا ہے کہ:۔

"جزیہ یا تو جان کی حفاظت کے بدلے مین واجب الادا ہے، یا اسلامی حدود مین رہنے کے معاوضے مین۔ ہے۔" [۵۱]

لیکن یہ کسی مسلمان فقیہ، یا مسلمہ فقہ، حنفی و شافعی کی راے نہین ہے کہ جزیہ کوئی سالانہ ضمانۃ الحیاۃ ہے، جس سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہو کہ اگر کوئی غیر مسلم رعایا اوس کے ادا کرنے سے انکار کرے تو اوس کا سر اوڑا دیا جائے۔ بلکہ برخلاف اِس کے اگر کوئی غیر مسلم رعایا اِس سالانہ ٹیکس کے ادا کرنے سے انکار کرے تو اوس کا معاہدۂ اطاعت فسخ نہین ہو سکتا، جیسا کہ مین اکتالیسوین فقرے کے آخر مین "ہدایہ" سے ثابت کر چکا ہون۔ علاوہ اِس کے، فقہ مین یہان تک نرمی برتی گئی ہے کہ اگر کسی کے ذمے دو سال کا جزیہ باقی ہو تو صرف ایک سال کا وصول کیا جائے۔

"ہدایہ" مین بیان کیا گیا ہے:۔

"اگر کسی ذمی پر دو سال کا جزیہ چڑھ جائے، تو یہ دونون سال ملا دئے جائین گے، یعنی صرف ایک سال کا جزیہ لیا جائے گا۔ جامع الصغیر" مین لکھا ہے کہ اگر کسی ذمی سے سال کے گذر جانے تک جزیہ وصول نہین کیا گیا، اور دوسرا سال آ پہنچا، تو پچھلے سال کا ٹیکس نہین لیا جائے گا۔ یہ امام ابوحنیفہ

---

[۵۱] "ہدایہ"، جلد ۲، صفحہ ۲۱۲۔

[۵۲] "ہدایہ"، جلد ۲، صفحہ ۲۱۵۔

" کی راے ہے" ۵۱

وہ فلیں ٹیکس جو عیسائی رعایا ٹرکی سلطنت کو دیتی ہے

۵۴ - بہت کم سلطنتین ایسی نکلینگی جو گزشتہ سال کے بقایا ٹیکس کے معاف کرنے مین اسلامی سلطنت کی فیاضی کا مقابلہ کرسکین، تاہم ریورنڈ میکال اسلامی فقہ پر تنگی اور سختی کا الزام لگاتے ہین، رسید کا وہ فارم جس کا حوالہ ریورنڈ موصوف نے دیا ہے، مین اوس کی نسبت کچھ نہین کہہ سکتا، کیونکہ وہ میری نظر سے نہین گزرا، لیکن فقہ اسلام اس دعوی سے دلیل اور اس مسئلے سے بالکل بری ہے جو وہ اوس کے سر تھوپتے ہین -

" باب عالی کی غیر مسلم رعایا جو ٹیکس ادا کرتی ہے ۰۰ وہ فوجی خدمات سے مستثنی ہونے کے معاوضے
" مین لگایا گیا ہے - گزشتہ سرکاری حسابات کی روسے اس ٹیکس کی آمدنی پانچ لاکھ اسی ہزار چار سو تیس
" پونڈ ہوتی ہے - . . . .

" اس مقصد کے لیے ۱۸۵۵ء مین بعض اضلاع کی مردم شماری کا سرسری اندازہ لگایا گیا، تو یہ قاعدہ مقرر
" کیا گیا کہ نظام، یعنی باقاعدہ فوج، کی سالانہ بھرتی کے لئے ایک سو اسی بالغ مردون مین سے ایک رنگروٹ
" ہونا چاہئے، باقی ہزار ساڑھے پانچ سو غیر مسلم اپنے حصے کے آدمیون کے بجاے روپیہ دے، یعنی
" ایک رنگروٹ کے بجاے پانچ ہزار پیاسٹر (اکتالیس پونڈ بارہ شلنگ) اس حساب سے ٹیکس کی سالانہ
" مقدار فی عیسائی - ۲۷ پیاسٹر، یا تقریباً پانچ شلنگ دس پنس سالانہ ہوتی ہے - اور وہ یہی ٹیکس ہے
" جس کی نسبت تمام دنیا مین ایک شور مچا ہوا ہے، اور اون عیسائیون کے حق مین سخت ظلم سمجھا جاتا
" ہے جو صرف پانچ شلنگ دس پنس سالانہ ادا کرکے فوجی خدمت سے مستثنی کردیے جاتے ہین -
" حالانکہ ایک مسلمان کو اسی خدمت سے بچنے کے لئے پینتالیس پونڈ سے لیکر نوے
" تک ادا کرنا پڑتے ہین" ۵۲

فوجی خدمت سے عیسائیون کا مستثنی ہونا، اور اوس سے ٹرکی گورنمنٹ کو نقصانات

۵۵ - ٹرکی کے عیسائی قطعی طور پر فوجی خدمت سے مستثنی کیے گئے ہین، اس کی کچھ ہی وجہ کیون نہ ہو - خواہ سلطان اون سے خائف ہون، یا اور کوئی دوسرا سبب ہو -

۵۱ "ہدایہ"، جلد ۲ صفحہ ۲۱ - ترجمہ انگریزی ۵۲ "ٹرکی ان یورپ" مصنفہ جیمس بیکر صفحہ ۴۴۱ تا ۴۴۲ -

" بھی ایک ترک سے زیادہ ہونا چاہئے، لیکن صورت واقعہ اس کے خلاف ہے، اگر دونون کے
" پیداوار غلہ وغیرہ مین کچھ فرق نظر آتا ہے تو اضافے کا پہلو مسلمان کی جانب ہے - اس عجیب وغریب
" نتیجے کی وجہ ایک تو بلگیریون کی جبلی سستی وکاہلی ہے، اور دوسری وجہ مذہبی تہوارون کی یونانی
" فہرست، کی تین ستر ہے، کیونکہ بلگیرین اوس نصف سال سے، جو اون کو گورنمنٹ عثمانیہ کی بدولت
" مل جاتا ہے، یہ فائدہ اوٹھاتے ہین کہ وہ ان ایک سو تراسی دنون کو گریک چرچ کے تہوارون مین ضائع
" کر دیتے ہین - گویا ایک ترک جس زمانے مین کوچ کرتا اور لڑتا ہے، تو اوس وقت ایک غیر مسلم
" ناچتا اور شراب پیتا ہے، اور کم وبیش خود اوس کی فوجی خدمت کا استثنا اوس کو بے انتہا مفت خوری
" اور مطلق العنان مے نوشی پر ترغیب وتحریص دلاتا ہے -

" اس مسئلے کا ایک اور پہلو بھی ہے، جس کا اثر زیادہ تر یورپ پر پڑتا ہے، اور وہ ٹرکی کی مالی
" حالت ہے -

" سلطان کی مسلمان رعایا، اپنی خیالی آمدنی پر، بطور ذاتی ٹیکس کے، تیس پیاسٹر اوسطاً کے
" حساب سے، خراج ادا کرتی ہے، اور علاوہ اس کے وہ اپنی محنت کے ایک سو بیاسی دن بھی گورنمنٹ
" کے نذر کرتی ہے جس کی قیمت خود گورنمنٹ نے پانسو پیاسٹر قرار دی ہے، اس تمام رقم کا مجموعہ پانسوتیس
" پیاسٹر ہوتا ہے، ہم نے اس مین اون ٹیکسون کو شمار نہین کیا جو پیداوار اور مال منقول پر عائد کئے
" جاتے ہین -

" غیر مسلم رعایا ایک تو وہی تیس پیاسٹر ادا کرتی ہے، اور فوجی خدمت سے مستثنیٰ ہونے کے لئے
" پچیس پیاسٹر اور، یعنی کل پچپن پیاسٹر - اس طرح پر گویا ایک مسلمان اپنا ذاتی ٹیکس ۵۳۰ اور ۵۵
" کے تناسب سے ادا کرتا ہے، یعنی تقریباً غیر مسلم سے دس گنا زیادہ، جس کی نسبت انصافاً یہ کہا جاسکتا
" ہے کہ ایک غیر مسلم اس حساب سے ہر سال چارسو پچہتر پیاسٹر کا شاہی خزانے کا مقروض ہے، اور یہ
" ایک ایسا اضافہ ہے کہ ٹرکی خزانے کے حق مین نہایت مفید ہو - اب اگر غیر مسلم نوجوان ایک کرور
" بیس لاکھ کی کل آبادی کا پانچوان حصہ فرض کیے جائین، تو اس حساب سے یہ ایک ارب اٹھارہ

"کرور پچہتر ہزار پیاسٹر کی عظیم الشان رقم ہو جاتی ہے، جو تقریباً دس ملین اسٹرلنگ پونڈ ہوتے ہین۔ ہمارے
" نزدیک اس رقم کا وصول کرنا عین انصاف ہوگا، کیونکہ اس سے انکار نہین ہوسکتا کہ جب کہ سلطنت
" عثمانیہ اپنی مسلمان رعایا پر اس قدر ٹیکس لگاتی ہے تو وہ عیسائیون سے اسی قدر رقم لینے کا حق
" رکہتی ہے"۔

" جب، زمانہ بایزید مین، ترکون کے ساتہہ پوری رعایتین کی جاتی تہین، اور غیر مسلمون کو کوئی مالی اور
" ملکی حقوق حاصل نہ تہے تو اوسوقت یہ جبریہ خدمت بیشک تکلیف دہ ہوتی۔ لیکن اب جبکہ ترک اور غیر
" مسلم رعایا ہر لحاظ سے سوائے فوجی خدمت کے ایک حالت مین رکہے گئے ہین (حال آن کہ یہی استثنا
" عثمانی نسل کے نیست و نابود ہو جانے کا خوف دلا رہا ہے) اور جبکہ غیر مسلم اعلیٰ سے اعلیٰ رتبے اور کثیر المنفعت
" عہدے حاصل کرسکتے ہین اور جبکہ تمام سرکاری مدارس اور کالج اونکے لیئے کہلے ہوئے ہین۔ تو
" ایسی صورت مین کسی قسم کا کوئی ممکن یا معقول عذر پیش نہین کیا جاسکتا کہ غیر مسلم تو محنت کے ٹیکس
" سے مستثنیٰ کردیئے جائین وران حالے کہ مسلمان اپنے خون کا ٹیکس ادا کرتے ہین۔ ہم سے ایک
" بڈہے ترک نے کیا اچہی بات کہی کہ جب کفار پاشا بنائے جاتے ہین تو سپاہی کیون نہین بنائے
" جاتے۔ اس مین شک نہین کہ ہماری گورنمنٹ پاگل اور بزدل ہے" [۵۱]

غیر مسلمون کی فوجی خدمت

۵۶ - اغلباً یہودی یونانی ارمنی اور ترکی کی دوسری غیر مسلم قومین جنگ جو نہین بلکہ فوجی خدمات سے بچنے سے بہت خوش ہین اور پوری رضامندی کے ساتہہ مستثنیٰ ہونے کے واسطے تیار ہین مگر مختلف احکام کی رو سے وہ ہر طرح مسلمان رعایا کے برابر رکہے گئے ہین، باضمی تنفر

[۵۱] - دی ایسٹرن کواسچن ان بلگریا سینٹ کلیر و بیروفی صفحہ ۱۳۱ تا ۱۳۴-

۵۷ - تہوڑا عرصہ ہوا مختلف غیر مسلم اقوام کے لوگون کی ایک مجلس اس مسئلہ پر بحث کرنے کی غرض سے منعقد ہوئی اور بعد ازان ان کے وکلا نے وزیر اعظم سے ملاقات کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یونانیون اور ارمنیون نے جو تجارتی اقوام کے وکیل تہے اون شرائط کو منظور کرلیا جو فرمان مین تہین اور ٹیکس کو ترجیح دی لیکن اہل بلگیریا جو تیس لاکھ مزارعین کے وکیل تہے وہ فوجی خدمت سرانجام دینے کیلئے مستعد تہے اور یہی ترجیح دیتے تہے (ڈوبیرس آفندی السیٹان کو

کی وجہ سے مسلم اور غیر مسلم دونون ایک ہی فوج یا رسالہ مین مل کر نہین رہ سکتے یا اگر اون کی پلٹنین اور رسالہ الگ الگ بنائے جائین تو جب کبھی وہ ایک جا ہون گے ضرور آپس مین کھٹ پھٹ اور جھگڑے فساد پیدا کرین گے گورنمنٹ کا یہ فرض ہے کہ وہ باہمی مصالحت کی تدبیر عمل مین لاے اور اس روکاوٹ کو بیچ سے نکال ڈالے جسکی وجہ سے آدھی رعایا ایک طرف ہے اور دوسری آدھی ایک طرف۔ لیکن ان مختلف قومون مین باہمی عداوت اس قدر سخت اور گہری نہین ہے جیسی اکثر بیان کی جاتی ہے کہ اعتبار یا نفرت کبھی اس امر کا باعث نہین ہوئی کہ مسلمان عیسائی رعایا کو فوج مین بھرتی نہ کرین۔ جان نثاری جن پر پہلے عثمانی قوت کا دارومدار رہتا ان مین ایک بڑی تعداد عیسائی رعایا کی تھی وہ اپنے باپ دادا کے مذہب کی پابندی سے خدمت کے ناقابل نہین سمجھے جاتے تھے۔

"جان نثاری عیسائیون کے مفاد کے بڑے جوشیلے حامی تھے اور اگر گورنمنٹ مسلمانون کے حق مین غیر منصفانہ رعایت کرتی تھی تو اوسکی مخالفت کرتے تھے"۔ ۵۵

۵۷۔ ریورنیڈ میکال کانسل ہومس کی تحریر سے اقتباس کرتے ہین جنکی نسبت (بقول پادری صاحب) اسلامی سلطنت سے نفرت کا شبہ تک نہین ہوسکتا۔ وہ اپنی رپورٹ مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۷۳ء مین تحریر کرتے ہین "کہ

"ترکی مین غیر ممالک کے باشندون کی کیا حالت ہو اگر دول یورپ اپنے جبروس ڈکشن (حدود ارضی) سے ہاتھ اٹھالین۔ مجھے یقین ہے کہ اونکی حالت خصوصاً صوبہ جات مین ناقابل برداشت ہو جائے اور وہ وہان کا رہنا بالکل ترک کر دین اور ایک آدمی تک نہ رہے اور یورپ مین ترکی کے خلاف اس قدر تہلکہ پڑ جائے کہ آخرکار وہ تباہ ہو کر رہے"۔ ۵۶

بہامس کلاودسکی تاریخ ہنس اور لغو بیانیان

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۵۔ اسیجن مصنفہ اے گیلنگا جلد اول صفحہ ۱۹۴ مطبوعہ لندن ۱۸۸۲ء)

۵۵ ٹوپیزآف دی ایسٹرن کوایسچن مصنفہ اے گےلنگا جلد اول صفحہ ۱۹۲ مطبوعہ لندن ۱۸۸۲ء

۵۶ کنٹمپوری ریویو ماہ اگست ۱۸۸۱ء صفحہ ۲۷۴۔

مین اس کے جواب مین صرف - ایس - جی - پی - سن کلیر اور چارلس اے بروفی کی کتاب "ٹولویرس اسٹڈی آف دی ایسٹرن کوایسچن (بارہ سال کا مطالعہ شرقی مسئلہ کے متعلق) سے کچھ اقتباس کر کے یہان لکھتا ہون -

" ترکی مین کسی غیر ملکی سے پوچھو کہ وہ کانسلون کے اختیارات اور عدالتون کی نسبت کیا خیال

" رکھتا ہے وہ اس مضمون پر ایک لمبا چوڑا لکچر دے گا کہ ترکون مین عدل و انصاف نام کو نہین ہے اور اون کی

" بدنظمی بے حد و پایان ہے اور یہ کہ اگر اون کی عدالتین اوٹھا دی جائین یا کنسلون کے اختیارات مین

" مداخلت کی جائے تو کسی غیر ملک کے باشندہ کا وہان ٹہرنا ناممکن ہے پر وہ یہ بیان کرے گا کہ مین تو فی الفور

" ترکی کو ترک کر دون جب کہ مجھے یہ معلوم ہو کہ ان کفار (ترکون) کو مجھ پر اختیار مل گیا ہے اور کبھی واپس آؤن

" جو درحقیقت سلطنت عثمانیہ کے لئے نقصان عظیم کا باعث ہوگا"

" ان عدالتون کے متعلق جو ایک جنون سا پیدا ہو گیا ہے وہ درحقیقت اون غیر مسلم آبادیون

" کا ضعف ہے جو ترکی مین قائم ہین ۔ اور یورپین فی الحقیقت اپنے تئین ترکون سے ہر بات مین اس قدر

" اعلیٰ سمجھتے ہین کہ کسی اسلامی عدالت مین اپنے مقدمہ کی تصفیہ ہونے کو اپنے لئے سخت ذلت

" خیال کرتے ہین" ۔

" علاوہ اسکے ان اختیارات اور عدالتون کا موقوف ہو جانا کنسلون کو بھی شاق گذرے گا - کیونکہ

" اس مین اون کی شان گھٹتی ہے اور وقار کم ہو جاتا ہے - دوسرے اوسکے طفیل سے جو فیسین اور اوپر

" کی آمدنی ہو جاتی ہے وہ سب ندارد ہو جائے گی اور یہ انہین گوارا نہین [۵۲]

" اگر ہم اس غیر ملکی جورس ڈکشن (حدود عدالتی) کو اس روشنی مین نہ دیکھین جو کونسل خانہ کی کھڑکیون

" کے دھندلے شیشون مین سے چھن کر آتی ہے بلکہ دوسری روشنی مین اوس پر نظر ڈالین اور قومی تعصب

---

۵۱ - دیکھو مسٹر پرسیس یگنی کا خط موسومہ مارننگ پوسٹ ۱۸ اکتوبر جس مین اوس کا حال بخوبی بیان کیا ہے -

۵۲ - انگریزی کونسل ہر الزام سے مستثنیٰ ہے - کیونکہ اکثر حالات مین اون کی فیسین کم کر دی گئی ہین -

"سے قطع نظر کرکے ذرا عقل و شعور سے کام لیں تو معلوم ہوگا کہ اس کا اثر ترکی اور دوسرے دول کے تعلقات
" پر نہایت مضر اور خراب پڑتا ہے - نیز ان غیر ملک کے باشندوں پر بھی اس کا اثر بہت برا ہے۔

" ان جورس ڈکشن (حدود عدالتی) کی ابتدا کسی قدر قدیم ہے - جب محمد ثانی نے قسطنطنیہ
" کو فتح کیا تو اوس نے اون یونانیوں اور اہل جنوا کو جو وہاں آباد تھے اس غرض سے "امن" (حدود عدالتی)
" عطا فرمایا کہ غیر ممالک کے سوداگروں کو وہاں آباد ہونے اور قیام کرنے کی ترغیب پیدا ہو - سلیمان اول نے
" اپنے دوست فرنیکو اسی اول کے رعایا کو یہ حدود عدالتی عنایت فرمائے اور اس کے بعد دیگر سلاطین کے
" عہد میں دوسرے بڑے بڑے دول نے اسی قسم کے خود مختار عدالتی حقوق اپنی رعایا مقیم ترکی کے
" لئے حاصل کئے۔

" اس زمانے میں ان اختیارات اور حقوق کا حاصل کرنا معقول بھی تھا کیونکہ اس وقت
" جو قانون ترکی میں جاری تھا وہ صرف قرآن اور اوسکے متعلقات سے ماخوذ تھا - اس وجہ سے
" عیسائی رعایا کو اپنے جھگڑے مٹانے اور آپس ہی میں تصفیہ کر لینے کی اجازت دی گئی تھی - لیکن
" اب ہمارے زمانہ میں صرف پیغمبر خدا ہی کا قانون جاری نہیں ہے بلکہ ایک کامل ضابطہ قانون کا تیار
" کیا گیا ہے گو ہم اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ اس میں ابھی نقص موجود ہیں اور وہ عملدرآمد نہیں ہے جو ہم چاہتے ہیں
" لیکن وہ عدل و انصاف جو کونسل کے عدالتوں میں ہوتا ہے وہ اپنے عمل میں ترکی کی خراب سے خراب
" عدالت کے فیصلوں سے بھی ناقص اور ضعیف ہوتا ہے۔

" ایک سوال اس کے متعلق اور پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ آیا ان تمام قوموں میں بھی جنہیں یہ حدود
" عدالتی عطا کئے گئے ہیں - عمدہ قوانین اور انصاف کرنے کے مناسب اور عمدہ طریقے موجود ہیں یا نہیں
" اگر یہ حدود عدالتی محض ترکی کی ہتک کے لئے ہوں جیسے وہ فی الحقیقت مگر نہایت غلطی سے ایک ایسا
" وحشی ملک سمجھتے ہیں جس میں انصاف کا نام نہیں یا اگر وہ حقوق اُن ہی دول کو دئے جاتے جن کے
" یہاں کے قانون انصاف اور اعلیٰ اخلاق پر مبنی ہیں تو اسی قدر عیب کی بات نہ تھی۔

" مغربی یورپ کے ساتھ ایسی رعایتیں کی جائیں تو خیر ایک بات بھی ہے لیکن جب ہم یہ دیکھتے ہیں

" کہ حدید یونان کو بھی اون ہی قوانین کی رو سے اپنی رعایا کا انصاف کرنے کا حق حاصل ہے جو
" ایتھنز (مدینۃ الحکما) مین جاری ہین تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حدود عدالتی بے ایمانی اور عدم
" انصاف وعدالت کے لئے ایک انعام ہے" سلہ

بحث کی غرض سے " فرض کرو کہ سلطان المعظم شہنشاہ ٹمبکٹو یا شاہ ڈہومی کو عدالتی حدود عطا
" فرمائین اور ان مردم خوار فرمانرواؤن کو ترکی مین اپنے قانون کے جاری کرنے کا حق حاصل ہو جائے
" تو خیال کیجئے کہ ملک کی کیا حالت ہوگی - اگر ان فرمانرواؤن کی کوئی رعایا کسی انسان کو چٹ کر بیٹھے
" اگر سمبو یا چمبو عیسائی پادری یا موسٹ تازے قاضی کا قورمہ بنا کر کہا جاوے تو سلطنت ترکی اون کے
" مقابلہ مین ایسی بے بس ہوگی جیسے یونانی یا روسی رعایا کے مقابلے مین اور اگر یہ ہی حضرات اپنی
" زبان کے چٹخارے کے لئے انگریزی یا فرانسیسی مشنری کے کباب بنا کر نوش فرماوین تو ان دونون
" سلطنتون کے کونسل زیادہ سے زیادہ جو کر سکتے ہین وہ یہ ہے کہ سمبو یا چمبو کے خلاف مردم خواری
" کے کونسل خانون مین مقدمہ چلائین اور چونکہ ٹمبکٹو اور گیبون کے قوانین مردم خواری کی اجازت
" دیتے ہین حدید یونان یا روس سلطان المعظم کے خلاف بغاوت کو جائز رکہتے ہین - لہذا سمبو یا چمبو کو
" (باوجودیکہ کانون کے کونسل خانون مین تاویل قانون مین زیادہ پابندی کی جاوے گی - بہ نسبت گورنمنٹ
" کے کونسل خانون کے) قتل انسان کے لئے اس سے زیادہ سزا نہین دی جاوے گی جتنی ارسٹی ڈیسن
" کو دہوکے سے چہینے ہوئے صندوق کے واپس دلانے پر یا مسٹرام کو صاحبان کے برابر زر کا روپیہ
" ادا کرانے مین -
" سمبو اور چمبو تو فرضی نام ہین لیکن ارسٹی ڈیسن اور مسٹرام اور بلیے نیس اور وہ طریقہ انصاف
" کا جو ہم نے بیان کیا ہے وہ سب واقعی باتین ہین -
" جو حدود عدالتی یونان کو عطا کئے گئے ہین اوس کی وجہ سے ترکی کا صرف یہی نقصان نہین ہے

سلہ ہمارے اس قول کو اور بھی تقویت ہوتی ہے جب ہم دیکھتے ہین کہ اب روس کو بھی یہی حقوق حاصل ہو گئے ہین جسکے کونسل خانہ بغاوت وسازش کے مرکز بلکہ فی الواقع بغاوت کی کمیٹیان ہین -

„ کہ یونانی سوداگر تجارتی اشیاء بیرونی پر دو سو فی صدی نفع حاصل کرتے ہین، اوس سے زیادہ
„ ملک کے ٹکسون سے بلکہ مشرقی تجارت کا ٹھیکہ ہی اونہین کے ہاتھ مین آگیا ہے جو اوسی اصول پر
„ مبنی ہے جس پر یونانی عدالتون کا طرز انصاف اور طریقۂ کارروائی ہے اور یہ ناممکن ہے کہ دوسری
„ قومین اپنے ضابطہ و قانون کو اون خاطر بدل دین تاکہ ٹھیٹرے تھنیرے بدلائی ہو۔

„ یونانی ضابطۂ قوانین دیکھنے مین ترکی ضابطہ کے مقابل مین بیس گُنے قابل قدر ہے۔ لیکن
„ اس مین جو لچک اور تعبیر کی گنجایش ہے وہ قابل لحاظ ہے ایک یونانی تمہین دھوکا دیتا ہے تم اوس کے
„ کونسل خانہ مین نالش کرتے ہو وہان تمہاری کوئی شنوائی نہین ہوتی اور کہا جاتا ہے کہ ایتھنز جاؤ۔
„ اور وہان مقدمہ بہت ہی وسیع اور آسان اصول پر تصفیہ پاتا ہے۔ یعنی یہ کہ یونانی غیر ملکی کے
„ مقابلہ مین کبھی خطاوار نہین ہو سکتا۔ اور تم مقدمہ ہار جاتے ہو۔ تم اوس کا مرافعہ (اپیل) کرتے ہو مگر فیصلہ
„ عدالت ماتحت بحال رہتا ہے۔ اگر تمہارے وزیر نے عدالت العالیہ پر زور دیا یا دھمکی دی تو مقدمہ ملتوی کر دیا
„ جاتا ہے اور اس التوا کی کوئی انتہا نہین شاید قیامت تک ہوتا رہے۔ غرض یہ کہ کوئی ایمان دار وکیل
„ یہ مشورہ نہین دیگا کہ کسی شخص کے خلاف جو اپنے تئین یونانی کہتا ہے یا یونانی پناہ مین ہے تم دھوکا
„ دہی یا قتل عمد کی نالش کرو۔

„ یون دیکھا جائے تو ان مشکلات سے بچنے کے لیے یہ طریقہ آسان معلوم ہوتا ہے کہ تم معاملہ صرف
„ ترکی رعایا یا اپنے ہم جنسون سے رکھو لیکن اول تو یہ ناممکن ہے کہ ایک ہرجائی یونانی تاجر سے آدمی بچا رہے
„ اور معاملہ کی نوبت نہ آوے دوسرے ایک اور ہے جو مسٹر ایم کے ذکر مین جس کا حال اوپر بیان
„ ہو چکا ہے صاف طور سے نظر آتی ہے یعنی روسی فرانسیسی اور آسٹرین نہایت آسانی کے ساتھ
„ مسٹر ایم سے اپنا پاس پورٹ (پروانہ راہداری) بدل کر یونانی ہو سکتا ہے۔ رعایا کی اپنی ریاست سے
„ وہ بھی مثل نیز ملکیون کے آسانی کے ساتھ اپنی قومیت اسی طرح بدل لیتے ہین جیسے کوئی کسی سے
„ کرتہ پاجامہ بدل لے۔

„ جب ایک انگریز فرانسیسی ایک یونانی کے خلاف انصاف پانے کی کوشش کے چھوڑ دینے پر

مجبور کر دیا جاتا ہے تو پھر آپ خیال کر سکتے ہین کہ بیچارے ترکی رعایا کو یونانی عدالت مین انصاف
کی کیا توقع ہو سکتی ہے - طاعون کے متعلق سخت قرنطینہ ہے اور سلطنت ترکی مجبور ہے کہ وہ قواعد
حفظان صحت کی پابندی کرے - لیکن روس اور یونان سے جو آئے دن اخلاقی طاعون اُسکے
ساحلون پر نمودار ہوتا رہتا ہے اسکے متعلق سخت قواعد کے قرنطینہ وہ قایم نہین کر سکتے - بلکہ اوسے
ایسا کرنے سے روکا جاتا ہے -

جب تک معاہدون کی رو سے ایک ایسے مقدمہ مین جس کا مدعی اوس قوم سے ہے جو خطا و نسیان
سے بری ہے انصاف کا خون کیا جائے گا - جائز تجارت کا قایم ہونا غیر ممکن ہے - انصاف کا ہونا وہان
یون بھی ناممکن ہے اسلئے کہ جھوٹا گواہ نہایت آسانی سے حاصل ہو سکتا ہے - اور عدالت بھی بہت
آسانی سے اسے تسلیم کر لیتی ہے -

اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ ان تمام اقوام کے قوانین جنہین آزادانہ عدالتی اختیار حاصل ہین
انصاف پر مبنی ہین اور اون کے جج بھی بہت منصف مزاج اور ایماندار ہین تو بھی جب تک آدمی بارہ
مختلف اقوام کے قوانین کو مطالعہ نکرے اوس وقت تک اس کے لئے انصاف یا کاروبار چلانے کی توقع
ناممکن ہے - ہم مینز و فینیٹی سا ڈیل کمان سے لائین جسے تمام اقوام کے قوانین از بر تھے اور روسی قانون
کی سو جلدون سے لیکر سین مارٹی نوتک کے قوانین حفظ تھے - صرف یہی ایک قوی دلیل معاہدون کے
خلاف کافی ہے - لیکن جب ہم یہ دیکھتے ہین کہ انہین کی توجہ سے مشرقی تجارت کی بنیاد دغا و فریب پر قایم
ہے - اور یہ سب بے ایمانی کا ضابطہ قانون ہین - اور یہ علی الاعلان باٹون اور پیمانون مین دھوکا دہی کو جائز
رکھتے ہین اور ان معاہدون کے حقوق ایک ایسی چھوٹی قوم کو دے دینے سے جسکی ساری قوت
عدم ایمان مین ہے - ترکی کی تجارت بالکلیہ یونانیون کے ہاتھ مین آگئی ہے - اور اسی قوت کی رو سے
اوس نے ترکی کو بغاوت کا گھر بنا دیا ہے تو اس امر پر تعجب نکرنا کہ اُن کا وجود جایز رکھا گیا ہے ناممکن ہے
بڑی بڑی دول کی عدالت ہائے کونسل کی کارروائی بھی بے توجہی کی ہوتی ہے اور بعض اوقات خلاف
انصاف - اور یہ شکایت بجا ہے کہ ایک غیر ملک کے باشندے کو ترک کے خلاف انصاف پانے کا پورا

"یقین ہوتا ہے لیکن جب ایک ترک کسی غیر ملکی کے مقابلہ مین عدالت کونسل خانہ مین جاتا ہے تو وہ ہمیشہ
" غلطی پر سمجھا جاتا ہے۔

" منجملہ بہت سے طریقون کے جنکی وجہ سے معاہدے مانع انصاف ہوتے ہین۔ ایک طریقہ ذیل
" مین بیان کیا جاتا ہے۔ تین سال ہوئے کہ پاشائے ورنا نے چاہا کہ شہر کے باٹون اور پیمانون کی تنقیح کرے
" چونکہ اکثر تجار غیر ممالک کی رعایا یا اون کے آوردے ہین لھذا اس نے کونسل خانون سے اس کی اجازت
" طلب کی سوائے ایک (انگریزی کونسل) کے سب نے تجارتی آزادی مین مداخلت کرنے کی اجازت دینے
" سے انکار کیا۔ اور بیچارے پاشا کو ناچار اپنی تجویز سے ہاتھ اوٹھانا پڑا اور صرف ترکون کو مجبور کرنا کہ تم
" صحیح باٹون کو استعمال کرو اور غیر ممالک کے تاجرون کو دغا بازی کی اجازت دینا یا اس سے چشم پوشی
" کرنا گویا ترکون کو تباہ کرنا اور غیر ملکیون کو مالا مال کرنا تھا۔

" اس معاملہ کے لحاظ سے بھی معاہدے ایسے ہی مضر ہین جیسے وہ بے ایمانی اور دغا بازی کے
" محرک مین۔ ہم نے ایک کونسل کو دیکھا ہے کہ وہ پولیس کو پیٹ دیتا ہے اور عہدہ دارون سے معافی
" طلب کرتا ہے۔ معاہدے کی رو سے اوسے ایک ایسی حیثیت حاصل ہوگئی ہے کہ وہ ملک کے قانون
" کے خلاف ورزی بلاخوف پاداش کرسکتا ہے ہم ایک مثال بیان کرتے ہین۔

" ایک شخص مسٹر بی سلطان کی کاسک (عیسائی) رجمنٹ مین داخل ہوا۔ لیکن جب اوس نے
" دیکھا کہ فوجی زندگی کچھ اچھی زندگی نہین تو وہ یونان کو فرار ہوگیا۔ وہان اوس نے ایک تلیس سرمایہ والی
" بڑھیا سے شادی کرلی لیکن اتفاق سے یہ شادی بھی فوجی زندگی کی طرح اوسکو راس نہ آئی۔ اور یہ وہان
" سے بھاگ کر ترکی مین واپس آگیا یہ 'نا غیر ملکی قوانین وغیرہ کی وجہ سے خوشامد اور غلامی کا گھر ہوگیا ہے
" یہان بظاہر بلا کسی وجہ معاش کے رہنے لگا آخرکار ایک روز اوس کی اپنے کسی فوجی ساتھی سے
" ملاقات ہوگئی اور وہ گرفتار ہوگیا۔ چونکہ اوس نے اپنے تئین یونان کا باشندہ ثابت کردیا لہذا اوس
" سے خاص رعایت کی گئی۔ لیکن آخر وہ یہان سے بھی بھاگ نکلا۔ اور یونانی کونسل خانہ نے اوسے
" پناہ دی۔ اور آخر ایک جہاز مین بٹھا کر اوسے یونان بھیجدیا۔

" اگر ان معاہدون سے صرف یہی خرابی ہوتی کہ وہ سپاہیون کو فرار کر دیا کرتے تو ترکی کو چندان
" شکایت کا موقع نہ تھا - کیونکہ عیسائی سپاہی تعداد مین بہت ہی کم ہین - اور اون کے چلے جانے سے
" کچھ زیادہ نقصان بھی نہین لیکن بڑی خرابی یہ ہے کہ وہ پولیٹیکل بےضابطگی اور بداطمینانی پھیلاتے
" ہین جس کا الزام یورپ ہمیشہ سلطنت عثمانیہ کو دیتا رہا ہے - اور اسی وجہ سے بغاوت و سرکشی
" پیدا ہوتی ہے - ایک غیر ملک کا کونسل جو ترکی مین رہتا ہے کریٹ (ترابلس) کے باغیون یا
" تسلی کے سرغنون کے لئے اسلحہ بم پہونچاتا ہے - اور ترکی قانون اوس کا کچھ نہین کر سکتا اگر
" کوئی کونسل (خواہ وہ امریکہ ہی کا کیون نہ ہو) آئرلینڈ مین فنینز کو طمنچے (ری والور) دے یا بھیجے
" تو کیا وہ سزا سے بچ سکتا ہے -
" روس غارتگری کے متعلق جو ایام سابق کی تاوان طلب کرتا ہے لیکن سلطنت عثمانیہ
" فوجی دستہ نہ مینا بھیج سکتی ہے - جو کچھ روسی جہاز کریٹ کے ساحل بلکہ اس کے بندرگاہ مین
" گذرتے ہین - کیا اوس سے آدھا بھی غیر ممالک کے جنگی جہاز دریاے آئرلینڈ مین
" کر سکتے ہین ؟
" اگر کوئی انگریز جنوبی اٹلی مین یا ریونی شورش مین شریک ہو جائے اور عہدہ داران اٹلی کے ہاتھ
" لگ جاے تو سلطنت انگریزی اوسے نہین بچا سکتی برخلاف اوس کے ترکی مین روسی ایجنٹ کھلے
" بندون بغاوت قتل و غارتگری کا وعظ کرتے پھرتے ہین - گورنمنٹ اون کی اس حرکت سے خوب
" واقف ہے مگر معاہدون کی وجہ سے نہ اونہین گرفتار کر سکتی ہے اور نہ روک سکتی ہے - سرویا
" یا والاشیا کے دو باشندے جو بوکیرسٹ کی انجمن مفسدہ پرداز کے ایجنٹ تھے ایک آسٹرین جہاز
" مین بمقام سچک پہنچے - مدحت پاشا نے انہین گرفتار کرنا چاہا اور کونسل آسٹریا سے اجازت
" اس امر کی حاصل کی کہ پولیس اس جہاز کو گھیرے - ان دونون شخصون نے مزاحمت اور مقابلہ کیا
" بعض مسافرون کو زخمی کیا - اور آخر کار پیٹی نے انہین گولی سے مار دیا - اوس پر مدحت ترکی کے
" خلاف شور و غل مچ گیا - اور وہ کونسل جس نے از روے انصاف معاہدون کی سختی مین نرمی سے

" کام لیا تھا۔ اپنے عہدہ سے ہٹا دیا گیا [۵۱]
" چونکہ ترکی نے یونان سے معاہدہ کر لیا ہے تو کیون نہ ایسا ہی معاہدہ وہ سرویا اور والاشیا
" سے کرے۔
" یورپ مین ابھی اتنی عقل نہین ہے کہ ترکی سے اس خرابی کی جڑ کو اکھاڑ دے۔ لیکن کم از کم وہ
" اتنا کر سکتا ہے کہ وہ ایک عام اور معقول قانون کا ضابطہ قایم کر دے جو ترک آسانی سے سمجھ سکین اور
" موجودہ دس بارہ ضابطہ اٹھا دے۔ ہم ترکی کو وحشیانہ ملک، اور جو کچھ ہی کہین لیکن ہمارے لئے کبھی
" یہ روا نہین ہے کہ ہم اوسے اندرونی امن اور بے طرفدارانہ انصاف سے روکین۔ عجب بات یہ ہے کہ
" جو لوگ سب سے زیادہ ترکی حدود عدالتی اور ترکی عدالت کے خلاف شور و غل مچاتے ہین اور ایک اسلامی
" عدالت مین رعایا کے جھوٹے گواہ کے رد کرنے کو جرم اور گناہ سمجھتے ہین۔ یہ وہی لوگ ہین جو معاہدے
" کی حفاظت مین تمام قوت صرف کر دیتے ہین۔ حالانکہ اس کی حفاظت کرنا انصاف کا خون کرنا
" ہے۔ فرض کرو کہ یہ معاہدے اوٹھا دے جائین تو پھر ترکی ججون کے لئے عام اور ما بین الاقوام قانون
" کا استعمال آسان ہوگا۔ اور جب کسی غیر ملکی کو یہ خیال ہو کہ اس کے ساتھ انصاف نہین کیا گیا تو وہ
" قسطنطنیہ مین مرافعہ کرے۔ اس کا کونسل اس معاملہ کو چلائے۔ مقدمہ کا پبلک اوپینین (ملکی راے)
" کی رو سے فیصلہ کیا جاسے گا۔ اور اگر قاضی کی غلطی معلوم ہوئی تو گورنمنٹ قاضی سے سمجھے گی۔
" مشرق مین دیسیون اور غیر ملکیون کے باس انصاف قایم کرنے کا یہی ایک طریقہ ہے کہ
" انصاف پسند مسلمانون سے یہ کام لیا جاسے۔ اور معاہدون کے اٹھا دینے سے انہین تقویت
" دی جاسے۔

مسلم اور غیر مسلم مین مساوات

۵۸ - پادری میکال صاحب فرماتے ہین

" مجھے بیان صرف انہین اصلاحات سے بحث ہے جن کی رو سے سلطان کی عیسائی رعایا
" کو مسلمانون کے مساوی حقوق حاصل ہونگے اور یہ ایک ایسی اصلاح ہے جس کو کسی خود مختار

[۵۱] ۱۸۷۶ع کی تحریر ہے۔ اس کے بعد اوس نے جو بغاوت بلگیریا مین جو حصہ لیا اوس سے ترکی کیونکر چشم پوشی کر سکتی تھی۔

"اسلامی سلطنت نے کبھی منظور نہین کیا۔ جسے کوئی اسلامی طاقت رضامندی سے منظور نہین کرسکتی
"اور اگر کریگی تو اوسے اپنا مذہب بالائے طاق رکھنا پڑے گا"[۵]

یہ خیال کرنا کہ غیر مسلم رعایا کو مسلم رعایا کے مساوی حقوق دینا منجر بہ کفر ہے کس قدر مہمل ہے۔ اور سبحان اللہ پادری صاحب کی یہ راے کیسی وقیع ہے۔ بہت ایسے خود مختار اسلامی دول ہین جنہون نے جب اپنی مختلف مذاہب واقوام کی رعایا سے سیاسی قانونی اور ملکی معاملات مین نہایت انصافانہ برتاؤ کیا تو کبھی اون پر کفر کا الزام نہین دیا گیا۔ شرع اسلام کی روسے غیر مسلم رعایا کے سیاسی قانونی اور ملکی حقوق کی ذمہ داری اسی طرح کی جاتی ہے۔ جیسے مسلمان رعایا کی اور اسی شرع کی روسے غیر مسلم رعایا بادشاہ کی نظر مین ایسی ہی قابل لحاظ ہے جیسے مسلمان رعایا۔ اوسے ہر حالت مین پوری مذہبی آزادی حاصل ہوتی ہے۔ اور نیز اوس حالت مین بھی جب کہ وہ آنحضرت صلعم کی تعلیم شرع کے خلاف علانیہ بدعقیدگی ظاہر کرتا ہے یہ معاہدہ رعایا پروری کبھی نہین ٹوٹ سکتا۔ بعض اوقات ان غیر مسلمون کو سلطنت مین اعلیٰ اور اعتماد کی خدمتین عطا کی گئی ہین۔ بلکہ بعض اوقات اونہین وہ رتبہ اور عزت حاصل ہوئی جو خود مسلمان بھی حاصل نہین کرسکتے تھے۔ ترک سلاطین نے بارہا اپنی مرضی اور ارادے سے قانونی معاملات مین ازروئے شرع شریف غیر مسلم رعایا کے حقوق کی مساوات اور اون کے جان ومال کی حفاظت اور کامل مذہبی آزادی کے متعلق اعلان شایع کیے ہین۔

مساوات کے متعلق اسلامی اصول

۵۹۔ شرعی اسلامی کے وہ اصول جن مین بادشاہ کی تمام رعایا کی جان ومال کی حفاظت اور مساوی عدل وانصاف اور کامل مذہبی آزادی کی ہدایت ہے ذیل مین درج کیے جاتے ہین۔

دماؤھم کدمائنا واموالھم کاموالنا۔	اون کا (یعنی غیر مسلم رعایا کا) خون ایسا ہی ہے جیسا کہ ہمارا خون
ولھم ما للمسلمین وعلیھم ما علی المسلمین لھم ما علینا وعلیھم	اور ان کا مال ایسا ہی محفوظ ہے جیسا ہمارا مال اور جو

[۵] - دیکھو کنٹمپوریری ریویو بابت ماہ اگست ۱۸۸۱ء صفحہ ۲۰۹۔

ما علینا

اُن کے لئے اچھا ہے وہ مسلمانون کے لئے بھی اچھا ہے اور جو اُن کے لئے بُرا ہے وہی مسلمانون کے لئے بُرا ہے۔

یہ وہ زرین مقولے ہین جن کی رو سے غیر مسلم رعایا اپنے مسلمان بھائی کے مساوی کردی گئی ہے اور یہ شرع اسلام کے جان اور اصل ہین یہ کسی خاص شخص کا مقولہ نہین اور نہ کسی معاملہ کے متعلق کوئی شخصی رائے ہے بلکہ یہ وہ بنیاد ہے جس پر یہ قانون کی عمارت خواہ وہ دیوانی ہو یا فوجداری مالی جنگی ہو یا سیاسی قایم کی گئی ہے۔

مسلم غیر مسلم کے ساتھ انصاف نہین کرسکتا

۶۰ - پادری میکال صاحب نے یہہ تجویز فرمائی ہے کہ لبنان کی نئی آرمینا کو بھی کسی عیسائی حاکم سے کم غیر مسلم رعایا کے تحت مین دیا جائے - حالانکہ اس مین زیادہ تعداد مسلمانون کی ہے - آپ اس تجویز کے اثنا رہین فرماتے ہین -

" کیا یہ واقعی امر نہین ہے کہ ایک عیسائی حاکم عیسائیون اور مسلمانون مین پورا پورا عدل کرسکتا ہے؟
" اور کیا اسی طرح یہ واقعی بات نہین ہے کہ ایک مسلمان حاکم ایسا نہین کرسکتا جس قدر وہ زیادہ سچا
" مسلمان ہوگا اسی قدر زیادہ ناہموار ہوگا - جب کہ مسلمان رشوت اور لالچ سے عیسائی کے حق
" مین انصاف کرسکتا ہے لیکن ایک ایماندار مسلمان سے یہ امید ہے کہ وہ شرع اسلام کی پابندیا
" کرے اور اس کے یہ معنی ہین کہ عیسائی کے ساتھ ہرگز انصاف نہ کیا جائے -

" لیکن میری اس تجویز کے متعلق غلط رائے نہ قایم کرنی چاہیے - ایک ایماندار مسلمان عیسائی
" اور مسلمان مین عدل کرسکتا ہے بشرطیکہ وہ بحکم افسر غیر مسلم قانون کا پابند ہو - ہندوستان مین بہت سے
" ایسے مسلمان ہین - لیکن ایک مسلمان حاکم جتنا زیادہ سچا اور ایماندار مسلمان ہوگا اسی قدر وہ
" غیر مسلم رعایا کے حق مین عدل کرنے کے ناقابل ہوگا وہ صرف ایک ایسے قانون کا پابند ہے جو
اس کے عقیدے مین الٰہی اور ناقابل تبدیل ہے[۵]

---

۵ کنٹم پوریری ریویو بابت ماہ اگست ۱۸۹۸ء صفحہ ۲۷۹ و ۲۸۰ -

یہ ایمان دار مسلمانون کے خلاف محض بہتان ہے جس قدر کہ ایک شخص زیادہ سچا مسلمان ہوگا اسی قدر زیادہ سپر مختلف مذہب وملت کی رعایا کے ساتھ عدل و انصاف کرنے کی ذمہ داری ہوگی کیونکہ وہ احکام قرآن - اقوال پیغمبر - فقہی اصول - اور تعلیم شرع شریف کے روسے مجبور ہے - کہ وہ مسلم اور غیر مسلم رعایا مین برابر اور یکسان عدل کرے - قرآن کا حکم ہے کہ مومنین غیر مسلمون کے ساتھ عدل و مہربانی کا برتاؤ کرین -

" لا ینہٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم
" فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان
" تبروہم وتقسطوا الیہم ان اللہ یحب
" المقسطین ۵ الممتحنۃ (۶۰) آیت ۸

خدا تمھین ان لوگون کے ساتھ مہربانی کرنے سے منع نہین کرتا جنھون نے تم پر مذہب کی وجہ سے چڑہائی نہین کی ہے یا جنھون نے تمہین گھر سے نہین نکال باہر کیا ہے - بیشک خدا اُن سے محبت کرتا ہے جو عدل و انصاف کا برتاؤ کرتے ہین -

ابو داؤد نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث بیان کی ہے -

" یاد رکھو جو شخص کسی ذمی یا معاہد سے بے انصافی کرے گا یا عہد کو توڑے گا یا
" اس پر اس کی طاقت سے زیادہ بار ڈالے گا یا اس کی رضامندی لے بغیر اس سے کوئی شے لے گا
" تو مین قیامت کے روز اس کا مخالف ہونگا (سنن ابی داؤد کتاب الخراج جلد دوم صفحہ ۱۷۰)

مین اس سے پیشتر فقہ اسلام کے اصول قانونی بیان کرچکا ہون - یہان مین ایسا اور اصول درالمختار سے نقل کرتا ہون -

" انصاف کرنے مین جو کچھ اُن کے (یعنی غیر مسلم رعایا کے) واسطے ہے وہی ہمارے لئے ہے
" اور انصاف حاصل کرنے مین جو کچھ اُن پر واجب ہے وہی ہم پر واجب ہے -

دوسرے الفاظ مین اس کے یہ معنی ہین کہ انہین ہم سے اور ہمین اُن سے پورے

" پورے حقوق حاصل کرنے چاہئین-

مصنف منح الغفار شرح تنویر الابصار اِس متن پر یہ تحریر کرتا ہے-

" اِن کے لئے ہے جو کچھ ہمارے لئے ہے اور اُن پر ہے جو کچھ کہ ہم پر ہے-

" متن کے یہ معنی ہین کہ اگر ہم اُن کی جان ومال پر دست اندازی کرین تو اُن کا حق ہم پر ہے- اور

" اگر وہ ہماری جان ومال پر دست اندازی کرین تو ہمارا حق اُن پر ہے- بعینہ اسی طرح جیسے کہ دست اندازی

" کی صورت مین ہم مین سے ایک شخص کو دوسرے پر حق ہوتا ہے-

کیا یہ کامل قانونی مساوات نہین ہے؟ کیا یہ عیسائیون اور مسلمانون کے درمیان برابر کا عدل نہین ہے؟ کیا شرع اسلام برابر کے عدل کی ہدایت نہین کرتی؟ علاوہ اس کے کیا ترکی تنظیمات خط فرامین اور معاہدات کی رو سے برابر کے حقوق غیر مسلمون کو نہین دیے گئے؟

لہذا قدرتی طور پر جو نتیجہ نکل سکتا ہے وہ یہ ہے کہ مسلمان خواہ حاکم ہو خواہ وہ کیسا ہی پرجوش مذہبی آدمی یا متعصب ہو ہر ایک قانون یعنی الہامی مذہبی فقہی اور دستوری کی رو سے اس بات پر مجبور ہے کہ وہ مسلم اور غیر مسلم رعایا مین بلا کسی رو رعایت کے یکسان عدل و انصاف کرے-

۶۱- پادری صاحب اپنی متعصبانہ راے کا اظہار یون فرماتے ہین-

" لیکن کیا سلطان کسی ایسی تجویز کو سنے گا کہ آرمینیا کی حکومت کسی غیر مسلم حاکم کے تحت مین

" اہل آرمینیا ہی کو دیدی جاوے؟ بلکہ بخلاف اس کے ازروے شرع شریف اس کا فرض ہے کہ جب

" کہ جب مملکت اسلام مین اس قسم کی دست اندازی کی جاوے تو اس کی سخت مخالفت کرے- جبتک

" کہ اُسے اس امر کا یقین نہ ہو جاوے کہ مجھ سے بڑی قوت مجھے مجبور کرنے پر آمادہ ہے[۵۱]

کسی عیسائی گورنر کے تقرر سے مملکت اسلام مین کوئی دست اندازی نہین ہو سکتی-

---

[۵۱] کن ٹم پوریری ریویو بابت ماہ اگست ۱۸۹۱ء صفحہ (۲۸۰)

ٹرکی مین جیسا کہ مین پہلے فقرہ (۳۵) مین لکھ چکا ہون عیسائی ملکی و فوجی اور پولٹیکل (سیاسی) سر رشتون مین اعلیٰ اعلیٰ عہدون پر مثلاً وزیر۔ ایلچی کونسل اور سکرٹری ہین ہندوستان مین سلاطین مغلیہ کی فیاض گورنمنٹ مین ہزارہا ہندو بڑے بڑے عہدون پر تھے اور لاکھون ہندو فوجی اور مالی انتظامات مین متعین تھے۔ اور بہت سے وزیر ایسے ہوئے ہین جن کے باپ دادا ہندو تھے اور ایک بادشاہ نے تو یہان تک کیا کہ اپنے ایک ہندو جنرل کو اسلامی ملک کابل کا گورنر مقرر کر دیا موجودہ زمانہ مین بھی کوئی اسلامی ریاست ایسی نہین جہان بہت سے ہندو اعلیٰ عہدون پر نہون اور سرکاری کام نہ کرتے ہون[۵۱]

پریسکاٹ کی عمدہ رائے عربون کی سالمت کے بارہ مین

۶۲۔ ہسپانیہ مین جب کہ مسلمانون کا ستارۂ اقبال عروج پر تہا۔ محکوم اور غیر مسلم رعایا کے ساتھ کامل مساوات کا برتاؤ کیا جاتا تھا اور انھین وہی ملکی اور مذہبی آزادی حاصل تھی جو ان فاتح مسلمانون کو۔ پریسکاٹ کہتا ہے کہ۔

"ہسپانیہ مین عربون کے غضبناک مزاج مین بوجہ اعتدال آب وہوا اور اعلیٰ علمی ترقی کے رفتہ رفتہ
" نرمی اور اعتدال پیدا ہوگیا تھا اور عیسائیون اور یہودیون کے ساتھ ایسا عمدہ برتاؤ تھا کہ فتح کے
" چند ہی سال کے بعد انھین نہ صرف ملکی اور مذہبی آزادی حاصل تھی بلکہ انھین اپنے فاتحون کے
" ساتھ کامل مساوات کا درجہ حاصل ہوگیا تھا[۵۲]

یہی محقق مورخ ہسپانیہ کے عربون کی پولٹیکل اور علمی حالت پر ریویو کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

" اُن برائیون سے اگر قطع نظر کر کے دیکھا جائے جو ایک ایسی نوع کشی کے ساتھ ضرور
" پیدا ہو جاتی ہین تو بھی فاتحون کی پالیسی فیاضانہ تھی جن عیسائیون نے ملک مفتوحہ مین رہنا پسند
" کیا اُن کے جان و مال کی پوری پوری حفاظت کی گئی۔ انھین پورا حق حاصل تہا کہ اپنے طور پر

[۵۱] - دیکھو سر جی کیمبل کی کتاب " ہنڈی بک آن دی ایسٹرن کوسچن " صفحہ ۱۱۲ - اڈیشن ثانی مطبوعہ ۱۸۷۶ء

[۵۲] تاریخ عہد حکومت فرڈی ننڈ و آئی زبیلا " مصنفہ ڈبلیو ایچ پریسکاٹ جلد دوم صفحہ ۴۰۲ لندن مطبوعہ ۱۸۵۴ء۔

" اپنی عبادت کرین - معینہ حدود مین انھین کے قانون رائج رہین - بعض ملکی اور فوجی عہدون
" پر ان کا تقرر کیا گیا - انکی عورتون کو اجازت تھی کہ وہ فاتحون کے ساتھہ شادی بیاہ کرین - اور غرض
" از روئے قانون اُن کے ساتھہ کوئی برتاؤ ایسا نہین کیا جاتا تھا جس سے وہ مفتوح یا غلام معلوم ہون
" سوائے اس کے کہ ان سے جو ٹکس لیا جاتا تھا وہ مسلمانون کے ٹکس کے مقابلہ مین کسیقدر زیادہ
" تھا یہ سچ ہے کہ بعض اوقات عیسائی ظلم و ستم کے یا عام شورش کے شکار ہو جاتے تھے[۵۱]
" لیکن بحیثیت مجموعی اُن کی حالت اُن تمام عیسائیون سے بہتر تھی جو آخر زمانہ مین اسلامی حکومتون
" کے تحت مین تھے اور ہمارے بیکس باپ دادا ون کی حالت کے مقابلہ مین جو نارمن فتح کے
" بعد بھی بہت ھی اچھی تھی -

ہسپانیہ کی اسلامی عہد کے متعلق کانڈی کی راے

۶۲۳ - ڈاکٹر جے - اے کانڈی اپنی تاریخ اسپین عہد اسلام مین مسلمانون کے انتظام کے متعلق مفصلہ ذیل تحریر فرماتے ہین -

" قوم مفتوح پر جو شرائط لگائی گئین تھین وہ ایسی تھین کہ لوگ فاتحین کے مقابلہ مین بجائے
" ظلم کے اطمینان پاتے تھے اور جب وہ اپنی اس حالت کا مقابلہ اپنی گذشتہ حالت سے کرتے
" تھے جس مین انھون نے بہت کچھہ تکالیف اُٹھائی تھین تو وہ اس تبدیلی کو اپنی خوش قسمتی خیال
" کرتے تھے - مذہبی امور مین انھین پوری آزادی تھی - ان کے گرجے تمام مداخلت اور نقصان سے
" بری تھے اُن کے جان و مال مامون و محفوظ تھے - یہ تھا وہ صلہ جو انھین غیرون کی اطاعت
" مین ملا - اور اس کے معاوضے مین وہ صرف ہلکا سا ٹیلس ادا کرتے تھے - لیکن علاوہ اس کے
" انھین اور فوائد بھی حاصل تھے - مثلاً عرب اپنے وعدے کے پکے اور قول کے پورے تھے

۵۱ - قرطبہ کے مشہور ظلم و ستم جو عبد الرحمان ثانی اور اس کے بیٹے کے عہد حکومت مین واقع ہوئے اور جو اکثر کے مورخون کے بیانات کی رو سے نیرو اور ڈایوکلیس کے ظلم و ستم کے برابر تھے - اُن مین درحقیقت جیسا کہ مورلیس نے تسلیم کیا ہے صرف چالیس اشخاص کا خون ہوا - بعض بدنصیب مجنونون نے خلاف احکام اسلام تاج شہادت حاصل کرنے کی کوشش کی - اس کی تفصیل فلورز کے مجموعہ کی دسوین جلد مین موجود ہے -

" وہ ہر قوم وملت کے شخص سے یکسان انصاف کا برتاؤ کرتے تھے جس سے لوگون کو عموماً اہل عرب
" پر بہت بڑا بھروسہ ہو گیا تھا اور خاص کر اُن لوگون پر بہت اعتبار تھا جس سے انھین سابقہ پڑتا تھا۔
" اور نہ صرف انھین امور مین بلکہ دل کی فیاضی اطوار کی شائستگی اور مہمان نوازی مین عرب اُس وقت
" کی تمام اقوام سے ممتاز تھے[۵۱]"

۷۴ - مسٹر ہنری کوپی نے اپنی تاریخ فتح ہسپانیہ عرب مین اِس برتاؤ کے متعلق جو مسلمان یہودی اور عیسائیون سے کرتے تھے یہ تحریر کیا ہے۔

" مین اِس سے قبل اس برتاؤ کے متعلق جو یہودی اور عیسائیون کے ساتھ کیا جاتا تھا۔ تفصیل کے
" ساتھ لکھ چکا ہون - ازروے قیاس اگر دیکھا جائے تو یہ مسئلہ کچھ دشوار نہ تھا - لیکن عملاً بوجہ تعصب
" وعناد مذہبی اس مین بڑی بڑی دشواریان تھین - باوجود اِس کے کہ مسلمان اپنے مذہب کی پابندی
" مین بہت سخت ہین اور دیگر مذاہب کو ناقص اور باطل سمجھتے ہین تو بھی اس برتاؤ کے مقابلہ مین جو عیسائی
" فرقے آخر زمانہ مین ایک دوسرے کے ساتھ روا رکھتے تھے اور نیز اُس برتاؤ کے مقابلہ مین جو عیسائیون
" نے ہر زمانہ مین یہودیون کے ساتھ روا رکھا مسلمانون کا برتاؤ تمام اہل مذاہب سے نہایت مساحت
" اور مسالمت کا تھا - یہی تو بڑی قوی وجہ تھی کہ مفتوحہ اقوام اُن کی اطاعت سہولت اور آسانی کے ساتھ
" برداشت کر لیتی تھین - البتہ مرتدون کو سزاے موت دی جاتی تھی - جو لوگ مطلوبہ خراج ادا کرتے
" تھے وہ اپنے مذہب مین آزاد تھے - یہ مذہبی آزادی یا مسالمت پیغمبر کا ایک فیاضانہ خیال اور نیز
" سیاسی ضابطہ تھا - یون دیکھو تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ قیاساً ان کے مذہب کی اصل اس بات کی اجازت
" دیتی ہے کہ تمام کفار کو غارت کر دیا جائے[۵۲]"

---

۵۱ - تاریخ اسپین عہد اسلام مصنفہ ڈاکٹر جے - اے کانڈی ومترجمہ مسٹر جانے تھن ماسٹر جلد اول دیباچہ صفحہ ۶ مطبوعہ لندن۔

۵۲ تاریخ فتح اسپانیہ اہل عرب مع کارنامہ تمدن جو انھون نے یورپ کو بخشی - مصنفہ ہنری کوپی جلد ۲ صفحہ ۲۲۷ مطبوعہ لندن ۱۸۸۱ء۔

" اپنی عبادت کرین۔ معینہ حدود مین انھیں کے قانون رائج رہین۔ بعض ملکی اور فوجی عہدون
" پر ان کا تقرر کیا گیا۔ انکی عورتون کو اجازت تھی کہ وہ فاتحون کے ساتھہ شادی بیاہ کرین۔ اور غرض
" از روے قانون اُن کے ساتھہ کوئی برتاؤ ایسا نہین کیا جاتا تھا جس سے وہ مفتوح یا غلام معلوم ہون
" سواے اس کے کہ ان سے جو ٹکس لیا جاتا تھا وہ مسلمانون کے ٹکس کے مقابلہ مین کسیقدر زیادہ
" تھا۔ یہ سچ ہے کہ بعض اوقات عیسائی ظلم وستم کے یا عام شورش کے شکار ہوجاتے تھے[۵۱]
" لیکن بحیثیت مجموعی اُن کی حالت اُن تمام عیسائیون سے بہتر تھی جو آخر زمانہ مین اسلامی حکومتون
" کے تحت مین تھے اور ہمارے بیکس باپ دادون کی حالت کے مقابلہ مین جو نارمن فتح کے
" بعد بھی بہت ھی اچھی تھی۔

ہسپانیہ کی اسلامی عہد کے متعلق کانڈی کی راے

۶۳۔ ڈاکٹر جے۔ ای کانڈی اپنی تاریخ اسپین عہد اسلام مین مسلمانون کے انتظام کے متعلق مفصلہ ذیل تحریر فرماتے ہین۔

" قوم مفتوح پر جو شرائط لگائی گئین تھین وہ ایسی تھین کہ لوگ فاتحین کے مقابلہ مین بجاے
" ظلم کے اطمینان پاتے تھے اور جب وہ اپنی اس حالت کا مقابلہ اپنی گذشتہ حالت سے کرتے
" تھے جس مین انھون نے بہت کچھہ تکالیف اُٹھائی تھین تو وہ اس تبدیلی کو اپنی خوش قسمتی خیال
" کرتے تھے۔ مذہبی امور مین انھین پوری آزادی تھی۔ ان کے گرجے تمام مداخلت اور نقصان سے
" بری تھے اُن کے جان ومال ملکیتون محفوظ تھے۔ یہ تھا وہ صلہ جو انھین غیرون کی اطاعت
" مین ملا۔ اور اس کے معاوضے مین وہ صرف ہلکا سا ٹکس ادا کرتے تھے۔ لیکن علاوہ اس کے
" انھین اور فوائد بھی حاصل تھے۔ مثلاً عرب اپنے وعدے کے پکے اور قول کے پورے تھے

۵۱۔ قرطبہ کے مشہور ظلم وستم جو عبدالرحمان ثانی اور اس کے بیٹے کے عہد حکومت مین واقع ہوئے اور جو کیتھولک مورخون کے بیانات کی رو سے نیرو اور ڈایوکلیس کے ظلم وستم کے برابر تھے۔ اُن مین درحقیقت جیسا کہ سورٹیس نے تسلیم کیا ہے صرف چالیس اشخاص کا خون ہوا۔ بعض بدنصیب مجنونون نے خلاف احکام اسلام تلاش شہادت حاصل کرنے کی کوشش کی۔ اس کی تفصیل فلورز کے مجموعہ کی دسوین جلد مین موجود ہے۔

" وہ ہر قوم و ملت کے شخص سے یکسان انصاف کا برتاؤ کرتے تھے جس سے لوگون کو عموماً اہل عرب
" پر بہت بڑا بھروسہ ہوگیا تھا اور خاص کر ان لوگون پر بہت اعتبار تھا جس سے انھین سابقہ پڑتا تھا۔
" اور نہ صرف انھین امور مین بلکہ دل کی فیاضی اطوار کی شائستگی اور مہمان نوازی مین عرب اُس وقت
" کی تمام اقوام سے ممتاز تھے۔[۵۱]

۴۷ - مسٹر ہنری کوپی نے اپنی تاریخ فتح ہسپانیہ عرب مین اس برتاؤ کے متعلق جو مسلمان یہودی اور عیسائیون سے کرتے تھے یہ تحریر کیا ہے۔

" مین اس سے قبل اس برتاؤ کے متعلق جو یہودی اور عیسائیون کے ساتھ کیا جاتا تھا۔ تفصیل کے
" ساتھ لکھ چکا ہون - از روے قیاس اگر دیکھا جاے تو یہ مسئلہ کچھ دشوار نہ تھا - لیکن عملاً بوجہ تعصب
" و عناد مذہبی اس مین بڑی بڑی دشواریان تھین - باوجود اس کے کہ مسلمان اپنے مذہب کی پابندی
" مین بہت سخت ہین اور دیگر مذاہب کو ناقص اور باطل سمجھتے ہین تو بھی اس برتاؤ کے مقابلہ مین جو عیسائی
" فرقے آخر زمانہ مین ایک دوسرے کے ساتھ روا رکھتے تھے اور نیز اُس برتاؤ کے مقابلہ مین جو عیسائیون
" نے ہر زمانہ مین یہودیون کے ساتھ روا رکھا مسلمانون کا برتاؤ تمام اہل مذاہب سے نہایت سماحت
" اور سالمت کا تھا - یہی تو بڑی قوی وجہ تھی کہ مفتوحہ اقوام اُن کی اطاعت سہولت اور آسانی کے ساتھ
" برداشت کر لیتی تھین - البتہ مرتدون کو سزاے موت دی جاتی تھی - جو لوگ مطلوبہ خراج ادا کرتے
" تھے وہ اپنے مذہب مین آزاد تھے - یہ مذہبی آزادی یا سالمت پیغمبر کا ایک فیاضانہ خیال اور نیز
" سیاسی ضابطہ تھا - یون دیکھو تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ قیاساً ان کے مذہب کی اصل اس بات کی اجازت
" دیتی ہے کہ تمام کفار کو غارت کر دیا جاے۔[۵۲]

---

۵۱ - تاریخ اسپین عہد اسلام مصنفہ ڈاکٹر جے - اے کانڈی و مترجمہ مسٹر جانے تھن ماسٹر جلد اول دیباچہ صفحہ ۶ مطبوعہ لندن۔

۵۲ تاریخ فتح اسپانیہ اہل عرب مع کارنامہ تمدن جو انھون نے یورپ کو بخشی - مصنفہ ہنری کوپی جلد ۲ صفحہ ۳۷۲ مطبوعہ لندن ۱۸۸۱ء۔

وان کریمر کی راے خلفاے بغداد کی مذہبی سامحت کے متعلق

۶۵- اڈنبرا ریویو کے ایک مضمون نگار نے وان کریمر کی کتاب خلفاے بغداد پر ریویو کرتے ہوے خلفاے بغداد کے مالی اور قانونی انتظامات کے متعلق یہ لکھا ہے۔

" جب ان کا انتظام زیادہ پیچیدہ ہو گیا تو اُن کا تمام مالی انتظام رفتہ رفتہ عیسائیون اور ایرانیون
" کے ہاتھ مین آگیا - عبدالملک[۵۱] نے اس جوش مین آکر کہ تمام انتظام مملکت خالص عربی ہونا چاہیے
" غیر عرب ملازمین کو برطرف کر دیا - لیکن بعد مین اُسے ثابت ہوا کہ انھین بحال کرنا ضروری ہے صرف
" چند عرب اُن مسائل کے لئے جن مین خاص تعلیم کی ضرورت ہے کافی ہین -

" ہم یہان اُن عیسائیون اور غیر مذہب والون کی حیثیت کے متعلق جو عربی حکومت مین تھے
" چند الفاظ لکھنے کے لئے ایک منٹ کے لئے ٹھیر جاتے ہین - پیغمبر نے عیسائی اور یہودی مذاہب
" اور دیگر فرقون مثلاً پیروان مانی و زردشت وغیرہ مین خاص امتیاز رکھا تھا - اول الذکر دو مذاہب کے
" ساتھ بہ نسبت دیگر مذاہب کے زیادہ مسامحت روا رکھی گئی تھی - اور اس سے انکار نہین ہو سکتا
" کہ عام طور پر ان دو مذہب والون کی حالت ایسی ناگوار نہ تھی جیسی کہ بعض اوقات بیان کی جاتی ہے
" اس بیان کو بلفظہ تسلیم نہین کر لینا چاہیے کیونکہ مختلف ممالک اور مختلف خلفاء کے زمانہ مین عیسائیون
" کے ساتھ مختلف برتاؤ تھا - بلدہ کے عیسائی بمقابلہ زراعت پیشہ عیسائیون کے زیادہ اچھی حالت
" مین تھے - بلدہ کے عیسائی ایک حد تک تعلیم یافتہ اور مفید بلکہ سلطنت کے علمی شعبون کے لئے
" ضروری ہوتے تھے - مگر زراعت پیشہ عیسائی خزانہ کی اس کمی کو پورا کرتے تھے جو مسلمانون کے
" مستثنیٰ ہونے کی وجہ سے واقع ہوتی تھی - بعض نے اس پر بہت کچھ زور دیا ہے کہ عیسائیون کو ایک
" خاص قسم کا لباس پہننا پڑتا تھا - لیکن یہ کسی ذلت کے خیال سے نہ تھا بلکہ مختلف اہل مذاہب کے
" امتیاز کے لئے تھا - عیسائیون کی دماغی سعی بے اثر نہ رہی مسلمان یونانی فلسفہ علم طب اور دیگر دقیق فنون
" کے لئے اُن کے ممنون ہین - اور اسلامی خیالات مین عیسائی مذہب کی وجہ سے بہت کچھ تغیر و
" تبدل پیدا ہوا - نسطورین کیتھولک اور "پرنس آف دی کیپ ٹوٹی" کو بغداد مین جو وقعت حاصل تھی

[۵۱] مضمون نگار سے یہ غلطی ہو گئی ہے - عبدالملک خلفاے بنو امیہ سے ہے نہ کہ خلفاے عباسیہ سے -

"اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان دیگر مذاہب کے سرداروں سے اچھا برتاؤ کرتے

" تھے - [۵۱]

پروفیسر پورٹر کی راے ترکی سالمیت پر

۶۶ - پروفیسر جے - ال پورٹر اپنے لکچر مین جو اُنھون نے بمقام گلاسگو ماہ دسمبر ۱۸۷۶ء مین دیا یہ کہتے ہین -

" تاریخ ثابت کرتی ہے نیز سلاطین ترکی اور تاریخ ہسپانیہ سے بھی یہ ثابت ہے کہ فقہ اسلامی کی

" مذہبی بنیاد قیاساً خواہ کیسی ہی سخت کیون نہو لیکن عملاً وہ کبھی تمام مذاہب مین کامل سالمت کے

" حائل نہین ہوئی جو لوگ اُن کے قومی مذہب سے اختلاف رکھتے ہین - انہین صرف ایک قسم کا ٹکس

" ادا کرنا پڑتا ہے باقی تمام حالات مین وہ آزاد ہین - یہ مشہور بات ہے اور کوئی اس سے انکار نہین کرسکتا

" کہ مختلف عیسائی اقوام مثلاً ارمنی - یونانی - شامی - مرونی ٹرکی مین ابتدا سے سلطنت سے ابتک

" کامل آزادی کے ساتھ رہتے ہین اور یہی نہین بلکہ ہر قوم کو سلطان نے اپنے دیوانی اور

" مذہبی معاملات کے انتظام کرنے کا حق دے رکھا ہے - بلدہ اور مضافات کی کونسلون مین بھی

" ہر فرقے کا مذہبی وکیل بیٹھتا ہے اور اس کے ساتھ ملکی وکیل بھی رہتا ہے کیا اب بھی ہم کہہ سکتے

" ہین کہ وہان مذہبی آزادی نہین ؟

" ترکی کی تاریخ کا یورپ کی عیسائی اقوام کی تاریخ سے مقابلہ کیجئے - گبن نے ایک قدیم ترکی

" سلطان کی نسبت خوب کہا ہے کہ " یورپ کی کیتھلک اقوام جنھون نے لغویات کی حمایت ظلم و

" ستم کرکے کی اُنھین ایک وحشی کے مثال سے ساتھ خجل ہونا ہوگا جو فلسفہ کے نتائج کو عمل مین لایا ہے"

" ترکی نے کبھی تحقیقات مذہب کی عدالتین قایم کرکے قاعدہ اور ضابطہ کے ساتھ شرمناک ظلم و ستم

" اور جبر و تعدی نہین کی اس کا دامن اس دھبے سے پاک رہا ہے - ترکی نے کبھی ظالمانہ طور

" سے اُن لوگون کو جو اس کے مذہب سے اختلاف رکھتے تھے جلاوطن نہین کیا - اُن غریب

---

[۵۱] اڈنبرا ریویو نمبر (۳۱۸) بابتہ ماہ اپریل ۱۸۸۲ء مضمون نمبر ۳ تمدن اہل مشرق زیر حکومت خلفا صفحہ ۳۵۱ - ۳۵۲

دوان اسے کریمر مطبوعہ وائینا ۱۸۷۷ء -

" بے خانمان یہودیون کو جنھین جرمنی - انگلینڈ فرانس - اسپین نے پے در پے طرح طرح کی ایذائین اور
" تکلیفین پہنچائین ٹرکی ہی نے پناہ دی -
" مسیحیت کے لئے اور خاص کر اس مسیحیت کے لئے جو روس اور یونان مین پائی جاتی ہے بڑی مشکل
" پڑی اگر وہی طریقہ اور جوش اس کے ساتھ برتا جاے جو اُن مضامین مین پایا جاتا ہے - جو مشرقی
" مسائل اور اسلام کے متعلق لکھے جاتے ہین - جب اُن مضامین کو شایستہ اور مہذب ترک اور دیگر
" اقوام کے روشن خیال لوگ پڑھتے ہون گے تو اس سے ہماری قوم کی صداقت اور بے تعصبی پر
" نہ معلوم برا اثر پڑتا ہوگا -

امریکہ کے مشنریون کی راے ترکی مسالمت پر -

" ترکی مسالمت پر مین ایک ایسے شخص کی راے کا اقتباس کرتا ہون جو اس معاملہ مین مجھ سے
" زیادہ تجربہ رکھتا تھا - یہ شخص مشہور امریکن مشنری ڈاکٹر ایلی سمتھ ہے - یہ شخص اس ملک مین پچاس برس
" رہا ہے اور اس نے وہان کے باشندون کی حالت اور خصائل کے مطالعہ کے لئے خاص طور پر
" ملک کے ہر حصے مین سفر کیا ہے اور اپنے زمانہ کا بہت بڑا اور کامل مشرقی السنہ کا ماہر تھا اور صیابت
" راے اور عالی خیالی مین اس کا کوئی نظیر نہ تھا - غیر مسلمون کو جو اس ملک مین آزادی حاصل ہے
" اس کے متعلق وہ یہ لکھتا ہے -

" یہ وجوہ اختلاف آراے کے مصالحت کے لئے یقیناً ہمارے خیال کے مناسب نہین ہین
" لیکن ان سے جو نتائج پیدا ہوتے ہین اور جب ہم اُن پر عمل کرتے ہین تو عملی طور پر ترکی مین غیر مسلمون
" کو اس قدر ایمان کی آزادی حاصل ہے جو یورپ کے کسی ملک مین نصیب نہین " اس کے بعد
" پھر وہ کہتا ہے " اس مین شک نہین کہ بعض نالایق مجسٹریٹون کی ذلیل کارروائیون اور دست
" درازیون اور متعصب رعایا کی زبردستی سے اس مین رکاوٹین پیدا ہوجاتی ہین اور اس بات کا
" ڈر ہے کہ جسطرح دارالخلافہ مین مذہبی میونسپل انتظام ہے اضلاع مین بھی اُسے توسیع دیجائے
" خصوصاً اس اثر کی قوت سے جو ترکی انتظام پر یورپ کی قرب وجوار دول کا پڑتا رہتا ہے - اگر وہ

" ان مداخلتون سے آزاد ہو جاسے تو ہم بلا تامل یہ کہ سکتے ہین کہ ہم اِس آزادی پر راضی و شاکر
" ہین جو ازروسے شرع اسلام ہمین حاصل ہے - اس مسالمت کی وسعت عام طور پر معلوم ہونی چاہئیے
" اور یہ اُس قانون کے لئے قابل تعریف امر ہے جو اس قسم کی آزادی عطا کرتا ہے اور تمام بیرونی
" اثرات جو اس آزادی کے مخل ہین قابل نفرت ہین - مجھے یقین ہے کہ ہمین یوروپین حکومت مین
" کبھی اس قدر آزادی نصیب نہین ہو سکتی سواے ایک دو آزادی پسند پروٹسٹنٹ حکومتون کے
" ڈاکٹر گوڈیل جو تیس سال تک ٹرکی مین اور خصوصاً قسطنطنیہ مین رہا اس نے ۶ نومبر ۱۸۶۱ء کو
" یہ راے ظاہر کی -
" جب ہم پہلے پہل ٹرکی مین آئے اس وقت اور اس کے بعد کئی سال تک ہم قسطنطنیہ مین
" نہ رہ سکے اگرچہ دوسرے فرنگی مختلف مقامات مین موسم گرما بسر کرنے کے محل رکھتے تھے مگر آرمینیون
" یونانیون اور اہل کیتھلک کے اثر کی وجہ سے ہم اس رعایت سے محروم رہے - لیکن ترک اب
" ہمارے دشمنون کی باتون یا شکایتون کو نہین سنتے اور اب ہم جہان چاہتے ہین بغیر کسی تکلیف
" وایذا کے رہتے ہین - ہم جہان چاہتے ہین مدرسے قائم کر سکتے اور گرجے بنا سکتے ہین کہتے ہین کہ مذہبی
" آزادی کا فرمان ترکی مین برائے نام ہے اور اس پر کبھی عمل نہین ہوتا - لیکن اس قدر جواب دینا
" کافی ہے کہ فرمان ہمایون سے قبل جس قدر ہر ہفتہ ایذا دہی اور تکلیف رسانی کی وارداتِ کی رپورٹین
" پہنچتی تھین اب اس قدر سال بھر مین بھی نہین واقع ہوتین -
" پھر یہ کہا جاتا ہے کہ ترک آزادی کے قول و قرار مین سچے نہین ہین بلکہ یہ غیر ممالک کے دباؤ سے
" آزادی دینے پر مجبور ہین - مگر سچ بات یہ ہے کہ جہان تک مذہب پروٹسنٹ کا تعلق ہے اس کی
" مخالفت کے لئے ہمیشہ باہر سے دباؤ ڈالا گیا ہے جس قدر بیرونی اثر آزادی کی خاطر ڈالا جاتا ہے اس سے
" دس گنا بلکہ سو گنا زیادہ آزادی مذہب و ایمان کی مخالفت کے لئے عمل مین لایا جاتا ہے یہ ارمنی
" یونانی اور کیتھلک فرقے بہت قوی ہین اور بہت بڑا اثر اور دباؤ ڈالتے ہین اور ہمیشہ ایک دوسرے
" کی مخالفت کرتے ہین اور ترکون کو اپنی طرف رکھنے کی کوشش کرتے ہین - آگے چل کر وہ خلاصہ

" کے طور پر یہ کہتا ہے۔

" جو کوئی گذشتہ چالیس سال تک مشنری ہیرلڈ پڑھتا رہا ہے اُسے معلوم ہوا ہوگا کہ ہماری ایذا رسانی
" کی سو واردا توں میں سے شاید ۹۹ ایسی ہیں جن سے ترکوں کو کوئی واسطہ نہیں بلکہ ان کی محرک لاطینی چرچ
" کلیسا ہیں۔ ترک لوگ کبھی اپنی طرف سے ہمیں ایذا پہنچانے خیال نہیں کرتے۔

" اس سے ترکی سالمت صحیح طور سے معلوم ہوتی ہے۔ ڈاکٹر سمتھ اور ڈاکٹر گوڈیل اس کیفیت
" سے بخوبی واقف ہیں۔ اُن کی ہرگز یہ خواہش نہیں معلوم ہوتی کہ وہ غلطیوں کو چھپائیں یا ترکی
" بلانسطامیوں کو کم کر کے دکھائیں۔ اُن میں اسپنے جتھے کی وہ جانب داری نہیں پائی جاتی جو بدقسمتی
" سے آج کل بہت زوروں پر ہے اور جس کی وجہ سے بڑے بڑے عالی دماغ لوگوں کی راے اور عقل
" پر پردہ پڑ گیا ہے۔ ان صاحبوں نے جو کچھ لکھا ہے وہ محض سچ کی خاطر سے لکھا ہے۔ اور اُن کے
" خلوص اور صداقت کے لیئے یہ کافی شہادت ہے کہ اُنھوں نے اپنی قابلیت اور زندگیوں کو ترکی کے
" عیسائیوں کی اصلاح کے لیئے قربان کر دیا۔

" یہاں تک کہ اہل بلغاریہ نے یونانی مذہبی عہدہ داروں کے ظلم وستم سے تنگ آکر ترکوں سے
" اپیل کیا کیونکہ یونانی اس کوشش میں تھے کہ وہ اہل بلغاریہ کو مذہبی آزادی اپنی زبان اور قومیت
" سے بھی محروم کر دیں۔ اور یہ کام اُنھوں نے روسی سرپرستی میں سرانجام دینا چاہا تھا۔ ایک شریف
" تعلیم یافتہ بلغاری پال مال گزٹ بابتہ ۱۸۷۶ء میں اپنی قوم کی نسبت مفصلہ ذیل الفاظ لکھتا ہے۔

" چونکہ ہم صدیوں سے ترکی کے زیر حکومت ہیں لہذا ہم اُسے اپنی قومیت کا محافظ سمجھتے ہیں۔
" اور ہم جو ترکی سے مالوف ہیں اس کے دو وجوہ ہیں۔ ایک عادت دوسری اپنی غرض۔ انگلستان
" میں بعض پارٹیوں (گروہوں) نے یہ فرض کر لیا ہے کہ اہل بلغاریہ روس کو بڑی خوشی سے اپنا محافظ
" تسلیم کریں گے۔ مجھے اس میں شبہ ہے بلکہ مجھے یہ یقین ہے کہ اگر ان میں سے ایک ایک
" کی راے طلب کی جائے تو سب کے سب اوس کی حکومت سے تنفر ظاہر کریں گے [۵۱]

[۵۱] انگلینڈز ڈیوٹی ان دی ایسٹرن دی کلٹی۔ لکچر از جے ایل یوڑ صفحہ ۱۴-۱۹-

چارلس ولیمس کی راے ترکی مستاجر

۶۷ - مسٹر چارلس ولیمس اپنی کتاب آرمی نیین کم پین مین لکھتے ہین -

" ایشیاے کوچک مین مین نے جو کچھ مشاہدہ کیا ہے وہ کونسل جنرل نکسن کی رپورٹ مورخہ ۵ اجون ۱۸۷۷ع
" سمقام بغداد سے بالکل مطابق ہے اور اس لئے مین یہ بہتر سمجھتا ہون کہ اس فقرہ کو بعینہ
" نقل کر دون -

" مین بلا تامل اس امر کا اظہار کرتا ہون کہ ترکی افسر دولت عثمانیہ کے ہر حصہ مین عیسائیون اور
" یہودیون سے نہایت درجہ مصالحت اور ملائمت کا برتاو کرتے ہین اور مینے کبھی کوئی ایک واقعہ بھی ایسا
" نہین سنا جس مین انھون نے اُن سے بُرا برتاو کیا ہو یا لڑے جھگڑے ہون - درحقیقت جہان
" تک میرا تجربہ ہے مین کہہ سکتا ہون کہ مسلمان عیسائیون کے معاملہ مین بہت متحمل ہین - حالانکہ عیسائیون
" کا معاملہ مسلمانون سے ایسا نہین ہے - عیسائیون کو وہی حقوق اور رعایتین حاصل ہین جو اُن کے
" مسلمان بھائیون کو اور اگرچہ انصاف بہت مستعدی کے ساتھ نہین کیا جاتا لیکن بے رو رعایت
" کیا جاتا ہے - [۵]

کپتان جمیس کرے کی راے ارض روم کے قبضہ کے متعلق

۶۸ - کپتان جمیس کرے روسیون کے قبضہ ارض روم کے متعلق مفصلہ ذیل راے
لکھتا ہے -

" روسیون کے قبضہ کو دیکھ کر دل مین ایک پھریری سی پیدا ہوتی تھی اور اس مین کچھ شک و شبہ
" نہین معلوم ہوتا تھا کہ ارمنی یہ سمجھتے تھے کہ انھین اپنے ظالمون کے پنجہ سے خلاصی نصیب ہوئی ہے
" اور اس دن کو وہ بڑا مبارک خیال کرتے تھے -

" ارض روم کی تمام آبادی باہر نکل آئی - اُن کی آنکھون سے مارے خوشی کے آنسو بہہ رہے تھے
" اور وہ بیٹس کی ورح کے سپاہیون کا خیر مقدم کر رہے تھے عورتین اور لڑکیان گیت گا رہی تھین اور
" رستے مین پھول بکھیر رہی تھین اور لوگون مین ترکون کی قید سے رہائی پانے کا اس قدر جوش بھرا
" ہوا تھا کہ ارمنی لوگ اپنا مال و اسباب کوڑیون کے مول بیچ بیچ کر روسیون کے ساتھ سرحد کے پار

[۵] - دی آرمی نین کم پین مولفہ چارلس ولیمس دیباچہ صفحہ ۱۰ مطبوعہ لندن ۱۸۷۸ع

" جا رہے تھے تاکہ زار کی حفاظت مین جا کر آباد ہون -

" روسی لوگ جب ۱۸۸۵ء کے آخر مین اسی مقام پر پہنچے تب بھی ارمنی ویسے ہی خوش ہوئے

" تھے اور انھون نے اپنے اطمینان کے اظہار اور فاتحین کی خوشی کے لئے اُن کا خوشی خوشی اس

" طرح کام کیا - جیسے کوئی مزدور یا نوکر کرتا ہے -

" لیکن اس عام خوشی مین ایک استثنا بھی پایا جاتا تھا اور وہ یہ کہ اگرچہ متعصب اور گرگوری ارمنی

" روسیون کے جانب دار تھے مگر رومن کیتھلک ارمنی اپنے متعصب ہم وطنون یا روسی دوستون کے

" ہمدردی اور حفاظت سے ڈرتے تھے -

" مین نے جہانتک اُن کے پادریون سے سنا وہ یہ ہے کہ وہ زار کے مقابلہ مین بدرجہا سلطان

" کی حکومت کو ترجیح دیتے ہین - پوپ کا اُن سے یہ ارشاد ہے کہ تم روسیون سے ترکون کی نسبت

" زیادہ نفرت وحقارت کرو اور وہ اس کی تعمیل کرتے ہین -

آرمنیا کو روس کے زیر حکومت کرنا بالکل فضول ہے

۷۹ - آرمنیا کو عیسائی فرمان روا کے تحت مین کرنے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا - تاریخ اس امر کی شہادت دیتی ہے کہ اکثر ایسا ہوا ہے کہ جب کبھی عیسائی قوم کو سلطان کی حکومت سے نکال کر عیسائی فرمان روا کی حکومت مین کر دیا گیا ہے تو خود اس قوم نے اس پر بہت رنج وتاسف ظاہر کیا ہے اور بہت سی شکایتین کی ہین - تمام اسلامی ممالک مین عیسائیون کے مختلف فرقے آپس مین ایک دوسرے کے بہت دشمن ہوتے ہین - انہین غیر عیسائی لوگون سے اتنی عداوت نہین ہوتی جتنی آپس مین ہوتی ہے - اگر انھین آزاد چھوڑ دیا جائے تو ایک دوسرے کو خوب ستائین - اسلامی حکومت مین اس قدر مداخلت ان کے ساتھ نہین کی جاتی -

مسٹر آر جی نے تھم کی بھی یہی راے ہے اگرچہ ان کا خیال ہے کہ جو مثالیں اوپر مثالین بیان کی گئی ہین وہ مستثنیٰ ہین اور مسلمانون کو مذہبی آزادی اور [illegible] حالت مستقل یا کامل حالت مین کبھی نہین ہوئی اور اُن - یہ عقیدہ ہے کہ بُری سی بُری عیسائی حکومت بھی عیسائیون کے لئے

به نسبت مسلمان حکومت کے زیادہ بہتر ہے - وہ لکھتے ہین کہ

" اس بیان مین کسی قدر ترمیم کی ضرورت ہے اور تاکہ تمام بیان ٹھیک رہے یہ ضروری
" ہے کہ عیسائی متحد ہون - یعنی تمام آبادی جو منتقل کی جائے وہ ایک فرقہ اور عقیدہ اور ایک کلیسا کی
" ہو یا تمام گریک کیتھلک ہون یا رومن کیتھلک - لیکن جب تفریق برابر کی ہو تو بہتر یہ ہے کہ حکومت
" اسلامی ہو -

آرمینیا مین بلکہ یون لکھنا چاہیئے کہ ترکی آرمینیا مین مذہبی اتحاد بالکل نہین [illegible]
کیتھلک آرمنی اپنے حریف گری گوریون کے تفوق سے ہمیشہ ڈرتے رہتے ہین -

۷۰ - اس تجویز کے متعلق کہ آرمینیا مین غیر مسلم گورنر مقرر کیا جاے مین یہ [illegible]
چاہتا ہون کہ کیون ترکی کے اندرونی انتظامات مین مداخلت کی جاتی ہے - معاہدہ پیرس
سنہ ۱۸۵۶ء مین ایک ایسا فقرہ ہے جس کی رو سے دول پر لازم ہے کہ وہ ترکی کے اندرونی
معاملات مین دخل نہ دین - اس معاہدے سے نہ صرف روس کے دعاوی ضعیف ہوگئے
بلکہ ترکی کے تعلقات عیسائی دول سے اصول مساوات پر مستقل ہوگئے - فرانسیسی طرز
گفتگو مین یون کہنا چاہیے کہ گویا دولت ترکی دول یورپ کے خاندان مین شریک ہوگئی -
اور اصلاحات کا جو مقصد ہے یہ ہے کہ عیسائی رعایا سے اچھا سلوک کیا جاے اور ترکی مین
جہان بانی کے زیادہ عمدہ اصول اختیار کئے جائین تو اس کی رو سے اس حیثیت کے
حاصل کرنے کے لیے یہ کافی ضمانت ہے - سلطان عبدالمجید نے خط ہمایون (فرمان شاہی)
بابتہ سنہ ۱۸۵۶ء کی رو سے جو اعلان کیا وہ قسطنطنیہ مین ترکی وزرا اور یورپین سفرا کے متفقہ
مشورہ سے انگریزی سفارت مین تیار کیا گیا تھا - اور صلح نامہ کے عام قانون کا جز قرار
دیا گیا تھا - لیکن اس مین شرط یہ تھی کہ یہ قانون دول خارجہ کے لیے معاملات ترکی مین
مداخلت کا حیلہ نہ سمجھا جائے - لیکن معاہدہ پیرس کی اتباع اب برٹش گورنمنٹ پر لازم نہین
کیونکہ گذشتہ روسی ترکی جنگ مین انگریزی گورنمنٹ نے اپنے آپ کو الگ رکھا - اور گویا پیرس

کے معاہدہ مین حصہ نہین لیا۔

۷۱۔ قانون بین الاقوام کی روسے کوئی سلطنت کسی دوسری سلطنت کے اندرونی معاملات مین دخل نہین دے سکتی - وٹیل جو قانون بین الاقوام کے مضمون پر سب سے عمدہ لکھنے والا ہے حسب ذیل لکھتا ہے -

"ہر قوم اپنے افعال کی مالک ہے جب تک کہ اُن افعال سے دوسرون کے حقوق پر اثر
" نہ پڑے - یہان تک کہ اگر کسی سلطنت کا انتظام بُرا ہے تو بھی دوسری سلطنتون کو خاموش رہنا
" لازم ہے کیونکہ اُنھین کسی کو طریقہ عمل بتانے کا کوئی حق نہین ۵۱"

اس کے بعد پھر وہ یہ بھی کہتا ہے کہ کسی بادشاہ کو کسی دوسرے کے افعال پر رائے لگانے کا حق نہین ہے اور نہ اُسے یہ حق حاصل ہے کہ وہ دوسرے کو اپنے طریق عمل کے بدلنے پر مجبور کرے -

" اگر وہ اپنی رعایا پر ٹکس کا بوجھ ڈالتا ہے اور اُن پر بہ ظلم و تعدی کرتا ہے تو اس معاملہ سے صرف
" اُسی قوم کو تعلق ہے - کسی دوسرے بادشاہ کو یہ حق نہین کہ وہ اُسے اپنا طریق عمل بدلنے یا زیادہ
" دانشمندانہ اور منصفانہ اصول اختیار کرنے پر مجبور کرے ۵۲"

وٹیل کی راے خارجی مداخلت پر

۷۲۔ رائٹ آنریبل لارڈ مانٹیگو ممبر پارلیمینٹ وٹیل کی راے نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہین -

" لہذا قانون اقوام کے روسے سلطان ایک خود مختار بادشاہ ہین - ہمین قانون اقوام کی روسے
" کوئی حق حاصل نہین کہ ہم ترکی معاملات مین دخل دین جس سے اُن کے شاہانہ اقتدارات یا خود اختیاری
" مین فرق آئے (سوائے اس حالت کے جب انصاف کا تقاضا ہو - جس طرح کسی شخص کو یہ حق حاصل
" نہین کہ وہ اپنے ہمسایہ کے گھر مین گھس کر اُس کے مال و اسباب کا انتظام اپنی خواہش کے مطابق کرنا
" شروع کردے " ۵۳

---

۵۱ وٹیل حصہ ابتدائی صفحہ دفعہ ۱۰ ۔ ۵۲ کتاب ۲ باب ۴ فقرہ ۵۵ ۔ ۵۳ فارن پالیسی - انگلینڈ اینڈ دی ایسٹرن کوئسچن

حامی مداخلت بیکار اور غیر ضروری ہے

۴۲ - لہذا از روئے قانون اقوام مداخلت کا ہرگز حق حاصل نہین ہے جب تک یہ ثابت نہ کیا جائے کہ سلطان کے ساتھ کوئی ایسا معاہدہ کیا گیا ہے جس کی رو سے حق مداخلت حاصل ہے - اور مین نے گزشتہ فقرہ مین ظاہر کیا ہے کہ ایسا کوئی معاہدہ نہین ہے بلکہ برخلاف اس کے معاہدہ پیرس ایسی مداخلت کا مانع ہے اور نہ یہ ثابت ہوا ہے کہ سلطان ہمیشہ نا انصافی اور ظلم کرتے رہتے ہین - اور وہ اپنی عیسائی رعایا پر مذہبی بنا پر جبر و تعدی کرتے ہین - ایسی حالت مین یورپ کی کسی دولت کو کیا حق حاصل ہے کہ وہ ترکی کے اندرونی معاملات مین دخل دے ہم کوئی معاہدہ اس مضمون کا نہین ہے اور پیرس کے معاہدہ پر جو اس قسم کی مداخلتون کے خلاف ہے پورا عمل درآمد نہین ہوا ہے -

ارمنی ترکی کو روس پر ترجیح دیتے ہین

۴۳ - ہادری میکال صاحب یہ فرماتے ہین -

" اگر ارمنیون کو موجودہ سلطنت اور روسی الحاق مین انتخاب کرنے کا اختیار دیا جائے تو وہ یقینی
" روسی اتحاد کو پسند کرین گے ورنہ ان کے خوف سے بہت کچھ مدد دے سکتے ہین اور دین گے "۔ [۵۱]

ارمنیون کو جو روسیون سے نفرت ہے وہ ترکی کی نفرت سے کم نہین ہے - لیکن ارمنی کبھی روسیون کو ترکی پر ترجیح نہین دین گے - وہ باوجود شکایات کے ترکی حکومت کو پسند کرتے ہین اور روسی فرمان روائی سے خوش نہین ہین - صرف اس وجہ سے کہ ترکی مین انھین زیادہ مذہبی اور قومی آزادی حاصل ہے - روس سے انھین یہ توقع نہین -

ترکی حکومت مین ارمنیون کو سیلف گورنمنٹ (سوراج) حاصل ہے کیونکہ انھین اپنی زبان اور بچون کی تعلیم مین کامل آزادی حاصل ہے اور سرکار کی طرف سے مطلق مداخلت نہین کی جاتی - اور اس لیے وہ کبھی موجودہ حکومت کے بجائے کسی ایسی حکومت کو پسند نہ کرین گے جو نہایت احتیاط کے ساتھ ایسے قواعد تجویز کرتی ہے جس سے ان کی خاندانی زندگی تک مین بھی مداخلت کی جاتی ہے اور جو اپنی نامقبول زبان کو انھین زبردستی سکھانا چاہتی ہے

[۵۱] کنٹمپوریری ریویو ماہ اگست ۱۸۹۱ء صفحہ (۲۸۰)

اور انھین ارمنی قوم سے بدل کر روسی قوم بنانا چاہتی ہے - پچاس سال کے عرصہ مین روسی آرمینون کی اخلاقی تباہی کے لیے وہ کام کرین گے جو ترک کئی صدیون مین نہ کر سکے - علاوہ اس کے وہ بہ نسبت روس کے ترکی مین زیادہ آزادی کے ساتھ تجارت کر سکتے ہین جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ارمنی نہایت دولت مند قوم ہو گئی ہے اور سارے ملک کی تجارت اُن کے ہاتھ مین ہے - یہ بہت بڑے فوائد ہین اور باوجود چند شکایات کے وہ کبھی یہ پسند نہ کرین گے کہ ظاہرا زیادہ تر آزادی کے لیے روس کے زیر حکومت چلے جائین - جو اگرچہ دور سے بھلی معلوم ہوتی ہے لیکن زیادہ غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ روس کے ناگوار حاکمانہ اور جابرانہ قواعد کے سامنے وہ کچھ کار آمد نہین ہو سکتی - رومن کیتھلک ارمنی روسی حکومت کے مقابلہ مین ترکی حکومت کو بہت زیادہ ترجیح دیتے ہین - اور وہ ترکون کے مقابلہ مین روسیون سے بہت زیادہ نفرت کرتے ہین - گریگورین ارمنی روسیون کو محض روسیون کی سازش کی وجہ سے پسند کرتے ہین -

اس بحث پر فرنڈ برنبی کی راے

۷۵ - کپتان فرنڈ برنبی کو اپنی سیاحت ایشیا کوچک مین دو باتدبیر ارمینون سے قسطنطنیہ مین گفتگو کا موقع ملا جسے وہ معرض تحریر مین لاسے مین ذیل مین لکھتے ہین -

" ان دو صاحبون مین سے ایک صاحب سے جو گفتگو ہوئی اس سے بہ آسانی یہ معلوم
" ہو سکتا تھا کہ وہ روس کے زیر حکومت ہونے کے خیال کو ہرگز پسند نہین کرتے تھے -
" مین نے دریافت کیا کہ جنرل اگ نے ٹیف نے جو خیال ظاہر کیا ہے کہ بلگیریا کو ترکی حکومت
" سے آزاد کر دینا چاہیے - اس کی نسبت آپ کی کیا راے ہے - اُن مین سے ایک نے جواب دیا
" کہ یہ نہین ہو سکتا - اس مین بڑی دقت ہے ایسی حالت مین ہمارے لوگ ارمینا مین صلح و امن
" کے ساتھ نہ رہ سکین گے - اگر عیسائیون کو یورپ مین بھی وہ رعایتین حاصل ہو گئین جو ارمینون
" کو ایشیا مین حاصل نہین ہین تو ہمارے لوگ بہت برہم ہون گے -

" " دوسرے نے جواب دیا کہ " بات یہ ہے کہ ہم روسی رعایا بننا نہین چاہتے - اگر ایسا ہو تو ہم خوب

" جانتے ہین کہ اس کا کیا نتیجہ ہوگا ہمین کبھی اپنی زبان استعمال کرنے کی اجازت نہ دی جائے گی - اور ہم پر
" بہت کچھ دباو ڈالا جائے گا کہ ہم اپنا مذہب بدل دین ہمین خوب معلوم ہے کہ پولینڈ کے رومن کیتھولک
" لوگون سے کیسا برتاو کیا گیا - ہم ہرگز نہین چاہتے کہ ہم سے بھی ایسا ہی برتاو کیا جائے -
" پہلے صاحب نے پھر کہا کہ ہم جو کچھ چاہتے ہین وہ یہ ہے کہ تمام فرقون سے یکسان برتاو کیا جائے
" اور جب کسی عدالت مین عیسائی کا نام آئے تو اس کے بیان کو ایسا ہی سمجھا جائے جیسے کہ مسلمان کے
" بیان کو اگر انگریزون ملک کے مختلف شہرون کے لیے کنون (یعنی ڈپٹی گورنرون) اور قاضیون کو اس
" معاملہ مین انصاف کرنے پر مجبور کیا جائے تو پھر ہمین شکایت کا کوئی موقع نہ رہے - اگر روسی یہان آ
" آجائین گے تو ہمارے ہم وطنون کی حالت موجودہ حالت کی نسبت دس گنا زیادہ خراب
" ہو جائے گی "[۵۱]

ارمنی سیلف گورنمنٹ کے ناقابل ہین

۷۶ - مسٹر چارلس ولیم اپنے ذاتی مشاہدات سے جو انھین ایشیائے کوچک مین ہوئے
ہوے یہ لکھتے ہین -

" مین اسے بالکل صحیح اور سچ یقین کرتا ہون کہ اناطولیا اور آرمینا کے عیسائی بلحاظ گونا گون
" رعایات اور مالی اور جانی حفاظت کے زمانہ امن مین مسلمانون کی نسبت کہین اچھی حالت مین ہین
" ایک قابل منشی جس نے بوسنیا کی (لڑائی ۱۸۷۶ع) مین کام کیا تھا مجھسے کہا کہ ایک موقع پر جب قتل
" کی واردات ہوئی اور صاف طور پر اس بات کا سراغ لگ گیا کہ اس جرم مین ایک مسلمان اور ایک عیسائی
" شریک ہے تو مقامی پاشا نے مسلمان کو تو سب سے قریب درخت پر فوراً پھانسی دلوا دی اور یونانی
" کو کئی ہفتہ تک قید مین رکھا - جب اس سے سوال کیا گیا کہ یہ امتیاز کیون کیا گیا تو اس نے جواب
" دیا کہ اگر مین عیسائی کو پھانسی دے دون تو آدھے درجن کونسل میری بابت لکھا جائین گے - اور میری
" عافیت تنگ کر دین گے - کم سے کم کل انگریزی اخبار ان پر - مجھے ظلم و جبر کا بانی قرار دینگے

---

[۵۱] - آن ہارس بیک تھرو ایشیا مائنر مولفہ برنبی - جلد [illegible] صفحہ [illegible] - مطبوعہ لندن
۱۸۷۷ عیسوی -

"اسی طرح ایشیائی ترکی مین مضافات کے حکام نہ صرف آج کل بلکہ ہمیشہ اور عام طور پر ارمنیون
" یونانیون پراٹسٹنٹون اور نسطوریون کی آزادی جان ومال کے معاملہ مین بہت زیادہ برتاؤ کرتے ہین
" حالانکہ مسلمانون کے ساتھ اِس قسم کا برتاؤ نہین کیا جاتا - بیچارے مسلمانون پر نہ صرف فوج
" مین آدمیون کی بھرتی کا بلکہ تمام فوجی رسد وغیرہ کا بھی بار پڑتا ہے - ورشل کا نسا جنرل نکسن
" نے مین نے بھی یہ دیکھا ہے کہ مسلمانون کے ساتھ معاملات کرنے مین ارمنی سوداگر اور دوسرے
" عام ارمنی اپنی فوقیت اور فضیلت کی بڑی شان دکھاتے ہین - حالانکہ بلحاظ ذہانت تعلیم و
" تربیت ایمانداری دجوانمردی وخلوص انھین ہرگز یہ حق حاصل نہین ہے - کپتان برنبی نے
" جو رائے ان عیسائیون کے بارے مین دی ہے مین اُس سے بالکل متفق ہون بلکہ مین اِس پر یہ
" اضافہ کرتا ہون کہ وہ ہرگز اُس سلف گورنمنٹ کے مستحق نہین جس کی وہ خواہش رکھتے ہین - اور
" اس کا یہ نتیجہ ہوگا کہ جو اُن مین غریب ہین اُنہین بجاے کوڑے پٹوانے کے وہ بچھوؤن سے کٹوائین گے
" آرمینیا مین عیسائیون کو کامل اور اعلیٰ آزادی حاصل ہے - ان کے گرجاؤن کے چوٹیون پر صلیب کے
" نشان نمایان ہین اور سالہا سال سے وہ اپنی مذہبی رسوم اور عقائد کو بجا لا رہے ہین - اور کبھی کسی قسم کی
" مداخلت یا دست اندازی کی کوشش نہین کی گئی - قدیم زمانہ گذشتہ مین جو کچھ حالت رہی ہو لیکن
" اب نظام تغیر کی طرف مائل ہے اور وہ مختلف فرقون کے ساتھ جو اپنے آپ کو عیسائی کہتے ہین
" زیادہ نرمی اور مصالحت کا برتاؤ کرتا ہے حالانکہ یہ فرقے ایک دوسرے کے ساتھ ایسا اچھا برتاؤ نہین
" کرتے - اور یہ خیال رہے کہ اگرچہ عیسائی اب بھی کبھی کبھی شکوہ وشکایت کرتے رہتے ہین اور اپنی مصیبتون
" اور تکلیفون کا دکھڑا روتے ہین - مگر یہ سب مصیبتین محض خیالی ہین فی الحقیقت اگر کسی سے ڈر ہے تو
" اپنی حمایتون کی کامیابی سے - ارمنیون کا ہر فرقہ اور ہر جماعت اِس بات سے خائف ہے کہ کہین روس
" ایشیائی ٹرکی کا الحاق نہ کرے - یہ سچ ہے کہ ارض روم مین ارمنیون کا ایک جتھا ایسا ہے جسے
" مسٹر اوبرمولر کا قونصل خانہ دن دہاڑے کھلے خزانہ رشوتین دیکر خراب کر رہا ہے اور یہ لوگ اپنی
" آقاؤن کے لئے جھوٹ بولتے اور سازشین کرتے ہین - لیکن یہ چند درجن سے زیادہ نہین ہین

" اور اگر یہ کسی دوسرے ملک مین ہوتے تو یہ ذلیل باغی سمجھ کر کبھی کے جلاوطن کر دئے جاتے یا پھانسی
" دیدیے جاتے - ارمنی آبادی کی کثیر جماعت صرف یہی چاہتی ہے کہ اُنھین اپنے حال پر چھوڑ دیا
" جائے اور بغیر کسی ذاتی بار کے اٹھانے کے وہ سلطنت کے انتظام مین دخیل رہین - وہ بلا تامل
" اس امر کا اظہار کرتے ہین کہ ہم روسی الحاق نہین چاہتے کیونکہ روس انھین سپاہی بنائے گا -
" اور اگر انھین ترکون سے کچھ زیادہ محبت نہین ہے تو انھین ترکون کے موروثی دشمنون سے اس سے
" بھی کم محبت ہے - خصوصاً ارمنی جو مشرقی حصہ مین رہتے ہین وہ خوب سمجھتے ہین کہ روسیون
" کی حکومت کا کیسا مینا پیسی ہے - اگر آرمینیا مین عام طور پر ووٹ لیے جائین اور ترکی افسر اور
" روسی ایجنٹ اس مین مطلق دخل نہ دین تو مجھے لیقین ہے کہ پانچ فیصدی ووٹ بھی زار
" کے سلطنت کے ساتھ الحاق کے لئے نہ دین گے - "[۱]

بوسنیا مین سوراج کی قابلیت نہین

۳ - بلگیریا - بوسینا - ہرزی گوینا اور مانٹی نیگرو کی بغاوتین خاص روس کی سازشون کا نتیجہ تھین - لیکن یہان مجھے آرمینیا سے بحث ہے اور اس کے متعلق مین یہ کہنا چاہتا ہون کہ اگرچہ اس کی یہ خواہش رہی ہے کہ موجودہ حکومت مین تغیر ہو جائے تاہم اس نے نہ بغاوت کی اور نہ اس کش مکش سے کچھ فائدہ اٹھایا وہان کے لوگون مین مطلق کوئی بے اطمینانی نہین ہے وہ نہ کوئی شکایت کرتے ہین نہ بغاوت کی کوشش کرتے ہین - اور اگر ان سے ایسا کوئی فعل سرزد ہوتا ہے تو وہ مکار اور غدار روسیون کی تحریک اور اشتعال کی وجہ سے ہوتا ہے - ترک اگر برے ہین تو ارمنی بے انتہا برے ہین اگر ان کی سوراج کی تمنا پوری ہو گئی تب بھی وہ اپنی کمینہ خصلت، بد اخلاقی، جہالت، باہمی حسد و رشک اور قومی تعصب کی وجہ سے بالکل ناقابل ثابت ہون گے - اس سے اُس درخواست کے معنی حل ہو جائین گے جو انھون نے اپنے مذہبی مقتداؤن کے ذریعہ باب عالی مین پیش کی تھی - اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر دول یورپ کی تجاویز کے مطابق سوراج یا اصلاحین اور رعایتین اہل بوسینا اور ہرزی گوینا کو دیجائین

[۱] دی ارمینین کریسز موَلفہ چارلس ٹیمپل صفحہ (۱۰۱ - ۱۰۳) دیباچہ مطبوعہ لندن ۱۸۹۵ء -

تو اس سے سلطنت کے لیئے بڑے بڑے خطرے پیدا ہوتے - کیون کہ یہ جدید حقوق گویا بیوفا رعایا اور باغی آسامیون کے لیئے ان کی نالایقی کا صلہ ہوتے - اور دوسرے مذہب وملت کے لوگون کے لیئے اس امر کی ترغیب ہوتی کہ بجاے اس کے کہ وہ اپنے عزیز اور فیاض طبع سلطان کے سامنے شکایات پیش کر کے اس کے انصاف اور فیاضی پر بھروسہ کرین - وہ بھی انھین ذرائع سے اپنا مقصد حاصل کرین -

ترکون اور آرمینون مین منافرۃ

۸۷ - اس مین کچھ شبہ نہین کہ ترکون اور ارمینون مین باہمی منافرۃ پائی جاتی ہے - اور ترک ارمینون سے نفرت اور حقارت کرتے ہین - لیکن اس منافرت کا باعث نہ سلطان ہے نہ باب عالی اور نہ اسلام - یہ نفرت مذہبی وجوہ سے نہین بلکہ اس کا پتہ یا تو مشرقی کلیسا سے لگتا ہے یا ارمینون کے اخلاقی تنزل سے -

کپتان سن کلیر اور چارلس بروفی مصنفین "ٹوٹو ییرس سٹڈی آف دی ایسٹرن کوایسچن" (دوازدہ سالہ مطالعہ مسئلہ شرق) لکھتے ہین کہ

" اگر ترک رعایا سے نفرت کرتے ہین تو اس لیئے کہ وہ عیسائی ہین - کیون کہ اگر وہ کسی مذہب
" کو اپنے مذہب کے بعد سب سے بہتر سمجھتے ہین تو وہ عیسائی مذہب ہے - بلکہ یہ نفرت اُن کے خصائل
" اخلاق کی وجہ سے ہے - ایک حساس طبیعت کا شخص ایک سال کلیسائے یونانی کے مقتداؤن
" کے ساتھ رہنے کے بعد انکار نہ کر سکے گا کہ تمام امور مین یہان تک کہ مذہب مین بھی مشرقی کلیسا پیروان
" اسلام سے بدرجہا کمتر ہے "[۵۱]

ریورنڈ ہنری فنیشا ٹوزر نے مسٹر پیری و مسٹر ہبتبارڈ سے جو گفتگو ترکی آرمینیا اور ایشیا د

---

[۵۱] "ترک "گبر" کا لفظ بلگیریا کے رومن کیتھلک لوگون کے لیئے ہرگز استعمال نہین کرتے کیون کہ وہ عیسائی ہین اور دوسرے اہل بلگیریا عیسائی ہرگز نہین - ترکون اور رومن کیتھلک لوگون مین جو دوستانہ تعلقات ہین وہ مدبرین سلطنت کے لیئے قابل غور ہین کیونکہ یہ روما اور باب عالی کے اتحاد کا ثبوت نہین بلکہ عیسائیت اور اسلام کی حقیقی مصالحت کی دلیل ہے" (ٹوٹو ییرس سٹڈی آف دی ایسٹرن کوایسچن ان بلگیریا" صفحہ ۱۹۱ مطبوعہ لندن ۱۸۸۱ء)

کوچک کے مسلمانون اور عیسائیون کے باہمی تعلقات کے بارہ مین کی اس کا خلاصہ حسب ذیل تحریر فرماتے ہین۔

" جب مین نے یہ دریافت کیا کہ آیا ایک عیسائی کی شہادت عدالتون مین تسلیم کی جاتی
" ہے یا نہین تو مجھے جواب نفی مین ملا۔ مگر باوجود اس کے مسٹر پیری نے کہا کہ مین ذاتی طور پر عیسائیون
" کو ترجیح نہین دیتا۔ اور کہا کہ زندگی کے تمام معمولی معاملات مین مسلمانون کے ساتھ معاملہ رکھنا زیادہ
" خوشگوار معلوم ہوتا ہے" ۵۷

کیپٹن برنبی نے اپنی سیاحت ایشیا رکوچک مین اُس تعصب کا ذکر بھی کیا ہے جو اکثر بیان کیا جاتا ہے کہ ترکون کو آرمینون سے ہے اور ثابت کیا ہے کہ آرمنی لوگ تمدنی حالت کی رو سے ذلیل ہین چنانچہ وہ لکھتے ہین۔

" تھوڑا عرصہ ہوا کہ سیوریا مین ایک بہت بڑی آگ لگی اور وہان کے عیسائی باشندون کا تقریبًا
" تین ہزار پاونڈ کا نقصان ہوا۔ ترک خوشی سے انھین اپنے گھرون مین نہین آنے دیتے تھے لیکن
" جب وہ آجاتے تھے تو اُن کے جانے کے بعد اپنی چٹائیان ٹکڑیون مین سے یہ کہتے ہوئے باہر
" پھینک دیتے تھے کہ گیرون کے چھونے سے ناپاک ہوگئی ہین۔ یہ واقعہ ترکون کے تعصب کے
" ثبوت مین بیان کیا گیا تھا۔

" لیکن میری بعد کی سیاحت آرمینیا مین رفتہ رفتہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ ترکون کی درحقیقت یہ
" بڑی دانشمندی تھی کہ وہ آرمینون کو اپنے گھرون مین نہین گھسنے دیتے تھے۔ اگر وہ اپنی نیک
" طبعی کی وجہ سے انہین آنے کی اجازت دیتے تھے تو وہ اپنے مہمانون کے چلے جانے کے
" بعد اُن بسترون کو تلف کر دیتے تھے۔ آرمنی انتہا درجہ کے غلیظ ہوتے ہین اُن کے گھرون اور
" کپڑون مین جوئین بھری رہتی ہین۔ برخلاف اس کے ترک بہت صاف ستھرے ہوتے ہین اور
" خصوصًا نہانے دھونے کا بڑا خیال رکھتے ہین۔ کیا ایک انگریز خوش ہوگا کہ اس کے گھر ایسی

۵۷ ترکش آرمینیا اینڈ ایسٹرن ایشیا مائنر مولفہ ریورنڈ ہنری فینشا ٹوزر صفحہ ۱۸۲ مطبوعہ لندن ۱۸۸۱ء۔

" چیزون سے بھر جائے جن کا نام لینا بھی یہان مناسب نہین معلوم ہوتا ؟ اور اگر ایسا واقعہ پیش بھی
" آجائے تو غالبًا اُسے یہ کرنا پڑے گا کہ ایسے مہمانون کے رخصت ہونے کے بعد اُن کے بسترون
" کو آگ لگا دے" ۵۱

مسٹر فارلی نے مسٹر آرنلڈ اڈیٹر اخبار ایکو کی مفصلہ ذیل رائے ہز لیٹرز فرام دی لیوانٹ (خطوط از لیوانٹ) سے اقتباس کی ہے۔

" مجھے یہ بات ایک آنکھ نہین بھاتی کہ خواہ مخواہ بغیر تحقیق کئے عیسائی ممالک کے مقابلہ مین
" مسلمانون کے رسوم اور معاملات کی تعریف وثنا کی جاتی ہے - اگر مجھے اس امر کی ضرورت ہو کہ استنبول
" کے عیسائیون سے معاملہ کرون یا مسلمانون سے تو مین بلا تامل مسلمانون کو ترجیح دون گا کیونکہ وہ عمومًا
" زیادہ متدین اور کھرے ہوتے ہین - لیکن عیسائیون اور یہودیون مین مین انھین وجوہ سے عیسائیون
" کو ترجیح دون گا - لیکن اس کی یہ وجہ نہین ہے کہ اسلام عیسائیت سے زیادہ بہتر ہے - بلکہ اس لئے
" کہ حکومت مآب ترکی بوجہ زمانہ دراز کی حکومت کے ایسا کینہ ور عیار نہین ہے جیسا کہ بیچارہ عیسائی جس
" کی طینت میں عیاری اور کمینہ پن مین آگیا ہے - اور خصوصًا یہودی جو اب تک جبر و تعدی کا شکار
" رہے ہین" ۵۲

ملتقی اور ریورنڈ مسٹر میکال

۷۹ - ریورنڈ مسٹر میکال نے اپنے مضمون مندرجہ نائن ٹینتھ سنچری بابت ماہ دسمبر ۱۸۹۶ء مین ایک لمبا چوڑا اقتباس مسلمانون کی ایک معمول کتاب فقہ ملتقی الابحر فی فروع الحنفیہ جو شیخ ابراہیم حلبی (متوفی ۹۵۶ ہجری) نے مشہور چار فقہی کتب قدوری - مختار - کنز - اور وقایہ سے تالیف کی ہے درج کیا ہے - اور عیسائی رعایا کی حالت پر بحث کرتے ہوے پادری صاحب فرماتے ہین کہ حضرت عمرؓ کی امان کی ایک حصہ کی ہو بہو نقل ہے اور اس کے بعد یہ بھی لکھتے ہین کہ یہ "باب عالی کی عیسائی رعایا کی مدامی حالت ہے" اب اس مین تین امور قابل

---

۵۱ آون ہارس بیک تھرو ایشیا مائنر مولفہ کپتان فرنڈ یربنی صفحہ (۱۳۱-۱۳۲) مطبوعہ لندن ۱۸۷۸ء -

۵۲ ٹرکس اینڈ کرسچنز مولفہ جے لیوس فارلی صفحہ ۲۴ مطبوعہ لندن ۱۸۷۶ء -

بحث ہین -

اوّل کیا ملتقے ترکی کا قانونی ضابطہ ہے ؟

دوم - کیا غیر مسلم رعایا کے غیر مساوی حقوق ملتقی یا دوسرے فقہی کتب مین درج ہین جن کا اطلاق ترکی عیسائی رعایا پر ہوسکتا ہے ؟

سوم - جس سیاسی اور تمدنی غیر مساوات کا ذکر فقہی کتب مین ہے وہ کس مسئلہ پر مبنی ہے -

ملتقی ورسمی ضا

۸۰ - ملتقی ترکی کا قانونی ضابطہ نہین ہے ؛

یہ منجملہ اُن کتب کے ہے جو اسلامی ممالک مین ہر زمانہ کے مختلف مصنفین نے تالیف کی ہین - اس قسم کی تالیفات [illegible] فقہی تصنیفین ہین جو خود اپنی نسبت کوئی حجت نہین ہوتی - جیسا کہ مین نے پہلے ذکر کیا ہے ملتقی چار دوسرے فقہی کتب یعنی قدوری مختار کنز - اور وقایہ سے ماخوذ ہے -

۱ - قدوری کے مولف امام ابوالحسن احمد [illegible] ہین - اس کا نام مختصر قدوری ہے - مگر عموماً قدوری کے نام سے شہرت ہے - مولف کا انتقال ۴۲۸ ہجری مین ہوا - یہ فقہ حنفی پر مبنی ہے -

۲ - مختار فی فروع الحنفیہ ابوالفضل مجد الدین موصلی حنفی کی تالیف ہے - اس کے مولف کا انتقال ۶۸۳ ہجری مین ہوا -

۳ - کنز جس کا پورا نام کنز الدقایق فی فروع الحنفیہ ہے عبداللہ بن احمد ابوالبرکات کی تالیف ہے جو حفیظ الدین نسفی کے نام سے مشہور ہین ان کا انتقال ۷۱۰ ہجری مین ہوا -

۴ - وقایہ یا وقایۃ الروایہ فی مسائل الہدایہ تالیف امام محمود برہان الشریعہ ابن صدر الشریعہ محبوبی - یہ کتاب ہدایہ علی برہان الدین مرغینانی کا خلاصہ ہے اور ہدایہ اسی مصنف کی کتاب بدایہ کی شرح ہے - لیکن درحقیقت اس مین مختصر قدوری جس کا اوپر ذکر ہوا ہے -

در جامع الصغیر تالیف امام محمد شیبانی (متوفی ۱۸۷ھ ہجری جو امام ابو حنیفہ کے شاگرد تھے) شریک ہین۔

مسلمانون کی تمام کتب فقہی کے دو حصے ہوتے ہین۔ ایک عبادات جس مین عبادات الٰہی کا ذکر ہوتا ہے۔ دوسرا معاملات جس مین دنیاوی معاملات کا بیان ہوتا ہے۔ اسلامی ممالک مین یہ کتابین ہر جگہ پڑھائی جاتی ہین۔ اور جدید کتب بھی جو اگرچہ قدیم کتب کی محض نقل ہوتی ہین مسلمان طلبہ لکھتے رہتے ہین اور ہندوستان مین بھی ایسی کتابین لکھی گئی ہین۔ لیکن اُن پر عمل نہین ہوتا خصوصاً دوسرے حصہ پر جو دنیاوی معاملات سے متعلق ہے۔ اس حصہ مین علاوہ دیگر امور کے غیر مسلم رعایا کے ساتھ مسلم کی قانونی غیر مساوات کا ذکر بھی ہوتا ہے۔ لیکن اسے عموماً مؤلفین مثل زرد قانون سے لفظاً و معناً نقل کر دیتے ہین۔ ہدایہ ملتقی درالمختار اور دیگر فقہی کتب کہ جو ترکی یا دیگر اسلامی ممالک مین طبع ہوئی ہین۔ مسلمان ان فقہی کتابون کو عبادات اور بعض دیگر معاملات مختلف طلاق وراثت و مرابحہ کے لئے دیکھتے جاتے ہین مگر ان کی کوشش البتہ لاحاصل ہوتی ہے کیونکہ جابجا نئے مسائل اور اختلاف آراء کا سامنا ہوتا ہے اور کوئی قول فیصل نہین ملتا اور ان کے شبہات ویسے ہی رہتے ہین جیسے پہلے تھے۔ لیکن ان فقہی کتب کی فوجداری مالی اور پولیٹکل یا سیاسی مضمون پر کسی اسلامی ملک مین عمل نہین ہوتا یہان تک کہ مکے اور مدینے مین بھی ان پر عمل درآمد نہین چہ جائے کہ ترکی مین ہو۔

۸۱ - دوم غیر مسلم رعایا کے غیر مساوی حقوق سے متعلق جس قدر بیان کیا جاتا ہے اور جو فقہی کتب مین مندرج ہین۔ ترکی کی عیسائی رعایا پر ان کا اطلاق نہین ہو سکتا۔ اول تو اس لئے کہ وہ کسی مذہبی یا قانونی بنا پر نہین ہین اور دوسرے اس لئے کہ اصلاح پسند سلاطین کے متعدد فرامین کی رو سے وہ منسوخ بھی کر دئے گئے ہین۔

ترکی مین غیر مسلم رعایا۔ حقوق کی غیر مساوات بذریعہ فرامین موقوف کر دی گئی ہے۔

بعد کے سلاطین نے اس امر کا صاف صاف اظہار کر دیا ہے کہ باب عالی کی رعایا

بلالحاظ مذہب و ملت یک سان حقوق رکھتی ہے چنانچہ خط شریف بابتہ ۱۸۳۹ء مین اسکا اعلان موجود ہے - یہ اصلاحات ان مین مستحکم اصول پر مبنی نہین -

۱- " ذمہ داری جس سے ہماری رعایا کو اپنی جان و مال اور عزت کی کامل حفاظت کا یقین ہو "

۲- ٹکس قایم کرنے اور وصول کرنے کا باقاعدہ انتظام "

۳- سپاہیون کے بھرتی کرنے اور اُن کی مدت ملازمت کے متعلق باقاعدہ انتظام "

اس کے بعد خط مذکور مین یہ تحریر ہے کہ " جیسا کہ ہمارے فقہ کے مقدس مضمون کا منشا ہے ہم اپنی سلطنت کے رعایا کو اُن کی جان و مال اور عزت کی کامل حفاظت عطا کرتے ہین[۵۱] "

ایک اور خط (فرمان) کی رو سے جو خط ہمایون بابتہ ۱۸۵۶ء کے نام سے موسوم ہے تمام رعایاے سلطنت کو بلا امتیاز مذہب و ملت اُن کی جان و مال و عزت کی حفاظت کی ذمہ داری لی گئی ہے - سب سے آخری فرمان بابتہ ۱۸۶۹ء اور سب سے آخری اعلان انتظام بابتہ ۱۸۷۶ء مین اس اصول کی پوری پابندی کی گئی ہے - اِس انتظام کی رو سے تمام عثمانی رعایا قانون کے سامنے برابر ہے - بغیر کسی مذہبی تعصب کے ان کے یک سان حقوق اور یکسان فرائض ہین - ان تمام خطوں (فرامین) کی تائید مین قرآنی آیات اور صحیح احادیث اور مستند کتب کے حوالے پیش کئے گئے ہین - اگرچہ انتظامی اور سیاسی معاملات مین سوائے ازراہ اطلاع و ہدایت اِس قسم کے اسناد کی ضرورت نہین ہے -

" دماوھم کدمائنا وامواالھم کاموالنا "

یعنی اُن کا (غیر مسلم رعایا کا) خون ہمارے خون کے مانند ہے - اور ان کا مال ہمارے مال کے مانند ہے - یہ مسلمانون کی فقہ کا مذہبی اصول ہے جس کی رو سے غیر مسلم

---

[۵۱] رائز اینڈ ڈی کے آف دی رول آف اسلام مولفہ ارچی بالڈ جے ڈن صفحہ ۲۵۴ مطبوعہ لنڈن ۱۸۸۰ء -

رعایا کی جان و مال و عزت کی پوری ذمہ داری اپنے اوپر لی گئی ہے - ایک دوسرا اصول یہ ہے -

"لھم ما للمسلمین و علیھم ما علی المسلمین"

یعنی جو مسلمانون کے بھلے کے لئے ہے وہ اُن کے بھلے کے لئے اور جو مسلمانون کے نقصان کے لئے ہے وہ اون کے نقصان کے لئے ہے یا دوسرے الفاظ مین یون کہنا چاہیے کہ حقوق و ذمہ داریون مین کامل مساوات ہے - یعنی غیر مسلم رعایا کے وہی حقوق ہین جو مسلم رعایا کے اور نیز اُن پر وہی فرائض ہین جو مسلم رعایا پر ہین [۵۱]

شیخ الاسلام

۸۲ - ریورنڈ مسٹر میکال لکھتے ہین -

" خط ہمایون بابتہ ۱۸۵۶ء کے بارے مین جس کی رو سے سلطان کی عیسائی رعایا کو مساوی

" حقوق عطا کئے گئے تھے کبھی ضروری فتوے حاصل نہین کیا گیا - اور نہ اس کے متعلق فتوی دیا جاسکتا ہے

" کیون کہ از روے شرع شریف غیر مسلم کے لئے حقوق کی مساوات ممنوع ہے" [۵۲]

یہ کوئی ضرور نہین ہے کہ گورنمنٹ کے پولیٹکل معاملات کے لئے شیخ الاسلام کا فتوی بھی ہو شیخ الاسلام کا عہدہ مذہبی عہدہ نہین ہے - یہ سولہوین صدی ہجری مطابق پندرہوین صدی عیسوی مین بہ عہد سلطان مراد ثانی قایم ہوا تھا - [۵۳]

---

[۵۱] جن لوگون سے جزیہ طلب کیا جاتا ہے اگر وہ اس کے دینے پر راضی ہون تو وہی حفاظت اور حقوق کے مستحق ہین جو مسلمانون کو حاصل ہین - کیون کہ حضرت علی نے فرمایا ہے "کفار جزیہ دیتے ہین تاکہ اُن کا خون مسلمانون کے خون کے مانند اور اُن کا مال مسلمانون کے مال کے مثل ہو جائے" ہدایہ (شرح فقہ اسلام مترجمہ چارلس ہملٹن جلد ۲ صفحہ ۲۱۴ مطبوعہ لندن ۱۷۹۱ء -

[۵۲] کنٹمپوریری ریویو بابت اگست ۱۸۸۱ء صفحہ ۲۶۹ -

[۵۳] - دیکھو اقتباس الجواب جلد ۱ صفحہ ۱۰۱ - مسٹر ڈبلیو ایس بلنٹ نے اپنی کتاب "فیوچر آف اسلام" مین عہدہ شیخ الاسلام کے وجود مین آنے کے متعلق تاریخ قایم کرنے مین غلطی کی ہے - کیون کہ ان کی رائے مین عہدہ مذکور

شیخ الاسلام سلطان کا محض بندہ ہے اور اس کا یہ عہدہ سلطان کی رضامندی پر موقوف ہے - اس سے اکثر قانونی اور سیاسی امور مین بحیثیت مشیر قانون مشورہ لیا جاتا ہے - لیکن اُسے گورنمنٹ کے کسی فعل یا قانون کے منسوخ کرنے کا حق نہین ہے - بالفرض اگر شیخ الاسلام نے خط ہمایون بابتہ ۱۸۵۶ع کی تائید اپنے فتوے سے نہین کی تو نہ سہی - کیونکہ فرمان مذکور کی تائید مین شرع اسلام کے مذہبی اصول اور عمدہ گورنمنٹ کے نظائر موجود ہین - کیا سابق کا خط شریف بابتہ ۱۸۳۹ع جو سلطان عبد المجید نے جاری کیا تھا سلطان مراد و مرحوم کی دیوانی اصلاحون کی تائید و تصدیق نہین کرتا؟ اور کیا اس کی رو سے جو شرع شریف سے ماخوذ ہے عیسائیون اور مسلمانون مین مساوی حقوق قایم نہین ہوتے (جس کا ذکر فقرہ ۱۸ مین کیا گیا ہے؟) کیا یہ فرمان علما کے روبرو جاری نہین ہوا؟ کیا ان سے اس کی اتباع کے لئے حلف نہین لیا گیا تھا؟ چونکہ خط ہمایون بابتہ ۱۸۵۶ع اسی سلطان نے جاری کیا تھا جس نے خط شریف ۱۸۳۹ع کو قایم کیا تھا - لہذا اس کے متعلق شیخ الاسلام کے فتوے کا ہونا نہ ہونا برابر ہے جبکہ یہ شرع شریف اسلام پر مبنی ہے -

قرآن مین غیر مساوات مستند نہین

۸۳ - ممکن ہے کہ سلطان محمود نے ۱۸۲۷ع مین سلطنت عثمانیہ کے انتظام مین عیسائی دول کی بیجا مداخلت کی مخالفت مین ناراضی کا اظہار کیا ہو - اس لیے یہ بھی لکھا ہے کہ "سلطنت عثمانیہ کے معاملات شرع شریف کی رو سے طے پاتے ہین اور اس کے قواعد مذہبی اصول کے بالکل مطابق ہین" [۵]

لیکن اسلامی سلطنت کی غیر مسلم رعایا کی قانونی حیثیت اور ٹکس ادا کرنے مین جو ان کی ناگوار حالت نظر آتی ہے وہ مذہبی اصول کے ہرگز مطابق نہین ہے - ریورنڈ مسٹر میکال نے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۳ - سلطان سلیمان اعظم کے عہد مین قایم ہوا - حالانکہ اس سے ہے کہ شاید یہ عہدہ سلطان سلیمان کے عہد مین زیادہ ممتاز اور وقیع ہوگیا تھا [۵] یہ الفاظ مسٹر میکال نے کنٹمپوریری ریویو بابت ماہ اگست ۱۸۹۵ع کے فٹ نوٹ مین درج کئے ہین -

بیان ایک ایسی غلطی کی ہے جو کبھی معاف نہین ہوسکتی - یعنی انھون نے غیر مسلم رعایا کی حالت اور حیثیت کو اُس طور سے ظاہر کیا جو بعض فقہی کتابون مین درج ہے اس کی حالت بعینہ ایسی ہے جیسے بعض انگریزی فوجداری کے قانون قانونی کتب مین اب تک درج ہین حالان کہ ایک مدت سے اُن پر عمل درآمد ہونا موقوف ہوگیا ہے - پادری صاحب نے فقہ اور شرع اسلام کو جس سے ہمیشہ قرآن پاک یا حدیث نبوی مراد ہوتی ہے گڈمڈ کر دیا ہے - مسٹر میکال نے غیر مسلم رعایا کی حالت کے متعلق جو عبارت ملتقی سے نقل کی ہے (دیکھو فقرہ ۷۹) اُسے ہر شخص جانتا ہے کہ وہ نہ قرآن کی آیات ہین اور نہ صحیح احادیث نبوی اور نہ وہ شریعت فقہ کی اُن کتابون مین پائی جاتی ہے جن کا ماخذ خالص احادیث نبوی ہے -

اس غیر مساوات کا ذکر قرآن مین نہین ہے

۸۴ - سوم اسلامی ملک کی غیر مسلم رعایا کی دیوانی اور پولیٹکل (سیاسی) غیر مساوات کا جو ذکر کتب فقہی مثل ملتقی اور ہدایہ[۵۱] مین آیا ہے وہ بالکل بلا دلیل ہے - اور اس کی تائید مین کوئی قانونی یا مذہبی سند نہین ہے اور لہذا کوئی شخص اُسے "عیسائی رعایا کی دامی حالت کا غیر متبدل یا مقدس قانون" نہین کہہ سکتا اور نہ یہ ایسا ہوسکتا ہے - قرآن پاک مین اس کی ہدایت کہین نہین ہے اور نہ احادیث نبوی مین خواہ وہ صحیح ہون یا ضعیف یا موضوع کسی اسلامی کتاب فقہ مین جس کی بنا احادیث نبوی یا اخبار صحابہ پر ہے اس قسم کی غیر مساوات کا ذکر نہین ہے - سب سے پہلی

[۵۱] "امام کو چاہیے کہ لباس اور دیگر سامان کے متعلق مسلمان اور ذمی مین امتیاز کرے - لہذا ذمی کو جائز نہین کہ وہ گھوڑے پر سوار ہو یا ہتیار استعمال کرے یا ایسی زین استعمال کرے یا ویسی لباس اور پگڑی پہنے جو مسلمان پہنتے ہین - اور جامع صغیر مین لکھا ہے کہ ذمیون کو ہدایت کی جائے کہ وہ اپنے لباس کے اوپر کھلی قسطف پہنے (قسطیف ایک اونی رسی یا پٹی ہوتی ہے جو لباس کے اوپر کمر مین باندھتے ہین) نیز انہین یہ ہدایت کی جائے کہ جب وہ کسی جانور پر سوار ہون تو ایسی زین استعمال کرین جو گدھے پر لگائی جاتی ہے (ہدایہ یا شرح فقہ اسلام انترجمہ چارلس ہملٹن جلد ۲ صفحہ ۲۲۰ - یہ معلوم رہے کہ یہ تمام ذلیل علامات صرف بڑے بڑے بلاد اسلامی کے لئے تھے - قصبات و دیہات کے لئے نہ تھے -

نقہ کی کتاب جس کی بنیاد احادیث نبوی اخبار صحابہ اور رسم و رواج مدینہ پر ہے دوسری صدی مین امام مالک (۹۵ھ ہجری وفات ۱۷۹ ہجری) نے تالیف کی - وہ اسلامی فقہ کے ائمہ اربعہ مین سے ہین - یہ کتاب و دیگر کتب فقہی اور نیز اس صدی کی تالیفات مثلاً المنتقی فی الاخبار تالیف ابو محمد الملکی (وفات ۴۳۷) اور درر البہیہ مین تالیف قاضی القضاۃ علی بن محمد الشوکانی الیمنی سنہ وفات ۱۲۵۰ھ ایک اسلامی سلطنت کی غیر مسلم رعایا کے متعلق اس قسم کی غیر مساوات یا ذلیل قانون یا حقیر حالت کو تسلیم نہین کرتین -

خالد کا قانون نہ مذہبی ہے نہ مستند

۸۵- ذمیون کے غیر مساوی حقوق کا سراغ خالد یا حضرت عمرؓ خلیفہ ثانی تک لگایا گیا ہے - فتوح الشام مین جو عموماً واقدی سے منسوب کی جاتی ہے یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب خالد نے سکندریہ کو فتح کیا تو انھون نے وہان کے لوگون پر چند شرطین قایم کین جن مین سے بعض یہ ہین -

"وہ جانورون پر سوار نہ ہون اور اپنے گھر مسلمانون کے گھرون سے اونچے نہ بنائین - وہ مسلمانون
"کی آواز سے زیادہ بلند آواز مین گفتگو نہ کرین - وہ نئی گرجا یا معبد نہ بنائین اور نہ کسی شکستہ معبد کی
"مرمت کرین - اور اپنے مذہب کے امتیاز کے لئے اپنی پیٹی پر زنار باندھین اور صلیب یا کنٹھی کو نہ
"دکھائین -"

لیکن جو کچھ خالد نے کیا وہ قانون نہین ہو سکتا - چہ جائے کہ اسے شریعت اسلام کا غیر متبدل قانون سمجھا جائے - انہین اس قسم کا کوئی حق نہ تھا - اور علاوہ اس کے وہ ایک غیر محتاط جابر سپاہی تھے -

لباس وغیرہ کا امتیاز

۸۶- لباس اور ساز و سامان کے امتیازات جن کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت عمرؓ خلیفہ ثانی نے قائم کئے (اگر یہ ثابت بھی ہو جائے کیونکہ روایات اس کے متعلق صحیح اور قابل اعتبار نہین) وہ عیسائی رعایا کے بعض فرقون کے متعلق خاص تجاویز تھے - لیکن وہ اس

۵۱ کان کوسٹ آف سریا (فتوح الشام) جلد ۲ صفحہ ۹۶ مطبوعہ مصر

انگریزی فوجداری قانون سے جو رومنست اور پنے[۵۱] پست فرقون کے خلاف جاری کیا گیا تھا- سختی اور شدت مین بہت کم تہی- اور وہ کسی حالت مین غیر متبدل اور الٰہی قانون نہین ہو سکتے حضرت عمرؓ نے جو قانون جاری کیا تھا وہ صرف اتنا تھا کہ ذمی لوگ ایک جست کی ہنسلی گلے مین پہنین[۵۲] اور اپنے سر کے سامنے کا حصہ منڈائین- اور اس کے ساتھ یہ حکم بھی تھا کہ اپنی کمر مین ایک پتلی سی پیٹی باندہین[۵۳]- لیکن یہ حکم اُن کی عام ذلت کے لئے نہ تھا کیونکہ ہر شخص گلے کی ہنسلی اور سامنے کا منڈا ہوا سر چھپا سکتا تھا- اس سے صرف یہ مقصد تھا کہ مسلم اور غیر مسلم مین امتیاز ہو سکے- کیونکہ لباس سب کا ایک سان تھا اور کوئی قومی لباس تھا نہین- مثلاً عام حمامون مین جہان سب جمع ہوتے تھے اِس امتیاز کی ضرورت تھی- علاوہ اس کے یہ خاص حالت تھی اور عام طور پر غیر مسلم رعایا سے اس کا کچھ تعلق نہ تھا- امام نووی نے جو اعلیٰ درجہ کے فقیہ گذرے ہین اپنی کتاب منہاج مین ذمیون کے متعلق یہ تحریر فرماتے ہین " جب وہ کسی ایسے عام حمام مین داخل ہو جہان مسلمان بھی ہین یا اپنے کپڑے اُتار ڈالے تو اِس کے گلے مین جست یا لوہے کی ایک ہنسلی پہنادی جائے[۵۴]" بالفرض اگر حضرت عمرؓ نے کوئی ایسا قانون بنایا بھی تھا تو یہ ظاہر

---

۵۱ علاوہ دیگر غیر مساوی حقوق کے رومن کیتھلک لوگ کا رپوریٹ دفاتر سے ۱۶۶۱ء مین پارلیمنٹ سے ۱۶۹۱ء مین خارج کر دیے گئے- ۱۶۹۷ء مین انہین پراٹسٹنٹون سے شادی بیاہ کرنے کی ممانعت کر دی گئی- ۱۶۹۵ء مین اسلحے کے رکھنے کی ممانعت کی گئی- وغیرہ وغیرہ" ہیڈن: ڈکشنری آف ڈیٹس- آرٹیکل رومن کیتھلک-

۵۲ اس ہنسلی کا حال پڑہ کر مجھے ایڈورڈ ششم کا قانون یاد آگیا جو سولہوین صدی مین جاری ہوا تھا کہ تمام آوارہ گرد لوگ غلام بنا لئے جائین اور اپنے کلون - بازوون اور ٹانگون مین لوہے کے طوق پہنین (بلیک اسٹون کی شرح قانون انگلستان جلد ۴ صفحہ ۵۰۸ مطبوعہ لندن ۱۸۴۰ء و ہیڈن: ڈکشنری آف ڈیٹس صفحہ ۶۶۲)

۵۳ بیہقی نیل الاوطار من اسرار منتقی الاخبار تالیف قاضی شوکانی جلد ۷ صفحہ ۲۰۷ دیکھو سیوطی کی تاریخ مصر و قاہرہ حسن المحاضرہ فی اخبار المصر والقاہرہ جلد ا فصل خراج صفحہ ۶۰-

۵۴ - دیکھو تحفۃ المحتاج فی شرح المنہاج جلد ۴ صفحہ ۱۷۵-

ہے کہ وہ مقامی حیثیت رکھتا تھا۔ دوسرے انھین کوئی ایسا قانونی اختیار حاصل نہ تھا۔ کہ جس کی وجہ سے اِن کا قانون غیر متبدل یا الٓہی قانون سمجھا جائے۔ علاوہ اس کے وہ صرف ایسے ہی خلیفہ تھے جیسے اور خلیفہ اور سلطان جو اُن کے بعد اُن کے جانشین ہوئے زیادہ سے زیادہ جو اُن کے حق مین کہا جاسکتا ہے وہ یہ ہے۔ کہ وہ ایک راستباز اور عادل خلیفہ تھے۔ حالانکہ باقی خلفا یا تو راست باز اور عادل تھے یا جابر سلاطین۔ انھین مذہبی حیثیت سے کسی قانون کے بنانے کا حق نہ تھا جس کی اتباع مسلمانون پر از روے مذہب واجب ہوتی۔ اور ان کی انتظامی تدابیر اس زمانہ کے مسلمانون یا آیندہ کے خلفا یا سلاطین کے لئے الٓہی حکم کی شان نہین رکھتی تھین۔

حضرت عمرؓ کی پالیسی یہ تھی کہ عربون کو غیر مسلمون سے بالکل الگ رکھا جائے

۸۷۔ حضرت عمرؓ خلیفہ ثانی نے غیر مسلمون کے لباس اور سازوسامان کے متعلق جو امتیاز قایم کیا تھا وہ کسی تعصب یا حسد یا نفرت کی وجہ سے نہ تھا۔ وہ تمام دیگر اقوام کے مقابلہ مین خالص عرب قوم کی فضیلت کو ہمیشہ مدنظر رکھتے تھے۔ اُن کی اور نیز دیگر خلفا کی یہ پالیسی رہی ہے کہ عرب بحیثیت جنگ جو اور غالب قوم کے دیگر اقوام کے میل سے بالکل الگ اور پاک رہین۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے اسی خیال کی بنا پر کہ عربون مین غیرون کا میل نہ ہو چند احکام نافذ کئے اور عربون کو حکماً ممانعت کردی گئی کہ وہ حدود عرب سے ممالک مفتوحہ مین باہر نہ کوئی جائداد حاصل کرین اور نہ زراعت کرنے پائین اور اسی خیال سے یہودیون اور عیسائیون کو عرب کے بعض اضلاع سے خارج کردیا گیا تھا۔ ان کا ایک حکم یہ بھی تھا کہ عرب کسی حال مین غلام نہ بنایا جائے نہ تو جنگ مین گرفتاری کے بعد اور نہ زر خرید۔ عربون کو حکم تھا کہ وہ کوئی غیر زبان نہ بولین نہ سیکھین۔ نیز عیسائیون کو یہ اجازت تھی کہ عربی پڑھین یا عربی حروف مین لکھین۔ اِن تمام تجاویز سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کا یہ منشا تھا کہ جہان تک ممکن ہوسکے عربون اور دیگر اقوام مین خاص امتیاز قایم رکھا جائے۔ اس پالیسی کو پورے طور پر عمل مین لانے کے لئے انھون نے چند خاص امتیازات غیر مسلمون کے

لباس وغیرہ مین قرار دے تھے تاکہ عرب لوگ الگ پہچانے جائین - یہ وہی امتیازات ہین جنھین ریورنڈ مسٹر میکال شرمناک اور ذلیل تصور کرتے ہین - خلفا اس پالیسی مین کامیاب نہ ہوئے - اس پالیسی کا اطلاق ترکی مین نہین ہوسکتا - کیون وہان کوئی خالص عرب قوم نہین ہے کہ جن سے اُنھین الگ رکھنا مقصود ہو - اڈنبرا ریویو بابت ماہ اپریل ۱۲۸۲ع مین ایک دلچسپ مضمون بعنوان "سلطنت خلفا" چھپا تھا جس مین مضمون نگار نے لکھا ہے کہ

"یہ امر بھی قابل توجہ سمجھا گیا ہے کہ عیسائیون کو ایک خاص قسم کا لباس پہننا پڑتا تھا - لیکن اس "امتیاز سے صرف یہ مقصود نہ تھا کہ وہ لوگ ادنیٰ ہین بلکہ مختلف فرقون کے باہمی امتیاز کے لئے "بھی ضرور تھا" [۵۱]

امام نووی کی راے ذمیون کی تذلیل کے بارے مین

۸۸ - مسٹر ریورنڈ میکال نے ملتقٰی سے ذمیون یا غیر مسلم رعایا کی حالت کو جو ٹکیس ادا کرنے کے وقت ہوتی تھی مفصلہ ذیل الفاظ مین بیان کیا ہے -

"اُسے ٹکس کھڑے کھڑے ادا کرنا چاہیئے درانحالیکہ محصول وصول کرنے والا بیٹھا ہوا ہو ٹکس "وصول کرنے والے کو چاہیئے کہ اس کے ساتھ سختی سے پیش آے اُسے جھنجھوڑے سینے پر اُسے زدوکوب "کرے اور زمین پر گھسیٹے اور اس سے کہے" اے ذمی اے خدا کے دشمن ٹکس دے" اور یہ وہ اس لئے "کرے کہ اس کی تحقیر و تذلیل ہو" [۵۲]

---

[۵۱] - دی اڈنبرا ریویو نمبر ۳۱۸ بابت اپریل ۱۸۸۲ع مضمون ۳ - تہذیب و ترقی مشرقی بعہد خلفا - دان اے کریمر زوی باندی وین ۱۸۷۵ع -

حضرت عمرؓ کی پالیسی کے متعلق جس کا ذکر اس فقرہ مین کیا گیا ہے مین اس مضمون کے مصنف کا بہت ممنون ہون مین نے اس مضمون کے اقتباس کو تاریخی واقعات اور روایات اور اصل مصنفین کے حوالون کے مقابلہ مین قابل ترجیح سمجھا ہے -

[۵۲] نائن ٹینتھ سنچری - بابت دسمبر ۱۸۸۱ع صفحہ ۹۴۳ میجر اسبارن نے بھی اس قسم کا ایک ذکر اپنی کتاب "اسلام انڈر عربس" مین کیا ہے - صفحہ ۹-۲۷۸ و ۳۰۰ مطبوعہ لندن ۱۸۷۶ع -

ہے کہ وہ مقامی حیثیت رکھتا تھا - دوسرے انھین کوئی ایسا قانونی اختیار حاصل نہ تھا - کہ جس کی وجہ سے اِن کا قانون غیر متبدل یا آلہی قانون سمجھا جائے - علاوہ اس کے وہ صرف ایسے ہی خلیفہ تھے جیسے اور خلیفہ اور سلطان جو اُن کے بعد اُن کے جانشین ہوئے زیادہ سے زیادہ جو اُن کے حق مین کہا جاسکتا ہے وہ یہ ہے - کہ وہ ایک راستباز اور عادل خلیفہ تھے - حالان کہ باقی خلفا یا تو راست باز اور عادل تھے یا جابر سلاطین - انھین مذہبی حیثیت سے کسی قانون کے بنانے کا حق نہ تھا جس کی اتباع مسلمانون پر از روے مذہب واجب ہوتی - اور ان کی انتظامی تدابیر اِس زمانہ کے مسلمانون یا آیندہ کے خلفا یا سلاطین کے لیے آلہی حکم کی شان نہین رکھتی تھین -

حضرت عمرؓ کی پالیسی یہ تھی کہ عربون کو غیر مسلمون سے بالکل الگ رکھا جاے

۸۷ - حضرت عمرؓ خلیفہ ثانی نے غیر مسلمون کے لباس اور سازوسامان کے متعلق جو امتیاز قائم کیا تھا وہ کسی تعصب یا حسد یا نفرت کی وجہ سے نہ تھا - وہ تمام دیگر اقوام کے مقابلہ مین خالص عرب قوم کی فضیلت کو ہمیشہ مدنظر رکھتے تھے - اُن کی اور نیز دیگر خلفا کی یہ پالیسی رہی ہے کہ عرب بحیثیت جنگ جو اور غالب قوم کے دیگر اقوام کے میل سے بالکل الگ اور پاک رہین - چنانچہ حضرت عمرؓ نے اسی خیال کی بنا پر کہ عربون مین غیرون کا میل نہ ہو چند احکام نافذ کئے اور عربون کو حکماً ممانعت کردی گئی کہ وہ حدودِ عرب سے ممالک مفتوحہ مین باہر نہ کوئی جائداد حاصل کرین اور نہ زراعت کرنے پائین اور اسی خیال سے یہودیون اور عیسائیون کو عرب کے بعض اضلاع سے خارج کردیا گیا تھا - ان کا ایک حکم یہ بھی تھا کہ عرب کسی حال مین غلام نہ بنایا جاے نہ تو جنگ مین گرفتاری کے بعد اور نہ زرخرید - عربون کو حکم تھا - کہ وہ کوئی غیر زبان نہ بولین نہ سیکھین - نیز عیسائیون کو یہ اجازت تھی کہ عربی پڑھین یا عربی حروف مین لکھین - اِن تمام تجاویز سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کا یہ منشا تھا کہ جہان تک ممکن ہوسکے عربون اور دیگر اقوام مین خاص امتیاز قایم رکھا جاے - اس پالیسی کو پورے طور پر عمل مین لانے کے لیے انھون نے چند خاص امتیازات غیر مسلمون کے

لباس وغیرہ مین قرار دے تھے تاکہ عرب لوگ الگ پہچانے جائین - یہ وہی امتیازات ہین جنھین ریورنڈ مسٹر میکال شرمناک اور ذلیل تصور کرتے ہین - خلفا اس پالیسی مین کامیاب نہ ہوئے - اس پالیسی کا اطلاق ترکی مین نہین ہو سکتا - کیونکہ وہان کوئی خالص عرب قوم نہین ہے کہ جن سے انھین الگ رکھنا مقصود ہو - اڈنبرا ریویو بابت ماہ اپریل ۱۸۸۲ء مین ایک دلچسپ مضمون بعنوان "سلطنت خلفا" چھپا تھا جس مین مضمون نگار نے لکھا ہے کہ

" یہ امر بھی قابل توجہ سمجھا گیا ہے کہ عیسائیون کو ایک خاص قسم کا لباس پہننا پڑتا تھا - لیکن اس
" امتیاز سے صرف یہ مقصود نہ تھا کہ وہ لوگ ادنیٰ ہین بلکہ مختلف فرقون کے باہمی امتیاز کے لئے
" بھی ضرور تھا" ۵۱

امام نووی کی رائے ذمیون کی تذلیل کے بارے مین

۸۸ - مسٹر ریورنڈ میکال نے متقی سے ذمیون یا غیر مسلم رعایا کی حالت کو جو ٹکیس ادا کرنے کے وقت ہوتی تھی مفصلہ ذیل الفاظ مین بیان کیا ہے -

" اُسے ٹکس کھڑے کھڑے ادا کرنا چاہیئے درانحالیکہ محصول وصول کرنے والا بیٹھا ہوا ہو ٹکس
" وصول کرنے والے کو چاہیئے کہ اس کے ساتھ سختی سے پیش آئے اُسے جھنجھوڑے سینے پر اُسے زدوکوب
" کرے اور زمین پر گھسیٹے اور اس سے کہے " اے ذمی اے خدا کے دشمن ٹکس دے " اور یہ وہ اس لئے
" کرے کہ اس کی تحقیر و تذلیل ہو" ۵۲

۵۱ - دی اڈنبرا ریویو نمبر ۳۱۰ بابت اپریل ۱۸۸۲ء مضمون ۳ - تہذیب و ترقی مشرقی بعد خلفا - وان اے کریمر نووی باندی وین ۱۸۷۵ء -

حضرت عمرؓ کی پالیسی کے متعلق جس کا ذکر اس فقرہ مین کیا گیا ہے مین اس مضمون کے مصنف کا بہت ممنون ہون مین نے اس مضمون کے اقتباس کو تاریخی واقعات اور روایات اور اصل مصنفین کے حوالون کے مقابلہ مین قابل ترجیح سمجھا ہے -

۵۲ - تائم ٹیبھ سنچری - بابت دسمبر ۱۸۸۲ء صفحہ ۸۴۳ میجر اسبارن نے بھی اس قسم کا ایک ذکر اپنی کتاب " اسلام انڈر عربس " مین کیا ہے - صفحہ ۷۹ و ۸۰ مطبوعہ لندن ۱۸۷۶ء -

مسٹر میکال اس قانونی حالت کو ترکی کے عیسائیون کے متعلق بیان کرتے ہین۔ حالان کہ اس قانون کو تمام قابل فقہا نے بہت برُا بھلا کہا ہے - اور ہر شخص کو معلوم ہے کہ ان قواعد پر کبھی عمل درآمد نہین ہوا - اور یہ صرف قانونی کتب مین مثل مردہ خراب قانون کے اب تک موجود ہین - حالان کہ اسے منسوخ اور متروک ہوے زمانہ دراز ہوا - بعض نے تو یہان تک کیا ہے کہ انھین اپنی کتب مین نقل کر کے اُن کی بہت کچھ ہجو کی ہے - امام نووی نے جو ساتوین صدی ہجری مین ہوئے ہین خاص کر اس قانون کو بہت برا بھلا کہا ہے - وہ اپنی کتاب منہاج مین بیان مذکور کو نقل کرنے کے بعد یہ راے دیتے ہین -

" یہ حالت اب بالکل کالعدم ہے - اور اسے مستحب خیال کرنا خطاے شدید ہے "

امام شہاب الدین احمد بن حجر ہیثمی مکی جنہون نے ۹۷۵ھ ہجری مین وفات پائی اپنی شرح کتاب مذکور مین یہ فرماتے ہین -

" یہ حالت اب بالکل کالعدم ہے - کیون کہ سنت مین اس کی کوئی بنیاد یا سند نہین ہے اور نہ خلفا
" نے کبھی ایسا عمل کیا ہے اور اسی بنا پر امام مین صاف لکھا ہے کہ ٹکس بڑے اخلاق کے ساتھ وصول
" کیا جاے - ان کی اہانت صرف اس قدر ہے کہ انھین قانون کی اتباع کرنی پڑتی ہے لیکن اُن کے ساتھ
" نہ کسی قسم کا برُا سلوک کیا جاتا ہے اور نہ مار پیٹ کی جاتی ہے - چونکہ یہ بلا وجہ بدسلوکی ہے لہذا ایسا
" کرنا بالکل ناجائز ہے -

۵۱ - تذلیل کا لفظ التوبہ ۹ آیت ۲۹ مین استعمال ہوا ہے " وہ ٹکس ادا کرتے ہین جبکہ وہ ذلیل کئے گئے ہین " جب مدینہ مین یہ افواہ پہنچی کہ عرب کے شامی سرحد پر افواج روما مین جنگی تیاریان اس غرض سے ہو رہی ہین کہ عرب کو فتح کیا جاے تو یہ آیت نازل ہوئی - اور مسلمانون کو ہدایت کی گئی کہ وہ اپنے آپ کو بچائین اور حملہ آورون کو روکین - اس حالت مین یہ تاکید کی گئی کہ دشمن تاوان جنگ ادا کرین اور ذلیل ہون - لیکن اول تو اس آیت کو اسلامی سلطنت کے غیر مسلم رعایا سے کچھ تعلق نہین - دوسرے الفاظ " ذلیل کئے گئے ہین " سے وہ ذلت مراد نہین ہے جو بعض فقہا نے اپنی کتابون مین ظاہر کی ہے - بلکہ بخلاف اس کے مسلمان مصنفین نے ایسے خیال کی سخت مخالفت کی ہے اور

ٹکس ادا کرتے وقت جسم کی ایک خاص حالت ذلت

۸۹- کتاب الامّ جس کا حوالہ پیشتر دیا گیا ہے امام شافعی کی تالیف ہے جو مذاہب فقہ کے چار ائمہ مین سے ہین - وہ ہجری کی دوسری صدی مین تھے (سنہ پیدائش (۱۵۰) اور سنہ وفات ۲۰۴ ہجری) ریورنڈ مسٹر میکال کو معلوم ہوگا کہ یہ لغو اور بیہودہ حالت جس کو انہون نے غلطی سے ترکی عیسائیون کی بتایا ہے امام شافعیؒ دوسری صدی مین اس کی تردید و تغلیط کر چکے ہین - اور ساتوین صدی مین امام نووی نے بھی اسے بہت برا بھلا کہا ہے - اور یہ دونون صاحب مولف ملتقی سے (جو دسوین صدی ہجری کے مصنف ہین) اول گزرے ہین - نیز ابن حجر مکی نے جو ابراہیم حلبی مولف ملتقے کا ہم عصر ہے اس حالت کو ناجائز و ناروا بتایا ہے -

مصنف مزاج فقہائے اسلام کی اظہار ناپسندیدگی

۹۰ - حال کا ایک حنفی المذہب مصنف جو اس صدی مین شام و مصر و ترکی مذاہب کا مشہور فقیہ گذرا ہے اور جس کا نام ابن عابد بن محمد امین ہے اور جس نے درالمختار کی شرح لکھی ہے وہ اپنی کتاب ردالمختار مین لکھتا ہے کہ

" مصنف ہدایہ نے جہان اپنی کتاب مین یہ لکھا ہے کہ " ازروے حدیث ٹکس وصول کرنے
" والے کو چاہیے کہ اس کا کلا پکڑ کے جھنجھوڑے اور کہے " اے ذمی محصول ادا کر" تو صاحب ہدایہ کو اس
" حدیث پر یقین نہین ہے اور وہ اس پر اعتماد نہین کرتے - ۵۱

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵۰ - یہ ظاہر لیا ہے کہ صاغرون کے یہ ہرگز معنی نہین ہین - امام شافعی کی ... جو ام کے مصنف ہین اس پیشتر لکھی جا چکی ہے - وہ فرماتے ہین کہ "صغار" یا عیسائیون کی اہانت صرف یہ ہے کہ وہ قانون کا اتباع کرین -

حافظ ابن القیم جن کا زمانہ آٹھوین صدی کا اول نصف ہے اور جن کا انتقال ۷۵۱ھ مین ہوا وہ اس حالت ادائے ٹکس کے متعلق جس کا ذکر مسٹر میکال نے کیا ہے یہ فرماتے ہین کہ "ایسا خیال کرنے کی کوئی وجہ نہین اور نہ آیت سے یہ مطلب نکلتا ہے اور نہ پیغمبر اور خلفا سے کوئی ایسی روایت پہنچی ہے - لفظ صغار کی صحیح تفسیر یہ ہے کہ ان پر قانون جاری کیا جاوے اور ٹکس لگایا جاوے - یہ خود ایک قسم کی اہانت ہے - اور شافعیؒ نے بھی اسی سے اتفاق کیا ہے - دیکھو کتاب فتح البیان حصہ اول صفحہ ۲۲۷ - مولفہ نواب صدیق حسن خان مرحوم بھوپالی -

۵۱ - ردالمحتار جلد ۳ صفحہ ۴۷۱ -

یہی مصنف دوسری جگہہ لکھتا ہے کہ:-

" اُسے (ذمی کو) اسے کافر کہنا ممنوع ہے - اور اُسے گلے سے پکڑنے جھنجھوڑنے تھپڑ مارنے
" کی بھی ممانعت ہے کہ ایسے برتاؤ سے اُسے رنج ہوگا - اور اسی لئے بعض شافعی فقہا نے اسے رد کر دیا ہے
" کہ سنت میں اس کا کہیں پتہ نہیں اور نہ عادل خلفا کا اسپر کبھی عمل رہا-

اب میں امید کرتا ہوں کہ مسٹر میکال ٹھنڈے دل سے اور بے تعصبی کے ساتھ اس پر غور کرینگے - اور اپنے بیانات پر دوبارہ نظر ڈالینگے تو انہیں معلوم ہوگا کہ جو ہدایات اسلامی سلطنت یا اسلامی قانونی کتب میں درج ہیں - اور جنہیں اُنہوں نے نقل کیا ہے - وہ محض مردہ قانون کی حیثیت رکھتی ہیں - جو صرف ان کتابوں میں منتشر پائی جاتی ہیں اور کبھی عمل میں نہیں آئیں - اور فاضل مسلمان مصنفین نے اپنی کتابوں میں اوسکی تردید کی ہے اور اسے ناجائز قرار دیا ہے -

حصہ اوّل ختم ہوا